قرآن کریم کے الفاظ وحروف اور اس کی قراءت کے مختلف طرق اور اس کی مختلف روایات جو قراءات عشرہ کے نام سے معروف ہیں جو حدیث میں مذکور 'سبعہ احرف' کی عملی تفسیر وتعبیر ہے، اس کے ثبوت کے لیے متواتر کا لفظ صرف تفہیم اور علمی دنیا کے رسم کے لیے ہے ورنہ اس کا ثبوت آسمان کی بلندی اور زمین کی پستی سے بھی زیادہ واضح ہے۔ تواتر کی ہر تعریف قرآن حکیم اور اس کی قراءات کے ثبوت سے کم تر ہے، اس کا ثبوت اس سے بہت اعلیٰ و بالا ہے۔ قرآن کریم کے ثبوت پر ہمارا اطمینان واعتماد ہمارے ایمان کا جزو لازم ہے۔

## قراءاتِ عشرہ متواترہ کا حکم

اُمت اسلامیہ کے اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم 'سبعۃ احرف' پر نازل ہوا ہے اس کی صراحت اَحادیث نبویہ میں آ چکی ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق اختلافات منقول ہیں، حدیث میں ہے:

عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ قال: أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَىٰ حَرْفٍ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ حَتَّى انْتَهَىٰ إِلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ [أخرجه البخاري في صحيحه، الفضائل، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے ایک حرف پر قرآن پڑھایا، تو ان سے مراجعت کی اور میں مزید حروف پر پڑھنے کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ بھی زیادہ کرتے رہے، حتیٰ کہ سات حروف پر پڑھنا ٹھہرا۔''

ایسے ہی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں مروی ہے، اس میں سات حروف پر پڑھنے کو آخری قراءت بتایا گیا ہے۔ [صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب بیان أن القرآن على سبعة أحرف وبيان معناه]

## 'سبعۂ احرف' سے کیا مراد ہے؟

اس میں اہل علم کی دو رائیں ہیں، اکثر اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد حقیقتاً سات کا عدد ہے اور 'احرف' سے مختلف قبائل کے لہجات اور ان کی لغات مراد ہیں جن کی لغات کے مطابق قرآن نازل ہوا ہے۔

اور وہ: ① قریش ② ہذیل ③ ثقیف ④ ہوازن
⑤ کنانہ ⑥ تمیم ⑦ اور یمن ہیں۔

یا اس سے مراد:
① قریش ② ہذیل ③ تمیم ④ ازود
⑤ ربیعہ ⑥ ہوازن ⑦ سعد بن بکر ہیں۔

یہ رائے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (۱۹۸ھ)، ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (م۲۲۴ھ)، علامہ طبری رحمہ اللہ (م۳۱۰ھ)، ابوشامہ رحمہ اللہ (م۶۶۵ھ)، امام قرطبی رحمہ اللہ (م۶۷۱ھ) اور دیگر متعدد قدیم وجدید اہل علم سے منقول ہیں۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: [جامع البيان للطبرى:۲۱/۱، ۶۷، المرشد الوجيز لأبي شامة :۹۷، الجامع لأحكام القرآن للقرطبي:۴۱، ۴۶ والأحرف السبعة لحسن ضياء الدين عتر]

یہی رائے زیادہ وجیہ معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ مذکورہ بالا حدیث کے تمام طریق میں سبعہ اَحرف کا لفظ موجود ہے اس کا واضح مفہوم وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


سبعہ احرف سے مراد لغات اور لہجات ہی ہیں، اسی رائے پر طبیعت مطمئن ہوتی ہے اور یہی رائے قرین عقل ودلیل معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جمع ثانی کے موقع پر تینوں قریشی علماء قرآن سے کہا تھا:

إذا اختلفتم أنتم وزيد في شيء فاكتبوه بلغة قريش فإنه نزل بلغتهم

''یعنی جب تمہارا اور زید بن ثابت کا کسی لفظ کے بارہ میں اختلاف ہو تو اسے قریش کے طریقہ کے مطابق لکھو، کیونکہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا۔''

واضح رہے کہ قرآن کے قریش کی زبان میں نازل ہونے کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلغتھم کیا ہے۔ واللہ اعلم

## 'قراءات عشرہ'، 'سبعہ اَحرف' کی روایات کا نام ہے:

بعض حضرات اس وہم کا شکار ہوئے کہ سبعہ قراءات ائمہ قراءات کی قراءات کا نام ہے ان کی شہرت تو صرف روایت کی وجہ سے ہوئی ہے، سبعہ احرف کی روایات عشرہ قراءات کا سبب بنی ہیں۔

اصلاً قراءات عشرۃ اور روایات کا مصدر و منبع وحی الٰہی ہے اور پوری دس قراءات متواترہ قرآن کریم ہیں، ائمہ قراءات کا ان میں کوئی دخل نہیں وہ تو صرف ناقل ہیں اس کے سوا ان کی کوئی حیثیت نہیں، انہیں ان قراءات کا موجد سمجھنا تو ایسے ہے جیسے محدثین رحمہم اللہ کو احادیث کا واضع کہا جائے اور ایسا ہرگز نہیں ہے۔

## سلف کا مؤقف

صحابہ و تابعین کرام سے لے کر عہد ہر عہد اسلامی میں ان قراءات کو قرآن کریم کا حصہ سمجھا گیا، ائمہ حدیث تفسیر نے اپنی اپنی کتابوں میں حسب استطاعت انہیں نقل بھی کیا ان سے استدلال بھی کیا، جو اس امر کی دلیل ہے کہ انہیں ان سے مکمل اتفاق تھا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م ۷۲۸ھ) سے سوال کیا گیا:

جمع القراء ات السبع هل هو سنة أم بدعة، هل جمعت على عهد رسول ﷺ وهل لجامعها مزيد ثواب على من قرأ برواية أم لا؟

''سبعہ قراءات کو جمع کرنا سنت ہے یا بدعت؟ اور کیا یہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں جمع کی گئیں یا نہیں؟ اور کیا ان سب قراءات کے مطابق پڑھنے والے کو صرف ایک قراءت کے مطابق اجر و ثواب میں فوقیت حاصل ہے یا نہیں؟''

تو امام صاحب نے جواب میں فرمایا:

الحمد لله! أما نفس معرفة القراء ات وحفظها فسنّة متبعة يأخذها الآخر عن الأول فمعرفة القراء ات التي كان النبي ﷺ يقرأ بها أو يقرّهم على القراء ة بها أو يأذن لهم وقد أقرئوا بها سنة والعارف في القراء ات الحافظ لها، له مزية على من لم يعرف ذلك أو لا يعرف إلا قراء ة واحدة [مجموع الفتاویٰ لابن تیمیه :۱۳/۴۰۴]

''الحمدللہ جہاں تک ان قراءات کا علم حاصل کرنے اور انہیں حفظ کرنے کا تعلق ہے تو یہ واجب الاتباع سنت ہے جو خلف نے سلف سے اخذ کی ہے، چنانچہ ان قراءات کا علم جن کے مطابق نبی ﷺ پڑھتے اور صحابہ کو ان کے مطابق پڑھتے ہوئے سنتے یا انہیں ان کے مطابق پڑھنے کی اجازت دیتے تھے اور انہوں نے ان کے مطابق قراءت کی تو یہ سنت ہے اور ان قراءات کے عالم اور حافظ کو علم نہ رکھنے والے یا صرف ایک قراءت کا علم رکھنے والے پر فضیلت حاصل ہے۔''



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## قراءاتِ عشرۃ کے انکار کا حکم

جیسا کہ تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے کہ 'سبعۃ احرف' قراءاتِ عشرۃ ہیں جو روایات کی وجہ سے سات سے دس ہوگئی ہیں اور پوری کی پوری متواترہ ہیں اور دینی اور شرعی اعتبار سے متواتر کے انکار کا حکم بہت واضح اور معروف ہے اگر کسی ضد اور عناد کی وجہ سے ہو یا مستشرقین سے تاثر کی بناء پر ہو تو معاملہ اور بھی سنگین ہے اور اگر اجتہادی غلطی کی بناء پر ہو تو پھر اس کے متعلق توقف کرنا ہی مناسب ہے۔

## خلاصۃ الکلام

قراءاتِ عشرۃ متواترہ ہی قرآن کریم ہے ان کا ثبوت صحیح اَحادیث اور اُمت کے اجماع سے ملتا ہے اور سلف اُمت اسے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ واللہ اعلم

**ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر** (رئیس المجلس العلمی، پاکستان ورئیس الجامعۃ السعیدیۃ، خانیوال)

[٦]

**الجواب بعون الوھاب:**

قرآن کریم کی مختلف قراءتیں دراصل مختلف قبائل عرب کے مختلف لہجے ہیں جن کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھنے کی اِجازت دی گئی ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی رُو سے یہ بھی منزل من اللہ ہیں۔ جیسے فرمایا: ''أنزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرف۔ وغیرھا من الروایات''

عہدِ رسالت میں یہ اجازت آسانی کے لیے دی گئی تھی اور اس وقت سے ہی قراءتوں کا اختلاف چلا آرہا ہے، کسی دور کے بھی اہل علم نے ان کے جواز سے انکار نہیں کیا۔ اس اعتبار سے یہ سب قراءتیں مسلمہ اور متواتر ہیں اور تواتر اور مسلمات اِسلامیہ کا انکار ایک مسلمان کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ اختلاف ایسا ہے کہ اس سے بالعموم معنی و مفہوم میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوتی بلکہ بعض دفعہ توضیح و تفہیم میں اس سے مدد ملتی ہے۔ اس کی تفصیل کتب تفاسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

① بنابریں مدارس میں قراءتِ عشرہ کے پڑھنے پڑھانے کا جو سلسلہ ہے، وہ بالکل صحیح اور ایک علمی میراث ہے جس کی حفاظت ضروری ہے۔
② اسلاف امت میں سے کسی نے ان کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ متعدد مفسرین نے اپنی تفاسیر میں ان کو محفوظ کیا ہے۔
③ جو لوگ ان قراءتوں کا انکار کرتے ہیں، وہ ان منحرفین میں سے ہیں جو أضلہ اللہ علیٰ علم (القرآن) کا بھی مصداق ہیں اور ضلوا فأضلوا کا بھی۔ أعاذنا اللہ منھا .

**حافظ صلاح الدین یوسف** (صاحب 'تفسیر اَحسن البیان')
(مدیر شعبہ تحقیق وتالیف، دار السلام، لاہور)


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## [۷]

**سوال:** کیا قراءاتِ قرآن جو مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں، ان کا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت موجود ہے؟ اس سلسلہ میں اسلاف اُمت کی آراء سے بھی آگاہ کریں نیز جو لوگ قرآن مجید کی قراءات متواترہ کا انکار کرتے ہیں، شرعی اعتبار سے ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ اُمت کو ایسے لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟ اپنی قیمتی مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی کریں۔ (ادارہ محدث، لاہور)

**جواب:** اس پُرفتن دور میں جہاں آزادی تحقیق کے نام سے صحیح اَحادیث کا انکار بلکہ استخفاف کیا جاتا ہے وہاں قراءات متواترہ کو بھی تختہ مشق بنایا جاتا ہے اور انہیں سینہ زوری کے ساتھ فتنہ عجم کی باقیات قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ ہمارے ہاں برصغیر میں قرآن مجید کی جو روایت پڑھی پڑھائی جاتی ہیں وہ قراءات کے مشہور امام عاصم رحمہ اللہ کی روایت حفص ہے، اس روایت کے مطابق مصاحف لکھے اور پڑھے جاتے ہیں۔ یہ قراءت بھی قراءات عشرہ متواترہ کا حصہ ہے، اسے تسلیم کرنا اور باقی قراءات کا انکار کرنا علم وعقل سے عاری ہونے کی بدترین مثال ہے۔ شمالی افریقہ اور بعض دوسرے ممالک میں روایت ورش کے مطابق مصاحف لکھے اور پڑھے جاتے ہیں اور وہاں کی حکومتیں بھی سرکاری اہتمام کے ساتھ انہیں شائع کرتی ہیں۔ میری ذاتی لائبریری میں روایت ورش کا مصحف موجود ہے، حال ہی میں سعودی عرب کے مجمّع الملك فهد مدینہ طیبہ نے لاکھوں کی تعداد میں روایت ورش، روایت قالون اور روایت دوری کے مطابق مصاحف ان مسلم ممالک کے لیے طبع کئے ہیں، جن میں ان کے مطابق قراءت کی جاتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی زبان مختلف علاقوں اور قبیلوں میں استعمال ہوتو اس کے بعض الفاظ کے استعمال میں اتنا فرق آجاتا ہے کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے والوں کے لب ولہجہ اور ان کے ہاں مستعمل الفاظ کو سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے، اس حقیقت کو گجرات، گوجرانوالہ، لاہور، اوکاڑہ، خانیوال، ملتان، مظفرگڑھ، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور کے اضلاع میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ نزول قرآن کے وقت عربی زبان قریش، ہذیل، تمیم، ربیعہ، ہوازن اور سعد بن ابی بکر جیسے بڑے بڑے قبیلوں میں بولی جاتی تھی، لیکن بعض قبائل عربی الفاظ اور ان کے مواد واستعمال کے سمجھنے سے قاصر رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان قبائل پر آسانی کرتے ہوئے قرآن کریم کو سات حروف میں نازل فرمایا ہے تاکہ قرآن کریم کے اوّلین مخاطبین تکلف کا شکار نہ ہوں چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

’’قرآن کریم سات حروف میں نازل کیا گیا ہے لہٰذا جو حرف تمہیں آسان معلوم ہو، اس کے مطابق تلاوت کرو۔‘‘

[صحيح البخاري، فضائل قرآن:۴۹۹۲]

یہ حدیث محدثین کے ہاں، ’سبعہ احرف‘ کے نام سے مشہور ہے اور ائمہ حدیث نے اسے اپنی اپنی تالیفات میں ذکر کرکے ’حدیث متواترہ‘ کا درجہ دیا ہے چنانچہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، مسند امام احمد، سنن بیہقی، مستدرک حاکم اور مصنف عبدالرزاق میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بائیس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حدیث کو بیان کرتے ہیں، جن میں عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابوہریرہ، عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، عبداللہ بن عباس، حذیفہ بن یمان، انس بن مالک، عبدالرحمٰن بن عوف، عبادہ بن صامت، ابوطلحہ انصاری، سمرۃ بن جندب، عمرو بن عاص، ہشام بن حکیم،



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سلیمان بن حرد، ابوجہم انصاری، اور اُم ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہم پیش پیش ہیں۔ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بے شمار تابعین عظام رحمہم اللہ اور اَن گنت ائمہ حدیث نے متعدد اَسانید کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اس متواتر حدیث کے کسی طریق میں کوئی بھی ایسی صریح عبارت موجود نہیں جو سبعہ احرف کی مراد کو متعین کر دے جب کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے وقت کسی بات کی وضاحت کو مؤخر نہیں کرتے۔ دراصل سبعہ اَحرف کی وضاحت نہ ہونے کی صرف یہ وجہ ہے کہ نزول قرآن کے وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک سبعہ اَحرف کا مفہوم اس قدر واضح تھا کہ کسی صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ اس مفہوم کو سمجھنے کے لیے کسی کے محتاج تھے، اگر ان کے ذہن میں سبعہ احرف کے متعلق کوئی اشکال ہوتا تو وہ ضرور اسے حل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے، حالانکہ یہ حضرات قرآن کریم کے متعلق اس قدر حساس تھے کہ سبعہ احرف کے متعلق اگر کسی نے کسی دوسرے قاری سے مختلف انداز پر قراءت سنی تو فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع فرمایا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات میں ہے وہ خود اپنی سرگزشت بایں الفاظ بیان کرتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا، میں نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ متعدد الفاظ اس طرح تلاوت کر رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں سکھائے تھے چنانچہ میں حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کو بحالت نماز میں روک لینے پر تیار ہو گیا، لیکن میں نے بمشکل خود کو اس اقدام سے باز رکھا، جونہی انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے انہیں ان کے کپڑوں سے کھینچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلا اس دوران میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ سورت اس انداز میں پڑھنے کی کس نے تعلیم دی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انداز سے پڑھایا ہے، میں نے کہا مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت اس طریقہ سے نہیں پڑھائی جس انداز سے میں نے تجھے تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔ چنانچہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسے سورہ الفرقان ایسے طریقہ پر پڑھتے ہوئے سنا کہ جو آپ نے مجھے اس انداز سے نہیں پڑھائی، آپ نے فرمایا: ''ہشام رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو'' میں نے اسے چھوڑا تو آپ نے فرمایا: ہشام! تم پڑھو، تب ہشام رضی اللہ عنہ نے اس طرح تلاوت کی جس طرح میں نے اسے پڑھتے ہوئے سنا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سورت اسی طرح نازل کی گئی ہے، پھر آپؐ نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا تو میں نے اسی انداز سے اسے تلاوت کیا جیسا کہ آپؐ نے مجھے پڑھائی تھی، آپؐ نے فرمایا اس طرح بھی نازل کی گئی ہے، پھر فرمایا یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے لہٰذا جو حروف تمہیں آسان معلوم ہوں، اس کے مطابق قرآن کو تلاوت کرو۔''

[صحیح البخاري، فضائل قرآن: ۵۰۴۱]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قراءات کی تمام وجوہ منزل من اللہ ہیں اور ان وجوہ کا اختلاف، تناقض، تضاد کا نہیں بلکہ یہ تنوع اور زیادتی معنی کی قسم سے ہے، اس تنوع کے بے شمار فوائد ہیں جو فن توجیہ القراءات میں بیان ہوئے ہیں اور اس فن میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد اس کی تعین میں بہت اختلاف پیدا ہوا، علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں علماء اُمت کے چالیس اَقوال کا ذکر کیا ہے، بعض لوگوں نے اس سے سات لغات مراد لی ہیں، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ دونوں قریشی تھے، ان دونوں کی لغت ایک تھی، اس کے باوجود ان کا اختلاف ہوا، یہ کوئی معقول بات نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی آدمی کو قرآن مجید ایسی لغت میں سکھائیں جو اس کی لغت نہ ہو،



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بہر حال سبعہ احرف کی مراد میں اختلاف کے باوجود دو باتوں پر اتفاق ہے۔

- قرآن مجید کو سبعہ حروف سے پڑھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ کو سات طریقوں سے پڑھنا جائز ہے، کیونکہ چند ایک کلمات کے علاوہ بیشتر کلمات اس اصول کے تحت نہیں آتے۔
- سبعہ حروف سے مراد ان سات ائمہ کی قراءت ہرگز نہیں جو اس سلسلہ میں مشہور ہوئے ہیں بلکہ روایت کے اعتبار سے ان حضرات کی طرف قراءات کی نسبت کر دی گئی ہے چنانچہ یہ نسبت اختیار ہے نسبت ایجاد نہیں۔

امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کو بہت مشکل خیال کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے تیس سال سے زیادہ عرصہ اس پر غور وفکر کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قراءات کا اختلاف سات وجوہ سے باہر نہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

① معنی اور صورت خطی میں تبدیلی کے بغیر صرف حرکات میں اختلاف ہوگا جیسا کہ کلمہ 'بخل' کو چار اور کلمہ 'یحسب' کو دو طرح پڑھا گیا ہے۔
② صورت خطی میں اختلاف کے بجائے صرف معنی میں اختلاف ہوگا جیسا کہ ﴿فَتَلَقّٰی آدَمَ مِنْ رَبِّهٖ كَلِمَاتٌ﴾ کو دوطرح سے پڑھا گیا ہے: ❶ آدم کی رفعی اور کلمات نصبی حالت، ❷ آدم کی نصبی اور کلمات کی رفعی حالت۔
③ صورت خطی کے بجائے حروف میں تبدیلی ہوگی جس سے معنی میں بدل جائے جیسا کہ تبلو اکو تتلوا پڑھا گیا ہے۔
④ صورت خطی کے بجائے حروف میں تبدیلی ہوگی، لیکن اس سے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی جیسا کہ بصطة کو بسطة اور الصراط کو السراط پڑھا گیا ہے۔
⑤ صورت خطی اور حروف دونوں میں تبدیلی ہوگی جس سے معنی میں تبدیلی ہوگی جیسا کہ أشد منكم کو أشد منهم پڑھا گیا ہے۔
⑥ تقدیم وتاخیر کا اختلاف ہوگا جیسا کہ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ میں ہے، اس میں پہلا فعل معروف اور دوسرا مجہول ہے، اسے یوں بھی پڑھا گیا ہے۔ فَيُقْتَلُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ
⑦ حروف کی کمی وبیشی میں اختلاف ہوگا جیسا کہ وأوصىٰ کو ووصّى پڑھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اظہار وادغام، روم واشمام، تفخیم وترقیق، مدوقصر، امالہ وفتح، تخفیف وتسھیل اور ابدال ونقل وغیرہ جسے فن قراءات میں اصول کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ ایسا اختلاف نہیں جس سے معنی یا لفظ میں تبدیلی آتی ہو۔

[النشر: ۲۶/۱]

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے دو مرتبہ دور کیا، اس موقع پر بہت سی قراءات منسوخ کر دی گئیں اور چند قراءات باقی رکھی گئیں جو اب تک متواتر چلی آ رہی ہیں ان قراءت کے مستند ہونے کے لیے درج ذیل قاعدہ ہے:

① وہ قراءت قواعد عربیہ کے مطابق ہو اگرچہ یہ موافقت کسی بھی طریقہ سے ہو۔
② وہ مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کے مطابق ہو خواہ یہ مطابقت احتمالاً ہو۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


③ وہ قراءت صحیح متواتر سند سے ثابت ہو۔

اس اُصول کے مطابق جو بھی قراءت ہوگی وہ قراءتِ صحیحہ اور ان حروف سبعہ میں سے ہے جن پر قرآن نازل ہوا، مسلمانوں کو اس کا قبول کرنا واجب ہے اور تینوں شرائط میں سے کسی شرط میں خلل آجائے تو وہ قراءتِ شاذہ، ضعیف یا باطل ہوگی۔ [النشر: ۹/۱]

واضح رہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں جب سرکاری طور پر قرآن مجید کے نسخے تیار کرائے تو ان کے لیے ایسا رسم الخط تجویز کیا گیا کہ تمام متواتر قراءت اس رسم الخط میں سما گئیں اور جو قراءات رسم الخط میں نہ آسکتی تھی انہیں محفوظ رکھنے کی یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ایک نسخہ ایک قراءت کے مطابق اور دوسرا نسخہ دوسری قراءت کے مطابق تحریر کیا۔ اس طرح سات نسخے تیار کئے گئے جو مکہ معظّمہ، مدینہ طیبہ، یمن، بحرین، بصرہ اور شام بھیجے گئے اور ایک نسخہ اپنے لیے مخصوص کیا جسے المصحف الإمام کہا جاتا ہے۔ ان نسخوں کے ساتھ قراء حضرات بھی روانہ کئے تاکہ صحیح طریقہ سے لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیں، تدوین قرآن کے وقت عربی کتابت نقاط وحرکات سے خالی ہوتی تھی، اس لیے ایک ہی نقش میں مختلف قراءات کے سما جانے کی گنجائش تھی جیسا کہ فسـوا کو فتبینوا اور فتثبتوا دو طرح پڑھا جاتا ہے۔ یہ بات کہ تمام قراءات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ مصاحف میں سما جاتی ہیں ہم اس کی مزید وضاحت ایک مثال سے کرتے ہیں۔

سورہ فاتحہ کی ایک آیت "مالك يوم الدين" ہے۔ اس آیت میں لفظ مالك کو ملك اور مالك دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور یہ دونوں قراءت متواتر ہیں، روایت حفص میں اسے مالك میم پر کھڑا زبر اور روایت ورش میں اسے ملك میم پر زبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے، عربی زبان میں یہ دونوں الفاظ ایک ہی مفہوم کے لیے استعمال ہوئے ہیں یعنی روز جزاء کا مالک یا روز جزاء کا بادشاہ، جو کسی علاقہ کا بادشاہ ہوتا ہے وہ اس کا مالک ہی ہوتا ہے، لیکن جس مقام میں اختلاف قراءات کے متعلق متواتر سند نہ ہو وہاں رسم الخط میں گنجائش کے باوجود دوسری قراءت پڑھنا حرام اور ناجائز ہے مثلاً سورۃ الناس کی دوسری آیت رسم عثمانی کے مطابق اس طرح ہے۔ ﴿ملك الناس﴾

اس مقام پر تمام قراء ملك الناس ہی پڑھتے ہیں اسے کوئی بھی مالك الناس کھڑے زبر کے ساتھ نہیں پڑھتا کیونکہ یہاں اختلاف قراءت منقول نہیں ہے، اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۶ میں ہے: "مَالِكُ المُلكِ" اسے کھڑے زبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اسے کوئی بھی "مَلِك المُلكِ" میم کی زبر کے ساتھ نہیں پڑھتا، کیونکہ یہاں بھی اختلاف قراءات منقول نہیں ہے، دراصل قراءت متواترہ کا اختلاف، قرآن کریم میں کوئی ایسا ردوبدل نہیں کرتا، جس سے اس کے مفہوم یا معنی میں کوئی تبدیلی آجائے یا حلال چیز حرام ہوجائے بلکہ اختلاف قراءت کے باوجود قرآن، قرآن ہی رہتا ہے اور اس کے نفس مضمون میں کسی قسم کا کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، بہرحال قراءات متواترہ جنہیں اَحادیث میں احرف سبعہ سے تعبیر کیا گیاہ وہ آج بھی موجود ہیں اور مدارس میں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں اور ان کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے چونکہ ہمارے ہاں برصغیر میں روایت حفص پر مشتمل مصاحف ہی دستیاب ہیں اور انہیں قرآن کے مترادف خیال کیا جاتا ہے اور اس بنیاد پر دوسری متواتر قراءات کا انکار کردیا جاتا ہے جبکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے، مغرب، الجزائر، اندلس اور شمالی افریقہ میں قراءت نافع بروایت ورش عام ہے اور وہاں اس کے مطابق مصاحف شائع ہوتے ہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

راقم الحروف نے مدینہ طیبہ میں دورانِ تعلیم قراءت امام کسائی رحمہ اللہ پر مشتمل مصحف بھی دیکھا تھا، روایت قالون اور روایت ورش کے مطابق مصاحف تو حرمین شریفین میں عام دستیاب ہیں، بہرحال متواترہ قراءات وحی کا حصہ ہیں، ان میں سے کسی ایک کا انکار قرآن کا انکار کرنا ہے، چنانچہ امام سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وہ سات قراءات، جن پر امام شاطبی رحمہ اللہ نے اپنے قصیدہ میں انحصار کیا ہے اور وہ تین قراءات جو ابوجعفر، یعقوب اور امام خلف رحمہم اللہ کی طرف منسوب ہیں، یہ سب کی سب متواترہ ہیں اور ضروری طور پر دین کا حصہ ہیں حتیٰ کہ ہر وہ قراءت جو قراءِ عشرہ میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص ہے، وہ بھی ضروری طور پر دین کا حصہ ہے اور رسول اللہ ﷺ پر نازل شدہ ہیں، اس نقطۂ نظر سے کوئی جاہل ہی انحراف کرسکتا ہے، ان قراءات و روایات کا تواتر صرف ماہرین علم قراءت کی حد تک ہی معلوم نہیں بلکہ ہر اس مسلمان کے نزدیک قراءات عشرہ متواترہ ہیں جو أشهد أن لا اله الا الله وأن محمد رسول الله ﷺ کا اقرار کرتا ہے، اگرچہ وہ ایک ایسا عامی آدمی ہو جس نے قرآن کریم کا ایک حرف بھی حفظ نہ کیا ہو، لہٰذا ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کے متعلق اللہ کی اطاعت گزاری کرے اور جو کچھ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اس کے متعلق یقین رکھے کہ وہ متواتر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ رکھے کہ ان میں کسی قسم کے شکوک و شبہات پیدا نہیں ہوسکتے۔'' [اتحاف فضلاء البشر]

امام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قراءاتِ عشرہ اور ان کی حجیت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے نیز یہ قراءات سنت متبعہ ہیں اور ان میں رائے اور اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔'' [البرهان فی علوم القرآن:۳۲۱/۱]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ قراءات عشرہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

''اہل علم میں سے کسی نے بھی قراءات عشرہ کا انکار نہیں کیا ہے۔'' [مجموع الفتاویٰ:۳۹۳/۱۳]

نیز فرماتے ہیں کہ: ''خط مصحف میں مختلف قراءات کا احتمال شارع کی طرف سے ہے کیونکہ ان کا مرجع سنت و اتباع ہے، اجتہاد و روائے نہیں۔'' [مجموع الفتاویٰ:۴۰۲/۱۳]

امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس دور میں مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ائمہ قراءات سے جو قراءات منقول ہیں وہ قابل اعتماد ہیں، کیونکہ ان ائمہ کرام نے علم قراءات کے متعلق متعدد کتب تالیف کی ہیں، اس طرح اللہ کی طرف سے حفاظت قرآن کا وعدہ بھی پورا ہو گیا جیسا کہ قاضی ابوبکر بن طیب اور امام طبری رحمہما اللہ جیسے محققین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے۔'' [تفسیر قرطبی:۴۶/۱]

امام ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قراءات سبعہ پر متعدد ادوار گزر چکے ہیں اور یہ نمازوں میں پڑھی جارہی ہیں کیونکہ یہ اجماع امت سے ثابت ہیں۔'' [المحرر الوجیز:۴۹/۱]

مذکورہ بالا تصریحات سے ثابت ہوا کہ قراءات سبعہ اور عشرہ یا قرآن مجید کو پڑھنے کے مختلف لہجات متواتر احادیث سے ثابت ہیں اور ان پر امت کا اجماع ہو چکا ہے، کسی شخص کے لیے ان کا انکار کرنا جائز نہیں ہے۔ وابعد المستعان

اب ہم سوال کے آخری حصہ کے متعلق اپنی گذارشات پیش کرتے ہیں کہ قراءات متواترہ کے انکار کرنے والے کے متعلق علمائے امت کی کیا رائے ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ ہمیں کیا برتاؤ کرنا چاہئے، اس سلسلہ میں ہمارا مؤقف یہ ہے کہ جانتے بوجھتے ہوئے قراءاتِ متواترہ کا انکار کفر ہے، کیونکہ قراءات متواترہ کا انکار قرآن کے انکار کے



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


مترادف ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم سبعہ احرف پر نازل کیا گیا، قرآن کریم کے متعلق جھگڑنا، اختلاف و جدال کا شکار ہونا کفر ہے۔ [مسند أحمد:۳۰۰/۱]

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، جس حرف کے مطابق قرآن کی تلاوت کرو گے درست قراءت کرو گے، اس کے متعلق جھگڑا نہ کیا کرو، کیونکہ قرآن کریم میں جھگڑنا، اختلاف کرنا کفر ہے۔'' [مسند أحمد:۲۰۴/۴]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم کے ایک حرف کا انکار کیا اس نے پورے قرآن کا انکار کر دیا۔ [تفسیر الطبری:۵۴/۱]

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے کیسی عمدہ بات لکھی ہے، فرماتے ہیں:

تمام اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جو کچھ بھی قرآن مجید میں ہے وہ مبنی بر حقیقت اور برحق ہے اور جو شخص دیدہ دانستہ منقول، محفوظ قراءت مرویہ کے علاوہ کوئی حرف زیادہ کرتا ہے یا کسی حرف کو کم کرتا ہے یا کسی متفق علیہ حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف لاتا ہے تو وہ کافر ہے۔'' [مراتب الاجماع:ص۱۷۴]

جب قرآن کریم کے کسی حرف کے متعلق جھگڑا، اختلاف کرنا کفر ہے تو اس سے انکار کرنا تو بالاولی کفر ہوگا، لیکن ہم اسے ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں: ہمارے رجحان کے مطابق اس انکار کی تین وجوہات ممکن ہیں:

① جہالت کی وجہ سے انکار کرنا
② کسی تاویل کی بنیاد پر انکار کرنا
③ تکبر و عناد کی بناء پر انکار کرنا

اگر کوئی شخص جہالت و لاعلمی کی وجہ سے قراءت متواترہ کا انکار کرتا ہے تو اسے کافر قرار دینے کے بجائے اس کی جہالت دور کی جائے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دورانِ سفر اپنے باپ کی قسم اٹھائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاعلمی اور جہالت کے پیش نظر انہیں کافر قرار نہیں دیا اور نہ ہی اسے تجدید ایمان کے لیے کہا بلکہ ان کی جہالت دور کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادا کی قسم اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔

[صحيح البخاري، الادب:۶۱۰۸]

لیکن اس جہالت کی کچھ حدود و قیود ہیں مطلق جہل کو کفر سے مانع نہیں قرار دیا جا سکتا بلکہ اس سے مراد وہ جہالت ہے جسے کسی وجہ سے انسان دور نہ کر سکتا ہو خواہ وہ خود مجبور و لاچار ہو یا مصادر علم تک اس کی رسائی ناممکن ہو، لیکن اگر کسی انسان میں جہالت کو دور کرنے کی ہمت ہے اور اسے اس قدر ذرائع و وسائل میسر ہیں کہ وہ اپنی جہالت دور کر سکتا ہے، اس کے باوجود وہ کوتاہی کا ارتکاب کرتا ہے تو ایسے انسان کی جہالت کو کفر سے مانع قرار نہیں دیا جا سکے گا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیا کرتے جب تک اپنا رسول نہ بھیج لیں'' [الاسراء:۱۵]

اس آیت کے تحت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بندوں پر اتمام حجت کے لیے دو چیزوں کو لانا ضروری ہے۔

① اس کی طرف سے نازل شدہ تعلیمات کو حاصل کرنے کی ہمت رکھتا ہو۔
② ان پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ [مجموع فتاویٰ:۴۷۸/۱۲]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس سے معلوم ہوا کہ جہالت و لاعلمی کو اتمام حجت کے سلسلہ میں ایک رکاوٹ شمار کیا گیا ہے، اس لیے ہمیں چاہئے کہ اگر کوئی جہالت کی وجہ سے قراءات متواترہ کا انکار کرتا ہے تو اس کی جہالت دور کی جائے۔

اگر قراءاتِ متواترہ کا انکار کسی معقول تاویل کی بنا پر کرتا ہے تو اسے بھی معذور تصور کیا جائے گا، لیکن تاویل کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ میں عربی قاعدہ کے مطابق اس تاویل کی کوئی گنجائش ہو اور علمی طور پر اس کی توجیہہ ممکن ہو۔ اگر کسی کو اس تاویل سے اتفاق نہ ہو تو اسے کافر کہنے کی بجائے تاویل کنندہ کی تاویل کا بودا پن واضح کر دیا جائے، لیکن ہر تاویل، تکفیر کے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتی، اگر تاویل کی بنیاد محض عقل و قیاس اور خواہشات نفس ہیں تو اس قسم کی تاویل کرنے والا معذور نہیں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین سے سوال کیا تھا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا تو تاویل کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔[الأعراف:۱۲]

اس طرح باطنی حضرات کی تاویلات ہیں جن کی بنیاد پر انہوں نے شرعی واجبات سے راہ فرار اختیار کیا ہے۔ بہرحال اگر کسی نے متواتر قراءات کا انکار معقول تاویل کی وجہ سے کیا ہے تو اسے کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص تکبر وعناد اور بدنیتی کی بناء پر قراءت متواترہ کا انکار کرتا ہے تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے ایسا انسان بالاجماع گمراہ اور اہل ایمان کے راستہ سے ہٹا ہوا ہے۔

آخر میں ہم اللہ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ قرآن مجید کے آداب بجا لانے، اسے سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ (آمین)

**ابو محمد حافظ عبد الستار الحماد**

(مدیر مرکز الدراسات الاسلامیة، میاں چنوں)

**[۸]**

## قرآن مجید کی سات قراءاتیں اور قراءاتِ عشرہ

متواتر حدیث سے ثابت ہے کہ قرآن مجید سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے۔ تفصیل کے لیے مطولات (بڑی کتابوں) کی طرف رجوع فرمائیں مثلاً دیکھئے بدر الدین الزرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) کی البرهان في علوم القرآن وغیرہ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک آدمی کو ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا جسے میں نے نبی ﷺ سے دوسرے طریقے سے سنا تھا تو میں اسے پکڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ» ''تم دونوں نے اچھا کیا ہے یعنی تم دونوں صحیح ہو۔''

[صحیح البخاری: ۲۴۱۰، ۳۴۷۶، ۵۰۶۲]

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

مسند أحمد [۱/۴۵۶ ح ۴۳۶۴، ۱/۳۹۳ ح ۳۷۲۴]، مسند الشاشي [۷۷۰، ۷۷۱]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

السنن الکبریٰ للنسائی(۳۳/۵ ح۸۰۹۵) مسند الطیالسی (۳۸۷) مصنف ابن أبی شیبة (۵۲۹/۱۰)مسند أبی یعلی (۵۲۶۲، ۵۳۴۱)شرح السنة للبغوي(۱۲۲۹، وقال: هٰذا حدیث صحیح)

اس حدیث کے بہت سے شواہد اور مؤید روایات بھی ہیں مثلاً:

① حدیث عمر رضی اللہ عنہ: [المؤطا للإمام مالك: ۲۰۱/۱ ح ۴۷۴، صحیح بخاری: ۲۴۱۹، صحیح مسلم: ۸۱۸]

② حدیث اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ: [صحیح مسلم: ۸۲۰، مسند أحمد: ۱۲۷/۵]

③ حدیث ابی جہیم الانصاری: رضی اللہ عنہ [مسند أحمد: ۱۶۹/۴، ۱۷۰ ح ۱۷۵۴۲ وسنده صحیح]

④ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ: [صحیح بخاری: ۳۲۱۹، ۴۹۹۱، صحیح مسلم: ۸۱۹] وغیرہ

ہمارے پاس قالون رحمہ اللہ اور ورش رحمہ اللہ کی روایت والے قرآن مجید موجود ہیں جن میں مالك یوم الدین کے بجائے ملك یوم الدین لکھا ہوا ہے۔ یہی اختلاف قراءت ہے۔

اس صحیح و متواتر روایت کو قرآن مجید کے خلاف پیش کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو فتنۂ انکار حدیث اور الحاد و بے دینی میں سرگرم ہیں۔

قرآن مجید سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے اور یہ قراءتیں متواتر ہیں۔ تواتر کے لیے دیکھئے: نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ص: ۱۸۶ ح ۱۹۷) قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة (ح ۶۰) اور فضائل القرآن للامام أبی عبید (ص ۲۰۳ ح ۱۱۔۵۲ باب لغات القرآن) اس حدیث کو درج ذیل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: [صحیح البخاري: ۳۲۱۹، ۴۹۹۱، صحیح مسلم: ۸۱۹، مسند أحمد: ۲۶۳/۱ ح ۲۳۷۵، ۲۹۹/۱ ح ۲۷۱۷، شرح مشکل الآثار للطحاوی نسخہ قدیمہ ۱۹۰/۴، نسخه جدید محققه ۱۲۴/۸ ح ۳۱۱۶، شرح السنة للبغوی: ۵۰۱/۴ ح ۲۲۵، وقال: هذا حدیث متفق علی صحته]

② سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۳۹۱/۵ ح ۲۳۳۲۶ وسنده حسن]

③ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ: [صحیح مسلم: ۸۲۰، مسند أحمد بسند آخر ۱۳۲/۵ ح ۲۱۲۰۴ و سنده حسن]

④ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: [المؤطا للإمام مالك مع التمهید ۲۷۲/۸، صحیح البخاري: ۲۴۱۹، صحیح مسلم: ۸۱۸، مسند الشافعی ص ۲۳۷، الرسالة: ۷۵۲، مسند الإمام أحمد: ۴۰/۱ ح ۲۷۷]

⑤ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۳۳۲/۲ ح ۸۳۹۰ وسنده حسن وللحدیث شواهد وهو بها صحیح]

⑥ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: [فضائل القرآن للامام أبی عبید القاسم بن سلام ص ۲۰۲ ح ۹۔۵۲ وسنده حسن، مسند الإمام أحمد ۲۰۴/۴ ح ۱۷۸۱۹]

⑦ سیدہ اُم ایوب رضی اللہ عنہا: [مسند الحمیدی بتحقیقی: ۳۴۱ وسنده حسن، مسند أحمد: ۴۳۳/۶، ۴۶۳، مصنف ابن أبی شیبة: ۵۱۵/۱۰، ۵۱۶، مشکل الآثار للطحاوی نسخہ قدیمہ: ۱۸۳/۴، نسخہ جدیدہ: ۱۱۲/۸ ح ۳۱۰۰]

⑧ سیدنا ابوجہیم رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۱۶۹/۴، ۱۷۰ وسنده صحیح]

⑨ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۴۴۵/۱ ح ۴۲۵۲ و سنده صحیح، عثمان بن حسان هو القاسم بن حسان وفلفلة الجعفی وثقها ابن حبان والعجلی وغیرهما ثقتان والحمد لله، مشکل الآثار للطحاوی،



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نسخہ جدیدہ: ۱۰۸/۸ ح ۳۰۹۴]

⑩ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ: [مسند أحمد: ۲۹۱/۵، مشکل الآثار للطحاوی نسخہ جدیدہ: ۱۱۰/۸ ح ۳۰۹۷ من حدیث حمید الطویل عن أنس عن عبادہ به]

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی سات قراءتیں متواتر اور قطعی ہیں، جن کا انکار کسی کے لیے جائز نہیں ہے بلکہ صحیح اَسانید سے ثابت شدہ قراءات عشرہ کا انکار بھی حرام ہے۔

فن قراءات کے ایک عظیم امام ابوالخیر محمد بن محمد المعروف بابن الجزری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے فرمایا:

كل قراء ة وافقت العربية ولو بوجه ووافقت أحد المصاحف العثمانية ولو احتمالا وصح سندها فهى القراء ة الصحيحة التي لا يجوز ردّها ولا يحلّ إنكارها بل هى من الأحرف السبعة التى نزل بها القرآن ووجب على الناس قبولها، سواء كانت عن الأئمة السبعة أم عن العشرة أم عن غيرهم من الأئمة المقبولين...... [النشر فی القراء ات العشر: ۹/۱]

''ہر قراءت جو عربی زبان کے موافق ہو اگرچہ کسی ایک لحاظ سے اور مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کے اگرچہ بطورِ احتمال موافق ہو تو یہ صحیح قراءت ہے جس کا ردّ جائز نہیں اور نہ انکار حلال ہے بلکہ یہ ان حروف سبعہ میں سے ہے جن کے ساتھ قرآن نازل ہوا اور تمام لوگوں پر انہیں قبول کرنا واجب (فرض) ہے، چاہے قراءِ سبعہ سے ثابت ہو یا قراءات عشرہ سے یا دوسرے قابل اعتماد اماموں سے......''

اس مختصر تمہید کے بعد تینوں سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں:

① قراءات عشرہ کا ثبوت صحیح اور متواتر روایات سے ہے بلکہ قراءت حفص کے علاوہ دوسری قراءتوں والے مصاحف بھی دنیا میں شائع شدہ حالت میں تواتر سے موجود ہیں۔ سات حرفوں (قراءتوں) سے مراد بعض الفاظ کی قراءت کا اختلاف ہے جس کی وضاحت کے لیے تین مثالیں درج ذیل ہیں:

**مثال اوّل:** قاری عاصم بن ابی النجود الکوفی رحمہ اللہ وغیرہ نے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پڑھا، جب کہ قاری نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم الدین رحمہ اللہ ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پڑھا۔ پہلی قراءت برصغیر وغیرہ میں متواتر ہے اور دوسری قراءت افریقہ وغیرہ میں متواتر ہے۔ دیکھئے قرآن مجید (روایت ورش ص۲، روایت قالون ص۲، سورۃ الفاتحہ:۴)

**مثال دوم:** قاری حفص بن سلیمان الاسدی رحمہ اللہ نے (عن عاصم بن أبي النّجود) ﴿فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا﴾ پڑھا۔ [دیکھئے سورۃ الفرقان: ۱۹]

جبکہ قاری نافع المدنی رحمہ اللہ نے ﴿فَمَا يَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا﴾ قرآن مجید (روایت قالون ص۳۰۹، روایت ورش ص۲۹)

**مثال سوم:** قاری عاصم رحمہ اللہ، قاری قالون رحمہ اللہ اور دیگر قاریوں نے ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھا جب کہ قاری ورش رحمہ اللہ کی قراءت میں ﴿قُلَ اعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (نقل حرکت) کے ساتھ ہے۔

دیکھئے قرآن مجید [قراءت ورش ص۱۲ے مطبوعة الجزائر، دوسرا نسخہ، مطبوعہ مصر]

**فائدہ:** ① قراءات اصل میں روایات ہیں جو قاریوں نے اپنے اَساتذہ سے سنی تھیں، انہیں سنت متّبعہ بھی کہا جاتا



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


ہے۔قراءاتِ سبعہ اور قراءاتِ عشرہ کا تعلق رائے اور ابتداع سے نہیں بلکہ سنت واتباع یعنی روایات سے ہے۔
دیکھئے: مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ[۴۰۲/۱۳]

2. تمام اسلافِ اُمت انہیں قبول کرنے اور انکار نہ کرنے پر متفق ہیں۔

3. جو لوگ قرآن مجید کی قراءات متواترہ کا انکار کرتے ہیں، اگر جہالت کی وجہ سے کرتے ہیں تو انہیں سمجھانا چاہئے اور اگر وہ سمجھانے کے باوجود بھی اپنی ضد پر ڈٹے رہیں تو قرآن کا انکار کرنے والے، سخت گمراہ اور منکر حدیث ہیں جن کے شر سے عام مسلمانوں کو حسب استطاعت متنبہ کرنا ضروری ہے۔ وما علینا إلا البلاغ

**حافظ زبیر علی زئی**
(مدیر ماہنامہ ’الحدیث‘)

## [۹]

## الجواب بعون الوهاب

بعثتِ نبوی ﷺ کے ساتھ ہی اللہ نے آپ ﷺ کو ایک مژدہ سناتے ہوئے فرمایا:
﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾ [المزمل:۴] ”یقیناً ہم آپ پر قولِ ثقیل نازل فرمائیں گے۔“
اس آیت میں قولِ ثقیل سے مراد قرآن مجید ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی اُمت کی آسانی کے لیے اللہ تعالیٰ سے قراءات قرآن کے بارہ میں آسانی کی دعا کی۔ جو قبول کی گئی۔ جیسا کہ حدیث ابی رضی اللہ عنہ میں ہے:
”إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على سبعة أحرف فأي حرف قرؤا عليه فقد أصابوا“
[صحیح مسلم، سنن أبوداؤد]
”اللہ کا حکم ہے کہ آپ اپنی امت کو سات حروف پر قرآن پڑھائیے۔ (وہ ان حروف منزلہ میں سے ) جس کے مطابق پڑھیں گے درستگی کو پالیں گے۔“
اسی طرح حدیث عمر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو نماز میں سورۃ الفرقان کی تلاوت کئی حروف پر کرتے ہوئے سنا تو میرا جی چاہا کہ میں نماز میں ہی انہیں کھینچ لوں، لیکن میں نے ان کی نماز ختم ہونے تک صبر کیا۔ وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کی گردن میں انہی کی چادر ڈالتے ہوئے کھینچا اور پوچھا۔ تو نے ایسا کس سے پڑھا ہے؟ تو فرمایا کہ مجھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ میں نے کہا تم غلطی پر ہو مجھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا نہیں پڑھایا۔ بالآخر میں انہیں آپ ﷺ کے پاس لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کو چھوڑیئے اور پھر ان سے کہا۔ کہ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ پڑھیے۔ انہوں نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے سنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: كذلك أنزلت اسی طرح نازل ہوا ہے۔ پھر مجھے پڑھنے کا حکم دیا، میں نے پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: كذلك أنزلت [متفق علیہ]
ان روایات سے ثابت ہوا کہ قراءات آسانی امت کے لیے نازل کی گئی نیز قراءت صرف ایک معنی میں مستعمل ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ قراءات منزل من اللہ نہیں ہیں صحیح نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نازل کی گئیں ہیں اگر نازل


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شدہ نہ تھیں تو آپؐ نے یہ کیوں اِرشاد فرمایا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ قرآن مجید میں اضافہ، یا کوئی تبدیلی یا زیادتی آپ کے بس کی بات نہ تھی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا...... الخ﴾

''جو لوگ ہماری ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے تھے انہوں نے کہا (اے محمد ﷺ) تو اس قرآن کی جگہ کوئی اور قرآن لے آ یا اس میں کوئی تبدیلی کر دے۔ (ہم تیری مان لیں گے) اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرے بس میں نہیں کہ اپنی مرضی سے قرآن میں تبدیلی کروں۔ میں تو صرف وحی کا تابع ہوں......الخ''

اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ﴾ [الحاقة:۴۴-۴۶]

''اگر نبیؐ ہماری طرف کوئی بات گھڑ کر منسوب کرتا تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے۔''

قراءات کے منزل ہونے کی زبردست دلیل ہے:

مذکورہ بالا اَحادیث اور قرآنی آیات:

**سوال:** قراءات کے بارہ میں اسلاف امت کی رائے:

**جواب:** اسلاف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قراءات منزل من اللہ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے اَخذ کیں ہیں اور بعد والوں تک پہنچائیں۔ ذیل میں ہم اسلاف کے چند اَقوال حجیت قراءات اور آراء نقل کرتے ہیں:

① امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ [متوفی ۳۱۰ھ] کا موقف:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس جو بھی صحیح سند کے ساتھ قراءات آئی ہیں وہ انہی حروف سبعہ میں سے ہیں۔ جن کی اللہ نے اپنے رسول مکرم کو پڑھنے پڑھانے کی اجازت دی تھی۔

ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ مصاحف عثمانیہ کے رسم کے مطابق قراءات پڑھنے والے کو غلط کہیں۔

[الإبانة، ص۵۳]

② امام ابن مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو قراءات مدینہ، مکہ، بصرہ، شام، کوفہ میں پڑھی جارہی ہیں۔ انہوں نے اپنے اسلاف سے ان کو حاصل کیا ہے۔ ان شہروں میں ہر ایک آدمی ایسا تھا جس نے تابعین سے قراءات نقل کی تھیں۔ عام اور خاص نے انہی کی قراءت کو اپنایا۔ [کتاب السبعة، ص۴۹]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ولم ينكر أحد من العلماء قراء ات العشره ولكن من لم يكن عالماً بها أو لم تثبت عنده“ [دقائق التفسير، ص۷۰] ''قراءات عشرہ کا انکار کسی عالم سے ثابت نہیں۔ ہاں جو (قراءات) کے عالم نہ تھے، یا ان کے ہاں وہ قراءات (بطریق صحت) ثابت شدہ نہ تھی۔ انہوں نے انکار کیا۔''

امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”كل قراء ة وافقت العربية ولو بوجه ووافقت أحد المصاحف العثمانيه ولو احتمالا وصح سند ها فهي القراء ة الصحيحة لا يجوز ردّها ولا يصح إنكارها“ [النشر:۹/۱]

''ہر وہ قراءت جو کسی نحوی وجہ کے موافق ہو اور مصاحف عثمانیہ کا رسم اس کا ظاہری یا تقدیری طور پر متحمل ہو اور اس کی سند صحیح ہو تو وہ قراءۃ صحیحہ ہے۔ جس کا ردّ یا انکار ناجائز اور غلط ہے۔''



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مذکورہ بالا اَقوال سلف حجیت قراءات پر دلالت کرتے ہیں۔

## منکرِ قراءات کا حکم

قرآن مجید اپنے تنوع وتغیر کے سمیت منزل من اللہ ہے۔ ہر قراءت دوسرے قراءت کے لیے آیت کی جگہ پر ہے اور وہ شخص جو قرآن مجید کی کسی ایک کا انکار کرتا ہے وہ باجماع المسلمین کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قراءات قرآنیہ کا انکار کرنے والا اگر قراءات صحیحہ متواترہ، غیر منسوخہ کا انکار کرتا ہے۔پھر دلائل سے اس پر بات واضح کردی جائے، لیکن وہ پھر بھی اپنی بات پر مصر رہے تو وہ کافر ہے، کیونکہ قرآن مجید کے کسی ایک حصہ کے انکار سے پورے قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔

جیسے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے:

”إن من كفر بحرف منه فقد كفر به كلّه“ [طبری:۵۴/۱]

امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس بات پر اُمت اسلامیہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ جو شخص اپنی مرضی کے ساتھ قرآن مجید میں کوئی حرف یا حرکت زیادہ کرتا ہے اور پھر اس عمل پر مصر رہتا ہے، اسے کافر قرار دیا جائے گا۔“ [منجد المقرئین، ص ۹۷]

قاضی عیاض اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مصاحف کے دفتین میں جو کچھ ہے وہ منزل من اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص مصاحف عثمانیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کوئی مترادف لفظ استعمال کرتا ہے یا کوئی کمی اور زیادتی کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔“ [الشفاء، ص ۲۶۴]

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوئی کہ منکر قراءات کافر ہے۔

اگر صرف روایت حفص کو قرآن مانا جائے اور دیگر کا انکار کیا جائے تو دنیا میں ایسے ممالک ہیں جہاں روایت حفص کو نہیں پڑھا پڑھایا جاتا۔ بلکہ دیگر روایات مثلاً افریقی ممالک میں ورش، تیونس میں قالون، سوڈان میں دوری ابی عمرو کی روایات پڑھی جاتی ہیں۔ (بلکہ اب تو پوری دنیا میں قراءات عشرہ پڑھی پڑھائی جاتی ہیں) کیا منکر قراءت مذکورہ ممالک کے لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے کہ انہوں نے غیر قرآن کو قبول کر رکھا ہے۔ اگر ان ممالک پر کفر کا فتویٰ یا طعن و تشنیع نہیں تو پھر یہاں پر ہی قراءات کا انکار اور ان کی حجیت سے کیوں انکار کیا جاتا ہے۔ ان کی عبادات میں تلاوت قرآن کا کیا حکم ہے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپؐ کے عہد مبارک میں قراءاتِ مختلفہ کی قراءت نماز میں کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نہ صرف منزل ہونے کی تصدیق فرمائی بلکہ تحسین بھی فرمایا) لہٰذا ایسی بات کرنے والا شخص یا عقیدہ رکھنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ واللہ اعلم

**قاری محمد ادریس العاصم**

(مدیر المدرسة العالیة، جامع مسجد لسوڑیوالی، لاہور)

**[۱۰]**

الحمد لله الذی أنزل علی عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا

خالق کائنات اعلم اُمورکائنات ہیں۔ان کا کلام افضل کلام کائنات ہے۔اوررسول اللہ ﷺ افضل اوراخیار کائنات ہیں جیسے اللہ کے کلام میں شک کرنا کفر ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے کلام میں شک وانکار بھی کفر ہے۔ ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ اسی طرح اگر غیر کلام نبی کی نسبت نبی ﷺ کی طرف کی جائے تو یہ بھی کفر اور دخولِ جہنم کا سبب ہے۔ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار پورے دین کا انکار ہے۔قراء ات سبعہ جو تواتر سے ثابت ہیں سب کی قرآنیت پر یقین وایمان ضروری ہے۔کیونکہ وہ تمام قراء ات منزل من اللہ ہیں: ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ اس کی دلیل ہے۔قراء ات کی صحت کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں:

1. روایتی لحاظ سے وہ متواتر ہو۔
2. عثمانی رسم الخط کے خلاف نہ ہو۔
3. عربیت میں صرفی ونحوی قواعد کے مطابق ہو اوران قواعد پر اس کا انطباق ہو۔صحیح بخاری ، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، ترمذی اورنسائی میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ والی حدیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہے،اس کی مثال ہے۔

[صحیح البخاري حدیث۴۹۹۲، ۲۴۱۹، ۵۰۴۱، ۶۹۳۶، ۷۵۵۰]

قال رسول الله ﷺ إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرأو ما تيسر منه[صحیح البخاری:۴۹۹۱] احرف سے مراد قراء ات ہیں جن کا حدیثِ مذکور کے سیاق وسباق سے پتہ چل رہا ہے۔اس طرح حدیث ابن عباسؓ میں ہے کہ جبریل امین سے اصرار کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سات قراءتوں کی اجازت لی۔ یہ حدیث اس موضوع پر واضح دلیل ہے کہ سات قراء تیں منزل من اللہ اور حجت ہیں۔ هذا ما عندی والله تعالىٰ أعلم و علمه أتم

**قاری محمد عزیر**

(مدير الجامعة العلوم الإسلامية گلشن راوی، لاہور)

## [۱۱]

الحمدلله وحده والصلوٰة والسّلام على من لانبي بعده

① **جواب**: مروّجہ قراء ت سبعہ یا عشرہ جوکہ مدارس اور جامعات میں رائج اور پڑھی جاتی ہے اس کا ثبوت قرآن وسنت میں مختلف مواقع میں مذکور وموجود ہے۔اس کے متعلق ابن الجزری رحمہ اللہ نے کتاب النشر:۳۱/۱، میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ

أما كون المصاحف العثمانية مشتمل على جميع الأحرف السبعة فإن هذه مسئلة كبيرة اختلف العلماء فيها فذهب جماعات من الفقهاء والقراء والمتكلمين إلى أن المصاحف العثمانية مشتملة على جميع الأحرف السبعة وبنوا ذلك على أنه لا يجوز على الأمّة أن تهمل نقل شيء من الحروف السبعة التى نزل القرآن بها وقد أجمع الصحابة على نقل المصاحف العثمانية من المصحف التى كتبها أبوبكر وعمر وإرسال كل مصحف منها إلى مصر من أمصار المسلمين وأجمعوا على ترك ما سوى ذلك قال هؤلاء ولايجوز أن ينهى


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


عن القراء ة ببعض الأحرف السبعة ولا أن يجمعوا على ترك شيء من القرآن، وذهب جماهير العلماء من السلف والخلف وأئمة المسلمين إلى هذه المصاحف العثمانية مشتملة على ما يحتمله رسمها من الأحرف السبعة فقط جامعة للعرضة الأخيرة التى عرضها النبيﷺ على جبريل عليه السلام متضمنة لها لم تترك حرفا منها

”آپ نے صفحہ:۳۸ پر مسئلہ کی وضاحت کے لیے ابن صلاح رحمہ اللہ کا فتویٰ ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

وقال شيخ الإسلام ومفتى الأنام العلامة أبوعمرو عثمان بن الصلاح رحمہ اللہ من جملة جواب فتوىٰ وردت عليه من بلاد العجم ذكرها العلامة أبوشامة فى كتابه المرشد الوجيز أشرنا إليها فى كتابنا المنجد، شرط أن يكون المقروء به قد تواتر نقله عن رسول اللهﷺ قرأنا واستفاض نقله كذلك وتلقته الأمة بالقبول كهذه القراء ات السبع لأن المعتبر فى ذلك اليقين والقطع على ما تقرر وتمهد في الأصول فما لم يوجد فيه ذلك كما عدا السبع أو كما عند العشر فممنوع من القراء ة به منع تحريم لا منع كراهة“

ایک اور فتویٰ عبدالوھاب السبکی رحمہ اللہ سے صفحہ ۴۵ پر نقل کرتے ہیں کہ:

ما تقول السادة العلماء أئمة الدين في القراء ات العشر التى يقرأ بها اليوم هل هي متواترة أو غير متواترة، وهل كلما انفرد به واحد من العشرة بحرف من الحروف متواتر أم لا وإذا كانت متواترة فما يجب على من جحدها أو حرفا منها؟

فأجابنى ومن خطه نقلت: الحمدلله! القراء ات السبع التي اقتصر عليها الشّاطبي والثلاث التي هي قراء ة أبي جعفر وقراء ة يعقوب و قراء ة خلف متواترة معلومة من الدين بالضرورة أنه منزل على رسول اللهﷺ لايكابر في شيء من ذلك إلا جاهل وليس تواتر شيء منها مقصورا على من قرأ بالرّوايات بل هي متواترة عند كل مسلم يقول أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول اللهﷺ ولو كان مع ذلك عاميا جلفا لا يحفظ من القرآن حرفا ولهذا تقرير طويل وبرهان عريض لا يسع هذه الورقة شرحه، وحظ كل مسلم وحقه أن يدين الله تعالىٰ ويجزم نفسه بأن ما ذكرناه متواتر معلوم باليقين لا ينطرق الظنون ولا الارتباب إلى شيء منه ـ والله أعلم

② **جواب**: سلف صالحین رحمہ اللہ کی رائے اس کے متعلق غاية الوصول زکریا الانصاری رحمہ اللہ نے صفحہ ۳۴ میں نقل کیا ہے کہ ”والقراء ات السبع المروي عن القراء السبع متواترة نقلت من النبى ﷺ إلينا متواترة“ اور عبدالجبار قاضی رحمہ اللہ نے کتاب المغنی صفحہ ۱۵۹ میں لکھا ہے کہ ”إن الصحابة جمعوا الناس على المصحف ولم يمنعوا مما ثبت بالتواتر أنه منزل وأن القراء ات المختلفة معلومة عندنا بثوبتها عن طريق التواتر...... الخ“

اور نشریشی کتاب المعيار المعرب میں لکھتا ہے کہ: وعلينا جميعا أن نؤمن بأن كل ما في القراء ة المتواترة مروى ...... الخ“ اس کے علاوہ قراءت میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اس میں سلف صالحین رحمہ اللہ کی عبارات کافی ساری نقل کی گئی ہیں۔ صرف مذکورہ پر اکتفا کرتا ہوں۔



رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



③ **جواب**: اور جب یہ معلوم ہو کہ یہ قراءات متواترہ ہیں تو یہ مسئلہ جمہور کے نزدیک اتفاقی ہے کہ جو ثبت بالتواتر سے منکر ہو تو کافر ہے جیسا کہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة میں صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے کہ "وحكم الثلاثة الأوّل تكفير جاهدها و منكرها" اور جیسا کہ یہ مسئلہ ابن الجزری رحمہ اللہ نے النشر ج ۱ ص ۱۴ میں لکھا ہے کہ فإذا اجتمعت فيه هذه الخلال الثلاث قرئ به وقطع على معيبه وصحته وصدقه لأنه أخذ عن إجماع من جهة موافقة خط المصحف و كفر من جحده.

**ابوزکریا عبدالسلام الرستمی**
(الجامعة العربية بڈھ بیر، پشاور)

**[۱۴]**

## الجواب بعون الله الوهاب

والصلاة والسلام على من أرسلهٗ شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياً إلى الله بإذنه وسراجاً منيراً

وبعد:

① صورتِ مسئولہ میں معلوم ہو کہ قرآن مجید سبعہ احرف یعنی سات لہجوں اور قراءتوں میں نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد و فرمان ہے: « إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُ وا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ » (الحدیث) کہ یہ قرآن سات طریقوں پر نازل ہوا ہے، پس ان میں سے جو میسر و آسان ہو اسے پڑھو۔ [صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب "أنزل القرآن على سبعة أحرف" حدیث: ۴۹۹۲ ومع الفتح: ۹/۲۳]

یہ حدیث شریف، صحیح البخاری میں متعدد مقامات پر مذکور ہے۔ اس کے علاوہ صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، نسائی، ترمذی وغیرہ میں بھی صحیح سندوں کے ساتھ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی سکھائی ہوئی یہ قراءتیں اور ان میں حروف و لہجوں کی تبدیلی اور فرق وغیرہ ایسی چیز ہے جو آپ ﷺ، اپنی جانب سے یا اپنی صوابدید اور رائے کی بنیاد پر وقوع پذیر نہیں فرماتے تھے بلکہ اس کا براہ راست تعلق تنزیل اور وحی سے ہوتا تھا۔ چنانچہ قرآنِ کریم فرقانِ حمید نے اس بات کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے: ﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا ... قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي ...﴾ [سورة يونس: ۱۵] "کہہ دیجیے! یہ میرا اختیار نہیں کہ میں اس (قرآن) میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کر دوں میں تو اپنے اوپر کی گئی وحی کا پابند ہوں، اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو ایک بڑے دن کے عذاب کا مجھے اندیشہ ہے۔"

اُمت کی سہولت و آسانی کے لیے نبی ﷺ کی جدوجہد اور بے قراری کو قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں بہت سے مقامات پر واضح کیا گیا ہے۔ یہ "تسہیلی" وتخفیف کبھی کمی کی صورت میں ہوتی تھی اور کبھی اضافے کی صورت میں۔ چنانچہ پچاس نمازوں کے معاملے میں تخفیف کے مطالبے پر یہ نمازیں صرف پانچ باقی رکھی گئیں۔ اسی طرح قراءات ولہجات کے سلسلے میں یہ سہولت دی گئی۔ جیسا کہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں: «أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ





محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَىٰ إِلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ›› ”کہ جبریل امین علیہ السلام نے مجھے ایک قراءت و لہجے پر قرآن پڑھایا تو میں نے ان اضافے کے لیے رابطہ رکھا یہاں تک کہ یہ سات طریقوں پر مکمل ہوا۔“ [صحیح البخاری:۴۹۹۱ وغیرہ]

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو سات قراءتیں سکھائی تھیں وہ نہ صرف یہ کہ سہولت کی ایک صورت تھی بلکہ وہ القرآن يفسر بعضه بعضا (قرآن بھی خود اپنی تفسیر بیان کرتا ہے) کہ بہترین کیفیت اور حکم قرآنی ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (سورۃ المزمل) کی تعمیل بھی ہے۔

مسئلہ 'سبعہ احرف' بھی دراصل اعجاز القرآن کا ایک پہلو ہے، جس میں عقل سے زیادہ 'توقیف' معتبر ہے۔

مشہور زمانہ قراءات 'سبعہ عشرہ' بھی دراصل ان 'سبعہ احرف' کا حصہ ہیں اور آپ ﷺ کے سکھائے ہوئے سات احرف میں سے وہ بعض قراءتیں ہیں جن پر سات یا دس ائمہ قراءات نے مہارت اور شہرت حاصل کی۔

اس بات کو اس طرح بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح مختلف ادوار میں مختلف ائمہ کرام گزرے ہیں، لیکن فقہ میں جو شہرت ائمہ اربعہ کو حاصل ہوئی (حدیث میں صحاح ستہ کے مؤلفین کو حاصل ہوئی) وہ کسی دوسرے کو نہ ہوسکی۔ بعینہٖ 'قراءات' میں ماہران 'ائمہ سبعہ عشرہ' کو جو مقام و مقبولیت حاصل ہوئی کسی اور کو نہ ہوئی ۔ لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ علوم فقہ 'ائمہ اربعہ' پر محصور ہیں یا صحیح و معتبر احادیث صرف 'صحاح ستہ' میں ہیں یا قراءت سبعہ وعشرہ کے علاوہ 'سبعہ اَحرف' نہیں ہیں۔

ان سب کے لیے اصل، تواتر اور معتبر حوالہ ہے، بغیر سند کے کوئی بھی حجت نہیں ہے۔ ان علوم کا سلسلۂ سند رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہو تو وہ 'فقہ' بھی معتبر ہے، 'حدیث' بھی قابل قبول ہے اور 'قراءت' بھی مسنون و مشروع ہے۔

② اسلاف امت، جن میں سرفہرست صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جن کے ایمان کو ہمارے لیے ہدایت کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ قولہ تعالیٰ: ﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۳۷]

ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مرویات سے (جو کہ مقبولیت کے اعلیٰ معیار پر پوری اترتی ہیں اور 'تواتر' کی حد کو پہنچتی ہیں) ان کی رائے وموقف کا ثبوت ملتا ہے جس میں انہوں نے قرآن کریم کے سات احرف پر نزول کا موقف اختیار کیا ہے۔ ان کی کثیر تعداد میں سیدنا عمر و فاروق، عثمان غنی، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابن مسعود و ابن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں۔

اس کے بعد ماہرین قراءات، مفسرین قرآن اور علوم قرآن کے متخصّصین سے اس بات پر 'اجماع' اور کلّی اتفاق چلا آرہا ہے۔

③ جیسا کہ شروع میں واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کے سلسلے میں خود نبی کریم ﷺ کو بھی 'تبدیلی' کا اختیار نہیں تھا۔ قرآن کے کسی حصے کو تبدیل شدہ ماننا یا 'سبعہ احرف' میں سے کسی نازل وثابت شدہ مقام کا انکار کرنا منافقین و کفار کی علامتوں میں سے ہے۔

﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ ...الاية﴾ [البقرۃ:۸۵] دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِبَعۡضٍ وَ نَكۡفُرُ ... ﴾ [النساء:۱۵۰]
کچھ احادیث میں بھی صراحت کے ساتھ 'سبعہ احرف' کے انکار کو 'کفر' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (فتح الباري وابن كثير وغيرهما) لہٰذا 'کفر' کے اس کام سے بچتے ہوئے صحابہ کرام کی طرح قرآن اور اس کے 'سبعہ احرف' پر ایمان لانا چاہئے۔

(مفتی) مولانا محمد ادریس سلفی — (نائب مفتی) مولانا حافظ جاسم ادریس سلفی

(جماعت غرباء اہل حدیث، کراچی ـــ پاکستان)

## [۱۳]

نحمده ونصلى على رسوله الكريم أما بعد:

قراءاتِ متواترہ تواتر طبقہ سے ثابت ہیں لہٰذا ان کی قرآنیت قطعی ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ جیسا کہ فرض نمازوں کی تعداد رکعات تواتر طبقہ سے ثابت ہے واضح رہے کہ تواتر طبقہ تواتر اسناد سے اقوی ہے۔

**مفتی حمید اللہ جان**

(رئیس دار الافتاء، جامعہ اشرفیہ، لاہور)

## [۱۴]

قراءاتِ متواترہ سے متعلق آنجناب کی تحریر ملی۔ آپ کے سوالوں کے جوابات تحقیق و تفصیل طلب ہیں، جس کے لیے طویل دورانیہ چاہئے، جب کہ آں جناب کا تقاضا فوری جواب کا ہے اس لیے ان تین سوالوں کے بارے میں مختصراً تحریر کیا جاتا ہے۔

قراءات عشرہ ساری کی ساری متواتر ہیں، (اگرچہ قراءات سبعہ کے تواتر پر تو اجماع واتفاق ہے اور قراءات ثلاثہ کے تواتر میں کسی قدر اختلاف ہے، "كما صرح به حكيم الأمة العلامة أشرف علی تهانوى رحمہ اللہ في تنشيط الطبع" [ص:۷،۱۵] قرآن مجید کی قراءتوں کا تواتر سے مروی ہونا ہی کافی ہے، الگ سے دلیل کی ضرورت نہیں، کیونکہ فرمان ایزدی ہے: ﴿ إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ﴾

نیز اثبات قراءات، حدیثِ 'سبعہ احرف' پر موقوف نہیں (بلکہ تواتر ہی کافی ہے) "وفي شرح الطيبة لأبى قاسم النويرى رحمہ اللہ: ضابط كل قراءة تواتر نقلها، ووافقت العربية مطلقاً ورسم المصحف ولو تقديراً فهى من الأحرف السبعة، وما لا تجتمع فيه فشاذ" [ج۱ص۱۲۳] اور اَقوال شاذہ اور فاذہ سے قراءاتِ متواترہ کی نفی عقل اور نقل کے خلاف ہے۔

جہاں تک منکر قراءات کے حکم کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب لکھتے ہیں:

### 'انکار قراءات کا حکم'

① قرآن یا اس کے کسی جزو کا انکار کفر ہے۔
② کوئی اگر بعض قراءتوں کو تسلیم کرتا ہو مثلاً روایت حفص کو مانتا ہو اور دیگر کا انکار کرتا ہو تو اس میں مندرجہ ذیل شقیں ہیں:



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(ا) کسی محقق کے نزدیک دیگر قراءتوں کا تواتر ثابت نہ ہو، اس وجہ سے انکار کرتا ہو اس پر تکفیر نہ ہوگی۔
(ب) اس کو دیگر قراءتوں کا تواتر سے ثابت ہونا معلوم نہ ہو، جیسا کہ عام طور پر عوام کو دیگر قراءتوں کا علم نہیں ہوتا اور صرف ان ہی لوگوں کو ان کا علم ہوتا ہے جو ان کو پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں، ایسی لاعلمی کی وجہ سے انکار پر بھی تکفیر نہ کی جائے گی، البتہ ایسے شخص کو حقیقت حال سے باخبر کیا جائے گا۔
(ج) تواتر تسلیم ہونے کے بعد بھی انکار کرے تب بھی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ حقیقتاً یہ تواتر ضروری و بدیہی نہیں بلکہ نظری و حکمی ہے جس کے انکار پر تکفیر نہیں کی جاتی، البتہ یہ سخت گمراہی کی بات ہے۔[فقہی مضامین:ص۱۱۸]

وللتفصیل فلیراجع إلیٰ :

① شرح الطیبة لأبی قاسم النویری رحمہ اللہ
② دفاع قراءات از حضرت مولانا قاری طاہر رحیمی
③ مقدمہ شرح سبعة قراء ات از امام القراء محی الاسلام پانی پتی

**مولانا مفتی خلیل الرحمٰن**
دارالافتا دارالعلوم کورنگی، کراچی

## [۱۵]

## الجواب باسم ملهم الصّواب

زیر نظر فتویٰ متعلقہ 'قراء اتِ قرآنیہ'، مجریہ 09-06-01 از جامعہ لاہور الاسلامیہ، شرعی اُصولوں کے مطابق درست ہے۔ البتہ دو باتیں مکرر تاکید و وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

① قراءات قرآنیہ کا اختلاف فقہاء کرام کے اجتہادی اختلاف سے مختلف ہے کیونکہ فقہاء کرام کا اختلاف ان کے فہم و دقیقہ سنجی کے اعتبار سے ہوتا ہے، جب کہ قراءات کا اختلاف اجتہادی نہیں بلکہ توقیفی ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام اپنی آراء کے متعلق تو یوں فرماتے ہیں:

"مذهبنا صواب یحتمل الخطاء، ومذهب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب"
[مقدمه رد المختار:۴۸/۱]

لیکن قراءات کے متعلق یہ نہیں کہا جاتا، بلکہ وہاں کہا جاتا ہے۔

"والقراء ات السبع المرویة عن القراء السبعة المتواترة نقلت من النبی ﷺ"
[غاية الوصول شرح لب الأصول،ص۳۴]

② لہجات وقراءات قرآنیہ سے متعلق احادیث، محدثین، وقراء کی تصریحات کے مطابق تواتر لفظی سے ثابت ہیں، اور تواتر معنوی میں تو کسی کا اختلاف ہی نہیں نیز امت کا اجماع بھی ان کی قطعیت کی ایک اور دلیل ہے۔ لہٰذا جو شخص قراءاتِ قرآنیہ میں سے کسی ایک کا بھی بلا تاویل علی الاطلاق انکار کرے تو وہ متواتر کا منکر ہونے کے ساتھ ساتھ اجماع کا بھی منکر ٹھہرے گا، اور ایسے شخص کے ایمان جانے کا خطرہ ہے جب کہ تاویل کے ساتھ انکار



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


کرنے والا گمراہ اور سبیل المؤمنین سے ہٹا ہوا ہے۔

چنانچہ تصریحات ملاحظہ ہوں:

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

”وحديث نزل القرآن على سبعة أحرف، ادّعى أبوعبيد تواتره، لأنه ورد من رواية أحد وعشرين صحابياً، مراده، التواتر اللفظيّ، أمّا تواتره المعنويّ فلا خلاف فيه“

[مرقاۃ المفاتیح: ۷۱۲/۴]

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”إن مخالف الإجماع يكفر، الحق أنَّ المسائل الإجماعية تارة يصحبها التواتر عن صاحب الشرع كوجوب الخمس، وقد لا يصحبها، فالأوّل يكفر جاحده لمخالفة التواتر لا مخالفة الإجماع“ [شامی: ۲۲۳/۴]

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ومن جحد القرآن أى كلّه أوسورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراء ة متواترة...... كفر“

[شرح الفقہ الاکبر، ص ۱۶۷]

’تفسیر طبری‘ میں ہے: ”إن من كفر بحرف منه فقد كفر به كله“ [۵۴/۱]

**مولانا مفتی محمد عبدالمجید دین پوری** — **مولانا مفتی شعیب عالم**

(دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی)

[۱۶]

## الجواب حامداً ومصلیاً

۱،۲...... جمہور علماء کے نزدیک مروّجہ قراءات عشرہ متواتر ہیں، اگرچہ ان میں سے قراءاتِ سبعہ کا متواتر ہونا باجماع اُمت منقول ہے اور بقیہ قراءاتِ ثلاثہ کے متواتر ہونے میں قدرے اختلاف ہے۔

[ملاحظہ ہو، تنشیط الطبع فی إجراء السبع، مؤلفہ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، ص ۷، ۱۵، قراءات اکیڈمی]

اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں جو ’سبعہ احرف‘ کا ذکر ہے اس سے مراد قراءات کی اَنواع سبعہ، صیغ اسماء، صیغ افعال، اختلاف اعراب، کمی بیشی، تقدیم و تاخیر، الفاظ مترادفہ اور صفات حروف ہیں، مصحف عثمانی میں ایسا رسم الخط استعمال کیا گیا جس میں (حضرت جبریل علیہ السلام کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری مرتبہ دور قرآن کے وقت کی) قراءات کو جمع کیا گیا، پھر اس جیسے سات مصاحف لکھوا کر قراء سمیت اطراف عالم میں بھیجے گئے۔ ان مصاحف میں قراءات کی بہت بڑی تعداد تھی جن میں سے دس ائمہ کی قراءات مشہور ہوئیں اور پھر ان میں سے بھی سات ائمہ کی قراءات کو اور زیادہ شہرت ملی۔ حتیٰ کہ انہی کو سیکھا اور سکھلایا جانے لگا اور یہ قراءات انہی ائمہ کی طرف ہی منسوب ہوگئی جبکہ درحقیقت یہ منقول قراءتیں، سبعہ و ثلاثہ، ان سبعہ انواع میں سے ہی ہیں جو سبعہ احرف کی مراد ہیں۔ راجح قول کے مطابق اور ’سبعۃ احرف‘ کا ثبوت درجہ تواتر تک پہنچا ہوا ہے۔ لہٰذا ان مروّجہ قراءتوں کے


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


لیے الگ سے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے،ان قراءاتِ عشرۃ کا متواتر ہونا ہی کافی ہے۔

وأخرج ابن أشتة فی المصاحف وابن أبی شیبة فی فضائله من طريق ابن سيرين عن عبيدة السلیمانی قال: القراء ة التی عرضت علی النبیﷺ فی العام الذي قبض فيه، هي القراء ة التي يقرؤها الناس اليوم...... و أخرج ابن أشتة عن ابن سيرين رحمہ اللہ قال: كان جبريل يعارض النبي ﷺ كل سنة فی شهر رمضان مرة فلما كان العام الذی قبض فيه عارضه مرتين، فيرون أن تكون قراء تنا هذه علی العرضة الأخيرة

[الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس عشر: في كيفية إنزاله، ١/ ٧١ دارالفكر]

قال الزركشی فی البرهان: فالقرآن هو الوحي المنزل على محمدﷺ للبيان وللإعجاز، والقراء ات اختلاف الفاظ الوحي المذكور في الحروف وكيفيتها من تخفيف وتشديد وغيرهما والقراء ات السبع متواترة عند الجمهور وقيل بل هي مشهورة، قال الزركشی: والتحقيق أنها متواترة عن الأئمة السبعة

[الإتقان، النوع الثالث والرابع فی معرفة التواتر:١/ ١١٤، دار الفكر]

إن الأحرف التي نزل بها القرآن، أعم من تلك القراء ات المنسوبة إلى الأئمة السبعة القراء عموما مطلقا، وأن هذه القراء ات أخص من تلك الأحرف السبعة النازلة خصوصا مطلقا ذلك لأن الوجوه التي أنزل الله عليها كتابه، تنتظم كل وجه قرأ به النبيﷺ وأقرأه أصحابه، وذلك ينتظم القراء ات السبع المنسوبة إلىٰ هٰؤلاء الائمة السبعة القراء كما ينتظم ما فوقها إلى العشرة، وما بعد العشرة، [مناهل العرفان، المبحث السادس فی نزول علی سبعة أحرف...... ١/١٣٩، ١٤٠ دارالاحیاء التراث]

ضابط كل قراء ة تواتر نقلها، ووافقت العربية مطلقاً ورسم المصحف ولو تقديراً فهي من الأحرف السبعة وما لا تجتمع فيه شاذ [شرح الطيبة لابي قاسم النويري:١/١٢٣]

قال (القاضي جلال الدين البلقيني) القراء ة تنقسم إلى متواتر وآحاد وشاذ، والمتواتر القـراء ات السبعة المشهورة والأحاد القراء ات الثلاثة التي هي تمام العشر ...... وأحسن من تكلم في هذا النوع إمام القراء في زمانه شيخ شيوخنا أبوالخير ابن الجزري قال فی أوّل كتابه النشر: كل قراء ة وافقت العربية ولو بوجه وافقت أحد المصاحف العثمانية ولو احتمالا وصح سندها فهي القراء ة الصحيحة التي لا يجوز ردّها ولا يحلذ إنكارها بل هی من الأحرف السبعة التي نزل القرآن ووجب على الناس قبولها سواء كانت عن الأئمة السبعة أم عن العشرة أم عن غيرهم من الأئمة المقبولين [الإتقان، النوع الثانی وعشرون، :معرفة المتواتر المشهور:١/١٠٧، دارالفكر]

وجاء اقتصاره على هؤلاء السبعة وصادفة واتفاقا من غير قصد ولا عمد

[مناهل العرفان:١/٢٩٢، دار الاحياء التراث]

الشاهد الرابع أن القراء ات كلها على اختلافها كلام الله، لا مدخل بشر فيها بل كلها نازلة من عنده تعالىٰ، يدل على ذلك أن الأحاديث الماضية تفيد أن الصحابة رضی الله عنهم كانوا يرجعون فيما يقرء ون إلى رسول اللهﷺ يأخذون عنه، ويتلقون منه كل حرف يقرء ون


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عليه . [مناهل العرفان المبحث السادس: ۱/۱۲۱، دار إحياء التراث]

القرآن الذي تجوز به الصلوٰة بالاتفاق هو المضبوط في المصاحف الأئمة التي بعث بها عثمان إلى الأمصار وهو الذي أجمع عليه الأئمة العشرة، وهذا هو المتواتر جملة وتفصيلا، فما فوق السبعة إلى العشرة غير شاذ، وإنما الشاذ ما وراء العشرة وهو الصحيح، وتمام تحقيق ذلك في فتاوىٰ العلامة القاسم .

[حاشية ابن عابدين، كتاب الصلوٰة، باب فى بيان المتواتر بالشاذ، ۲/۲۲۷، دارالمعرفة]

③ واضح رہے! ایک ہے قرآن مجید اور ایک ہے قرآن مجید کی قراءت۔ قرآن مجید کے کل یا اس کے کسی جز کا انکار کرنا کفر ہے اور قرآن مجید کی قراءات میں اگر کوئی بعض کو مانتا ہو اور بعض کو نہ مانتا ہو، مثلاً روایت حفص کو مانتا ہو اور بقیہ کا انکار کرتا ہو تو اس میں تفصیل ہے:

① جس روایت کو مانتا ہے اس کے علاوہ قراءتوں کا متواتر ہونا کسی اور محقق کے نزدیک ثابت نہ ہو اور یہ شخص اس وجہ سے اس قراءت کا انکار کرتا ہو تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

② اس شخص کو دیگر قراءتوں کا تواتر سے ثابت ہونا معلوم نہ ہو، جیسا کہ عام طور پر لوگوں کو ہوتا ہے کہ جس قراءت کو پڑھ رہے ہوتے ہیں اس کے علاوہ اور قراءات کا علم نہیں ہوتا۔ ان کا علم صرف ان لوگوں کو ہی ہوتا ہے جو اس کے پڑھنے اور پڑھانے میں لگے ہوتے ہیں، تو ایسی لاعلمی کی وجہ سے انکار پر بھی تکفیر نہ کی جائے گی البتہ اس شخص کو باخبر کیا جائے گا۔

③ تواتر تسلیم ہونے کے بعد انکار کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی، کیونکہ یہ تواتر ضروری اور بدیہی ہے، جس کے انکار پر کفر لازم آتا ہے اور یہ انکار سخت گمراہی کی بات ہے۔

والقراء ات الواردة في العرضة الأخيرة هي أبعاض القرآن المتواترة في كل الطبقات، فيكفر جاحد حرف منها إلا أن من القراء ات المتواترة ما هو معلوم تواتره بالضرورة عند الجماهير، ومنها ما يعلم تواتره حذاق القراء المتفرغون لعلوم القراء ة دون عامتهم فإنكار شيء من القسم الأول كفر بإتفاق، وأما الثاني فإنما يعد كفرا بعد إقامة الحجة على المنكر وتعنته بعد ذلك فتهوين أمر القراء ات السبع أو العشر المتواترة خطر جدا۔ اهـ

وإن اجترا على ذلك الشوكاني وصديق خان القنوجي مع أن شيخ الضاعة الشمس الجزري ليرد أسماء رواة العشر طبقة بعد طبقة فى كتابه "منجد المقرئين" بحيث يجلو لكل ناظر أمر تواتر القراء ات العشر في كل الطبقات جلاء لا مزيد عليه فضلا من السبع وهذا مع عدم استقصائه رواة العشر في كل طبقة [مقالات الكوثري: المقالة الأولىٰ، مصاحف الأمصار، ص۲۱، وفي مقالة الثانية، ما هي الأحرف السبعة ص۳۰،۳۱، دارالسّلام]

من أنكر الأخبار المتواترة في الشريعة كفر......ثم إعلم أنه أراد بالتواتر ههنا التواتر المعنوي لا اللفظي اهـ ...... ومن جحد القرآن: أي كله أو سورة منه أو آية، قلت وكذا كلمة أو قراء ة متواترة أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالىٰ كفر، يعني إذا كان كونه من



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

القرآن مجمعا عليه . [ شرح ملا على القاري على الفقه الأكبر،ص۱۶۵،۱۶۶]

ثم إن التواتر قد يكون من حيث الإسناد : كحديث ...... وقد يكون من حيث الطبقة ، كتواتر القرآن ، تواتر على البسيطة شرقا وغربا درسا وتلاوة حفظا وقراء ة وتلقاه الكافة عن الكافة طبقة عن طبقة ، اقرأ وارق إلى حضرة الرسالة ولا تحتاج إلى إسناد يكون عن فلان عن فلان ...... ثم أثبتناه فى الفصول الأتية إجماع أهل الحل والعقد على أن تاويل الضروريات وإخراجها عن صورة ما تواتر عليه وكما جاء وكما فهمه وجرى عليه أهل التواتر ، أنه كفر ، ذهبت الحنفية بعد هذا إلى أنه إنكار الأمر القطعي وإن لم يبلغ إلى حد الضرورة كفر صرح به الشيخ ابن الهمام في المسايرة .

[إكفار الملحدين في ضروريات الدين بيان أقسام التواتر الأربعة ، ص۵،۶، إدارة القرآن]

وفي العقائد العضدية:لا نكفر أحدا من أهل القبلة إلابما فيه نفى الصانع المختار...... وإنكار ما علم من الدين بالضرورة أو انكار مجمع عليه قطعا .

[إكفار الملحدين:إنكار الإجماع وانكار الأخبار المتواتر كفر،ص۶۵، ادارة القرآن]

(وأما ما ثبت قطعا ولم يبلغ حد الضرورة) أي: لم يصل إلى أن يعلم من الدين ضرورة (كاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت) الصلبية (بإجماع المسلمين فظاهر كلام الحنفية الإكفار بجحده لأنهم لم يشترطوا) فى الإكفار سوى القطع في (ثبوت)أي ثبوت ذلك الأمر الذي تعلق به الإنكار لا بلوغ العلم به حد الضرورة (ويجب حمله) أي:حمل الإكفار الذي هو ظاهر كلامهم (على ما إذا المفكر ثبوته قطعا) لا على ما يعلم علم المنكر ثبوته قطعا وجهله ذلك (لأن مناط التكفير وهو التكذيب أو الاستخفاف بالدين عند ذلك يكون) أي ، إنما يكون عند العلم بثبوت ذلك الأمر قطعا (أما إذا لم يعلم) ثبوت ذلك الأمر الذي أنكره قطعا (فلا (يكفر إذ لم يتحقق منه تكذيب ولا إنكار أهلهم (إلا أن يذكر له أهل العلم ذلك) أي أن ذلك الأمر من الدين قطعا (فيلج) أي يتمادى فيما هو فيه عنادا فيحكم في هذه الحالة بكفره لظهور التكذيب . [المسايرة في العقائد:في متعلق الإيمان، ص ۳۰۰ ، دارالكتب العلمية ، وكذ في روح المعاني:مبحث في الكفر:۱/۱۲۷،دار إحياء التراث العربى]والله تعالىٰ أعلم بالصواب .

**مولانا مفتی محمد یوسف افشانی** **مولانا مفتی عبدالباری**

(دارالافتا، جامعہ فاروقیہ،شاہ فیصل کالونی، کراچی)

**[۱۷]**

الجواب وبالله التوفيق:حامداً و مصلياً

① قرآن پاک کی قراءت باعتبار نقل تین طرح کی ہیں:



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

❶ **قراءتِ متواترہ:** یہ سات قراءت ہیں جو قراءتِ سبعہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان قراءت کی نسبت سات قرائے کرام کی طرف کی جاتی ہے۔ ① امام نافع ② امام عاصم ③ امام عبداللہ بن عامر ④ امام عبداللہ بن کثیر ⑤ امام ابوعمر بن العلاء ⑥ امام حمزہ ⑦ امام علی الکسائی رحمہم اللہ

❷ **قراءت آحاد:** یہ تین قراءات ہیں جو قراءت ثلاثہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان دونوں انواع کے مجموعے کو قراءت عشرہ کہا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا سات کے علاوہ ان تین قراءت کی نسبت ① امام ابوجعفر ② امام یعقوب اور ③ امام خلف رحمہم اللہ کی طرف کی جاتی ہے۔

❸ **قراءت شاذہ:** یہ چار قراءت ہیں اور ان تینوں انواع کے مجموعے کو قراء ات الأربع العشر کہا جاتا ہے۔ مذکورہ چار کی نسبت ① امام حسن بصری ② امام بن محیصن ③ امام یحییٰ یزیدیا اور ④ امام شنبوذی رحمہم اللہ کی طرف کی جاتی ہے۔ چنانچہ ان قراءات کے بارے میں علامہ جلال الدین البلقینی کا قول ملاحظہ ہو:

اعلم أن القاضي جلال الدين البلقيني قال: ”القرأة تنقسم إلى متواتر وآحاد وشاذ فالمتواتر القراء ات السبعة المشهورة والآحاد القراء ت الثلاثة التي هي تمام العشر ويلحق بها قراء ة الصحابة والشاذة قراء ت التابعين كالأعمش ويحيىٰ بن وثاب وابن جبير ونحوهم

[الإتقان في علوم القرآن:۲۵۸/۱]

ان مختلف قراءت میں قرآن کریم کا نزول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، مثلاً صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ قال: أقرأني جبريل على حرف فراجعته فلم أزل أستزيده و يزيدني حتى انتهى إلى سبعة أحرف“ [صحيح البخاري:۷۴۷/۲]

اسی طرح صحیح بخاری شریف میں دوسری حدیث ہے:”عن عمر بن خطاب قال سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان فى حياة رسول الله ﷺ فاستمعت لقرأته فإذا هو يقرأ على حروف كثيره لم يقرأنيها رسول الله ﷺ فكدت أساوره فى الصلوٰة فتصبرت حتى سلم فلببته بردائه فقلت من أقرأك هذه السورة التى سمعتك تقرأ قال أقرأنيها رسول الله ﷺ فقلت له كذبت فإن رسول الله ﷺ قد أقرأنيها على غير ما قرأت فانطلقت به أقوده إلى رسول الله ﷺ فقلت إنى سمعت هذا يقرأ سورة الفرقان على حروف كثيرة لم تقرأ نيها فقال أرسله اقرأ يا هشام فقرأ القرأت التى سمعته فقال رسول الله ﷺ كذلك أنزلت ثم قال إقرأ يا عمر فقرأ القرأة التى أقرأنى فقال كذلك أنزلت إنَّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرأوا ما تيسر منه“

[صحيح البخاري:۷۴۷/۲]

ان روایات کے اندر لفظ سبع کی اگرچہ مختلف توجیہات اور تشریحات کی گئی ہیں مگر ان میں راجح تشریح و توجیہہ یہ ہے کہ حروف کے اختلاف سے مراد قراءتوں کا اختلاف ہے اور سات حروف سے مراد اختلاف قراءت کی سات نوعیتیں ہیں اور سات کا یہ عدد صرف سات میں انحصار کے لیے مستعمل نہیں ہوا ہے بلکہ اس استعمال یہاں کثرت کے لیے ہے۔ چنانچہ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ”المصفی شرح المؤطا“ میں لکھا ہے کہ:

”ودليل برآنكه ذكر سبعه بجهت تكثير است نه برائے تحديد اتفاق ائمه است برقرأت



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عشر و برقرأت را ازیں عشرہ دور اوی است و ھریکے بادیگرے مختلف است پس مرتقی شد عدد قرأۃ تابیست" [المصفی، ص۱۸۷]

اورمشہور محدث اورفقیہ ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ:

والأظهر أن المراد بالسبعة التكثير لا التحديد [مرقاة:۴/۱۱۷]

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری کے اندر لکھا ہے کہ:

ولفظ السبعة يطلق على إرادة الكثيرة في الآحاد كما يطلق السبعون فى العشرات والسبع مائة فى المئات ولا المراد العدد المعين وإلى هذا مال عياض و من تبعه

[عمدة القاری:۲۰/۲۸]

اسی طرح علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری [۹/۱۹] "باب أنزل القرآن على سبعة أحرف" کے تحت، اور شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ نے "أوجز المسالك شرح الموطأ لإمام مالك" کے ذیل میں بھی اسی طرح کی تحریرات نوشتہ فرمائیں ہیں اور یہی قول راجح ہے۔ اس لیے کہ کثرت فی الآحاد کے لیے 'سبعہ' کثرت فی العشرات کے لیے 'سبعین' جبکہ کثرت المأت کے لیے 'سبعہ مائة' کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ﴿إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ﴾[التوبة پارہ:۱۰] ﴿ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعاً فَاسْلُكُوهُ﴾ [پارہ نمبر ۲۹]

اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ: "عن أبی سعيد الخدری قال قال النبیﷺ: من صام يوماً فی سبيل الله باعد الله بذلك اليوم النار عن وجهه سبعون حريفاً، وفی رواية أخرىٰ: زحزح الله وجهه عن النار سبعين حريفاً (سنن ابن ماجہ کتاب الصوم) "وأيضاً قال رسول اللهﷺ الرّبا سبعون هوباً وقال الربا ثلاثة وسبعون باباً" [سنن ماجه:۱۶۴]

لہٰذا اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قراءت عشرہ جو مدارسِ اسلامیہ میں پڑھائی جاتی ہیں، ثابت بالنص ہیں۔ اس لیے اس سے انکار کرنا جائز نہیں اور ان ہی قراءت میں قرآن پاک کو پڑھنے والے کو خاطی کہنا بھی درست نہیں۔ کما قال العلامه جلال الدين السيوطی: اعلم أن القاضی جلال الدين البلقينی قال القراء ة تنقسم إلى المتواتر وأحاد وشاذ فالمتواتر القراء ت السبعة المشهورة والآحاد قراء ة الثلاثة التي هي تمام العشر ويلحق بها قرأة الصحابة" [الإتقان في علوم القرآن:۱/۷۵]

اور صاحب مناهل العرفان نے لکھا ہے کہ:

"الأوّل المتواتر والثاني المشهور...... وهذان النوعان هما الله ان يقرأ بها مع وجود اعتقادهما ولا يجوز إنكار شیء منهما" [مناهل العرفان:۱/۴۲۳]

④ قراءتِ سبعہ کے متواتر ہونے پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے جیسا کہ شیخ زکریا الانصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والقراء ت السبع المروية عن القراء السبعة متواتره نقلت من النبیﷺ الينا متواترة......

[غاية الوصول شرح لب الأصول شیخ زکریا الانصاری رحمہ اللہ، ۳۴]

"وقال ابن أبی شريف أن السروجی الحنفی نقل عن أهل السنة أن القراء ت السبع



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



متواترة......“ [ابن أبی شریف:۷۸بحوالہ جبیرۃ الجراحات فی حجیة القراء ت:۶۹]

البتہ قراءتِ عشرہ کے بارے میں تحقیقی رائے یہ ہے کہ یہ بھی تمام کی تمام متواتر ہیں۔ جیسا کہ علامہ محمد عبدالعظیم الزرقانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: أمّا القرأت الثلاثة المكملة للعشر فقيل فيها بالتواتر ويعزى ذلك إلى ابن السبكی وقيل فيها بالصحة فقط ويعزى ذلك إلى الجلال المحلی وقيل فيها بالشذوذ يعزى ذلك إلى الفقهاء الذين يعتبرون كل ما وراء القرأت السبع شاذاً ۔ والتحقيق الذی يؤيده الدليل هو أن القراء ات العشر كلها متواتر وهو رأی المحققين من الأصوليين والقرآء كابن السبكی وابن الجزری والنويری بل هو رأی أبی شامة في نقل أحرم، صححه الناقلون عنه ١ هـ“ [مناهل العرفان:۱/۴۳۴]

اسی طرح فتاویٰ حقانیہ میں ہے کہ الجواب: قراءتِ عشرہ اگرچہ تواتر سے ثابت نہیں مگر اس کا ثبوت حد شہرت کو پہنچا ہوا ہے اس میں قرآن پڑھنے والے کو خاطی کہنا درست نہیں۔ اس لیے کہ اس انکار کے زد میں کبار تابعین رحمہم اللہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آئیں گے۔ [فتاوىٰ حقانيه:۲/۱۶۰]

اگرچہ دوسرے اہل علم سات قراءت کے علاوہ تین قراءات کو مشہور کہتے ہیں، لیکن قراءت عشر کے علاوہ دوسری قراءت کے شاذ ہونے پر اجماع ہے۔ [شرح سبعه قراء ت،ص۶۹]

گویا خلاصہ یہ ہوا کہ قراءت عشرہ ثابت ہیں۔ ان کے ثبوت پر سب اہل علم کا اتفاق ہے۔ جمہور اہل علم اگرچہ ان جملہ ”دس“ قراءت کو متواتر مانتے ہیں، لیکن دیگر علماء قراءات سبعہ کو متواتر اور ان کے علاوہ تین قراءت کو آحاد میں سے شمار کرتے ہیں۔

③ یہی وجہ ہے کہ قراءت متواتر کو ماننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے جبکہ ان سے انکار موجب ضلالت اور گمراہی ہے۔ اُمت مسلمہ کو اس قسم کے اعلانیہ فسق و فجور کروانے والے کے ساتھ قطع تعلق کرنا چاہئے۔ لقوله عليه السلام من رأى منكم منكراً فليغيّره بيده وإن لم يستطع فبلسانه وإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الايمان (أو كما قال عليه السلام)

(هذا ما ظهر لی، والله أعلم بالصواب إليه نرجع واليه مأب)

**مولانا مختار اللہ حقانی**

(مفتی ومدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ)

## [۱۸]

**الجواب حامداو مصليا:**

مروّجہ قراءاتِ عشرہ صرف ثابت ہی نہیں بلکہ اسلافِ امت نے ان کے ثبوت اور متواتر ہونے پر اجماع نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو ضروریاتِ دین میں سے شمار کیا ہے۔ لہٰذا جو شخص قراءاتِ متواترہ کا انکار کرے دائرہ اِسلام سے خارج ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لما في أحكام القرآن [ص۴٦ ج۱] "وهذه القراء ات المشهورة هي اختيارات أولئك الأئمة القراء ...... وكل واحد من هؤلاء السبعة روى عنه اختياران أو أكثر وكل صحيح وقد أجمع المسلمون في هذه الأعصار على الاعتماد على ما صحّ عن هؤلاء الأئمة مما رووه ورأوه من القراء ات وكتبوا في ذلك مصنفات فاستمر الإجماع على الصواب"

[أحكام القرآن للقرطبی:۴٦/۱]

"وفی الإتقان:القراء ات السبع التی اقتصرعليها الشاطبي والثلاث التي هي قرأة أبي جعفر ويعقوب وخلف متواترة معلومة من الدين بالضرورة وكل حرف انفرد به واحد من العشرة معلوم من الدين بالضرورة أنه منزل على رسول الله لا يكابر في شيء من ذلك إلا جاهل" [الاتقان للسیوطی:۸۲/۱]

"وفي شرح الفقه الأكبر أو أنكر آية من كتاب الله أو عاب شيئا من القرآن ...... قلت وكذا كلمة أو قراء ة متواترة أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالىٰ كفر يعنى إذا كان كونه من القرآن مجمعا عليه" [شرح الفقہ الاکبر:ص۲۰۵ج؟]

**مولانا مفتی محمد فیاض خان سواتی** **مولانا مفتی واجد حسین**

(دارالافتا جامعہ نصرۃ العلوم،گوجرانوالہ)

## [۱۹]

**مروّجہ قراءات متواتر ہیں ان کا ثبوت نبی اکرم ﷺ سے اسنادِ صحیحہ مشہورہ سے ہے ان کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔**

**مصاحف عثمانیہ ان قراءات پر مشتمل تھے:**

**(۱) مصحف عثمانی اور سبعۃ احرف کا منکر کافر و واجب القتل ہے۔**

① قال أبوعبيد والقرآن الذى جمعه عثمان بموافقة الصحابة لو أنكر بعضه منكر كان كافراً حكمه حكم المرتد يستتاب فإن تاب والا ضرب عنقه.

[تفسیر قرطبی:۶۰/۱،دفاع قراء ات،ص۹۳]

'ابوعبید کا قول ہے کہ وہ قرآن جسے عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بموافقتِ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع فرمایا ہے اگر کوئی منکر اس کے صرف بعض حصے کا بھی انکار کردے تو وہ بھی کافر ہوگا۔اس کا حکم مرتد کا سا ہوگا کہ اولاً اس کو توبہ کی دعوت دی جائے گی باز آجائے تو ٹھیک وگرنہ اس کی گردن اُڑا دی جائے۔''

② يحكم على من أنكر من مصاحف عثمان شيئا مثل ما يحكم على المرتد من الاستتابة فإن أبى فالقتل [فضائل القرآن،ص۱۵۴،دفاع قراء ات،ص۹۳]

''عثمانی مصاحف کی کسی ایک چیز کے انکار کرنے والے پر بھی مرتد کا سا حکم لگایا جائے گا کہ اس کو توبہ کی دعوت دی جائے گی اگر انکار کرے تو قتل کردیا جائے۔''

③ لما كانت أحاديث إنزال القرآن على سبعة أحرف متواترة فإن منكر الأحرف السبعة أصلا مع عنه بتواتر أحاديثها كافر لا شك ولا ريب [الأحرف السبعة ومنزلة القراء ات منها، ص ١٠١، دفاع قراء ات، ص ٩٤]

''چونکہ سبعہ احرف پر انزال قرآن کی احادیث متواترہ ہیں اس بناء پر تواتر کے علم کے باوجود سرے سے سبعہ احرف ہی کا منکر بلاشبہ کافر ہے۔''

④ ما اجتمع فيه ثلاث خلال من صحة السند وموافقة العربية والرسم۔ قطع على مغيبه وكفر من جحده [النشر الكبير: ١٤/١، دفاع قراء ات، ص ٩٤]

''جس قراء ت میں صحتِ سند، موافقتِ عربیت، موافقتِ رسم یہ تینوں چیزیں جمع ہوں اس کے نزول من الغیب کی قطعی تصدیق کی جائے گی اور اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا۔''

(ب) حدیث «أنزل القرآن على سبعة أحرف» متواتر ہے جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ظاہر ہے لیکن اس حدیث پاک سے قراءات کے تواتر پر استدلال محل نظر ہے جس کی متعدد وجوہ ہیں۔

① ''سبعة أحرف'' کا مصداق کیا ہے اس کے بارے میں آراء مختلف ہیں اس کی راجح تفسیر 'سبع لغات' ہے، جمہور علماء کا موقف بھی یہی ہے۔ چنانچہ شاطبیہ کے شارح زینت القراء فخر القراء حضرت اقدس مولانا قاری فتح محمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''علامہ دانی رحمہ اللہ اور اکثر محققین اور جمہور اہل اَدا کی رائے پر سات حروف سے سات لغات مراد ہے...... قراء سبعہ قراء تیں بھی ان سات حروف میں شامل ہیں۔ [شرح شاطبی، ص ٢٩]

② ایسے ہی محقق زمان حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مہاجر مدنی رحمہ اللہ اپنی کتاب کشف النظر شرح کتاب النشر میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اکثر علماء محققین اور جمہور اہل اداء کی رائے پر سات حروف سے سات لغات مراد ہیں۔'' [ج ١، ٢/ ص ٤٣]

③ عرب کی لغات جدا جدا اور زبانیں متفرق تھیں اور ایک لغت والے کو دوسرے کی لغت میں پڑھنا دشوار تھا بلکہ بعض بالکل پڑھ ہی نہیں سکتے تھے پس اگر اس حالت میں ایک ہی حرف پر پڑھنے کا حکم ہوتا تو یہ تکلیف تحمل سے باہر ہوتی یا سخت مشقت پیش آتی۔ [مقدمہ کشف النظر، ص ٢٥٨]

④ ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اگر ان حضرات میں سے کوئی فریق یہ چاہتا کہ وہ اپنی لغت کو چھوڑ دے تو اس میں اس کو بڑی دشواری پیش آتی پس حق تعالیٰ نے اس اُمت کو جس طرح احکام میں آسانی دی تھی اسی طرح قرآن کریم کے لغات اور حرکات وسکنات میں بھی وسعت دی'' الخ۔ [مقدمہ کشف النظر، ص ٢٥٩]

⑤ حضرت محقق امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''حدیث میں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں، لیکن قوی یہ ہے کہ ''أنزل القرآن على سبعة أحرف'' میں تو سات وجوہ مراد لی جائیں اور حضرت عمرؓ کے قول ''سمعت هشاما يقرأ سورة الفرقان على حروف كثيرة'' (الحدیث) میں حروف سے مراد قراء ات لی جائیں۔'' [مقدمہ کشف النظر، ص ٢٥٩]

⑥ (ا) امام سیوطی رحمہ اللہ نے ان نسخوں کی تعداد جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیار کروائے تھے سات تک نقل کی ہے۔ جو مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ کی طرف بھیجے گئے پھر ان نسخوں سے بے شمار نسخے تیار کئے



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ دیگر تمام نسخوں کو جن میں قراء ات کا اختلاف موجود ہو تلف کیا جائے۔[مقدمہ کشف النظر:۲/ ۷۸]

(ب)...... حارف محاسبی سے اتقان میں منقول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صرف ایک قسم کے طرز تلفظ یعنی لغت قریش پر جمع کیا اس کے قبل کے نسخوں میں متعدد لغات موجود تھیں۔[اتقان:۱/ ۶۰]

⑦...... حضرات محققین نے سات حروف پر نازل ہونے کی جو حکمتیں بیان کی ہیں ان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سبعۃ اَحرف سے مراد سات لغات ہوں۔

## سات اَحرف پر نازل ہونے کی حکمت

مقدمہ کشف النظر میں ہے: ابتداء میں سات لغات میں پڑھنے کا جواز اور بعد میں صرف ایک لغت پر اکتفاء میں راز اور حکمت (واللہ اعلم) یہ ہے کہ: قرآن کریم میں تصریح ہے: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ﴾ یعنی قرآن عربی زبان میں اترا ہے۔ بعض مخصوص الفاظ میں قبائل عرب میں اختلاف تھا جیسا کہ دہلی اور لکھنؤ کی زبان اُردو میں، یا پشاور اور قندھار کی پشتو میں۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾ ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کی قوم خاص قریش تھی اور قوم عام عرب تھی۔ دوسرے طرف عرب کا مزاج قبائلی خصوصیات کا تحفظ تھا اور ان خصوصیات میں وہ درجۂ تعصب کو پہنچے ہوئے تھے۔ آج بھی اقوام میں لسانی تعصّب کا جذبہ موجود ہے، لہٰذا حکمتِ الٰہی کا تقاضا یہ ہوا کہ قرآن کے محدود الفاظ میں جہاں عرب قبائل کی لغات میں فرق ہے ہر قبیلہ کو اپنی اپنی لغت کے مطابق تلفظ کی اجازت دی جائے تاکہ ایک طرف عربی زبان کی تمام شاخیں کلام الٰہی کی برکت سے بہرہ یاب ہوں اور عرب قبائل کی زبانیں عمومی شکل میں "بلسان عربی مبین" کے تحت نزول کلام الٰہی کی برکت سے فیض یاب ہوسکیں اور دوسری طرف عرب قبائل کو اپنی لغت خاصہ کی محرومی کا افسوس بھی نہ ہو اور لسانی تعصّب کا اندیشہ بھی نہ رہے۔

جمع عثمانی کے وقت جب دائرہ اسلام وسیع ہوگیا اور قبائلی خصوصیات ختم ہوکر وحدت عرب بلکہ وحدت اسلامی کے رنگ میں تمام قبائل پوری طرح رنگے گئے تو سبعہ لغات یا قبائل خصوصیات کی ضرورت باقی نہ رہی لہٰذا صرف لغتِ قریش پر مصحفِ عثمانی میں اکتفاء کیا گیا۔ یہ اجماع لغت قریش پر امر نبوی سے تھا یا انتہائے حکم بانتہائے علت کی شکل تھی۔[ص ۸۸]

⑧...... شرح شاطبی کے مقدمہ میں 'سبعہ احرف' پر نازل کرنے کی ایک حکمت یہ بیان کی ہے کہ: ''اگر قرآن کریم ایک ہی لغت (قریش) پر نازل ہوتا تو دوسری لغت والوں کو یہ کہنے کی گنجائش رہتی کہ اگر ہمارے لغت میں ہوتا تو ہم اس کا مثل بنا لاتے اور حق تعالیٰ کے ارشاد: ﴿قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ﴾ میں کذب کا وہم ہوتا حالانکہ وہ اس سے پاک اور بری ہیں۔

**سوال:** جب سات حروف سے مراد سات لغات ہیں جن میں ایک لغت قریش بھی ہے تو پھر سورۂ فرقان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کی قراء تیں جدا جدا کیوں تھیں کیا وہ دونوں قریشی نہیں تھے؟

**جواب:** دونوں قریشی تو تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں کی لغت بھی ایک ہی ہو کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص قریشی ہو اور اس کی پرورش کسی دوسری قوم میں ہوئی ہو اور عربوں میں یہ بات کثرت سے پائی جاتی ہے


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ: ''میں تم سب سے زیادہ فصیح ہوں اور میری زبان سعد بن ابی بکر کی زبان ہے۔'' اور ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: ''میں خالص عرب ہوں اور قریش میں پیدا ہوا ہوں اور بنی سعد میں پرورش پائی ہے میرے پاس لحن (غلطی) کہاں آ سکتی ہے'' اور قرآن میں ہے: ﴿وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴾ پس عرب کو عام رکھا ہے اور کسی قبیلہ کو خاص نہیں کیا اور ان سات حروف میں وہ دس قراءتیں بھی داخل ہیں جو ہمیں تواتر کے ساتھ پہنچی ہیں اور وہ قراءتیں بھی جو پہلے انہیں کی طرح متواتر تھیں لیکن اب باقی نہیں رہیں۔ کیونکہ قرآن مجید ہمیشہ غلطی سے محفوظ رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾

[غیث النفع]

## تواتر قراءات

① امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے کتاب القراءات کے شروع میں صحابہ اور غیر صحابہ میں سے ان حضرات کے نام لکھے ہیں جن سے سبعہ عشرہ قراءات منقول ہیں اور وہ ستائیس (۲۷) ہیں:

(① تا ④) حضرات خلفائے راشدین اربعہ ⑤ طلحہ ⑥ سعد ⑦ ابن مسعود ⑧ حذیفہ ⑨ سالم ⑩ ابوہریرہ ⑪ ابن عمر ⑫ ابن عباس ⑬ عمرو بن العاص ⑭ عبداللہ بن عمرو ⑮ معاویہ ابن زبیر ⑯ عبداللہ بن سائب ⑰ عائشہ ⑱ حفصہ ⑲ اُم سلمہ ⑳ ابی بن کعب ㉑ معاذ بن جبل ㉒ ابوالدرداء ㉓ زید بن ثابت ㉔ ابوزید ㉕ مجمع بن جاریہ ㉖ انس بن مالک رضوان اللہ علیہم اجمعین [کشف النظر، ص ۱۱]

جن قراءات کے ناقل حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتنی بڑی جماعت ہو وہ یقیناً متواتر شمار ہوں گی۔

② مصاحفِ عثمانیہ پر حضرات صحابہ کا اجماع ہے اور یہ مصاحف قراءات عشرہ پر مشتمل تھے اسی وجہ سے ان کو حروف اور نقاط سے مجرد رکھا گیا تھا۔

③ امام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وقد انعقد الاجماع علی حجیة القراءات العشرة الخ

[البرھان فی علوم القرآن: ۳۲۲/۱، ۳۲۱]

④ نیز قراءاتِ متواترہ معتبرہ کے لیے حضرات محققین نے جو ضابطہ مقرر کیا ہے وہ ضابطہ بھی مروّجہ تمام قراءات پر صادق ہے۔

**ضابطہ:** ''❶...... جو قراءات نحوی وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کے موافق ہو۔

❷...... مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کی رسم کے مطابق ہو۔

❸...... صحیح اور متصل سند سے ثابت ہو جس میں یہ تینوں وجوہ پائی جائیں وہ قراءات صحیح ہے۔ [مقدمہ کشف النظر، حصہ دوم]

مناھل الفرقان میں ہے: جمع عثمانی میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے:

①...... مصحف میں وہ چیز درج ہو جس کے قرآن ہونے کا قطعی یقین ہو۔

②...... یہ معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دورِ تلاوت میں وہ باقی تھا۔

③...... جس کی صحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور منسوخ التلاوت نہ ہو۔'' [جلد ۱، ص ۱۵۰]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام کبیر ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بعض متاخرین نے قراءت کے مقبول ہونے میں تواتر کی شرط لگائی ہے اور سند کی صحت کو کافی نہیں سمجھا ہے، لیکن چونکہ انہی کی بعض وجوہ ایسی بھی ہیں جن میں تواتر نہیں پایا جاتا اس لیے ان میں شہرت اور استفاضہ کی شرط لگانی پڑے گی۔ [مقدمہ کشف النظر:۲/۷۸]

## 'سبعۃ احرف' کی دوسری تفسیر

معروف محقق ماہرفن علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''مجھے اس حدیث (سبعہ احرف) کے بارہ میں بہت عرصہ تردد، شبہ اور اشکال رہا ہے اور میں اس میں تیس سال سے زیادہ عرصہ تک سوچ بچار اور غور فکر کرتا رہا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر اس کا ایک مطلب منکشف فرما دیا ممکن ہے کہ وہ درست ہو (إن شاء اللہ) اور وہ یہ ہے کہ میں نے صحیح، شاذ، ضعیف، منکر اور تمام قراءتوں کی جستجو اور چھان بین کی تو ان کے اختلاف کی نوعیت کو ذیل کی سات قسموں سے باہر نہیں پایا انہی سات قسموں میں سے کسی نہ کسی طرح تغیر ہوتا ہے۔

① ......حرکات میں تغیر ہوجائے لیکن لفظ کے معنی اور صورت میں نہ ہو۔ جیسے ''بالبخل، بالبخل'' (اس میں چار وجوہ ہیں جن میں سے باقی دو ''بالبخل، بالبخل'' شاذ ہیں اور جیسے: ''یحسب، یحسب'' (اسی طرح قرح، قرح)

② ......حرکات اور معنی میں تغیر ہوجائے صورت میں نہ ہو جیسے: ''فتلقی آدم من ربہ کلمٰت'' اور ''فتلقی آدم من ربہ کلمت'' اور ''واد کر بعد امۃ'' اور ''امۃ'' (ابن عباس، زید بن علی، ضحاک، قتادہ، ابورجاء، شبیل بن عزوہ ضبعی، ربیعہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور ''امۃ'' طویل مدت کے اور ''امہ'' نسیان کے معنی میں ہے۔ [ھکذا فی لسان العرب]

③ ......حروف اور معنی میں تغیر ہوجائے۔ جیسے: ''تبلوا، تتلوا'' اور ''ننجیك ببدنك لتكون لمن خلفك'' اور ''ننحیك ببدنك''

④ ...... اس کے برعکس اور صورت میں تغیر ہوجائے لیکن معنی میں نہ ہو۔ جیسے کہ: ''بصطۃ، بسطۃ'' اور ''الصراط، السراط''

⑤ ......حروف، معنی، صورت، تینوں میں تغیر ہوجائے۔ جیسے ''أشد منكم، اشد منهم'' اور ''یاتل، یتال'' اور ''فاسعوا إلی ذکر اللہ'' اور ''فامضوا الی ذکر اللہ'' (عمرو ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اسی طرح ''کالعھن، کالصوف'' اور ''فو کذہ، فلکزہ''۔

⑥ ......تقدیم و تاخیر کا تغیر ہو۔ جیسے: ''فیقتلون ویقتلون'' اور ''فیقتلون و یقتلون'' اور شاذ قراءت پر ''وجاءت سکرۃ الحق بالموت'' (ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اسی طرح ''فاذا قھا اللہ لباس الخوف والجوع''

⑦ ......حروف کی زیادتی اور کمی کا تغیر ہو۔ جیسے: ''واوصیٰ، ووصّٰی'' اور شاذ قراءات پر ''والذکر والانثی'' اسی طرح ''فإن اللہ الغنی'' اور ''وما عملت أیدیھم'' (الخ) [مقدمہ کشف:۲/ص۴۶]

یہ تفسیر چند وجوہ سے مرجوح معلوم ہوتی ہے:

① ......قراءاتِ متواترہ میں مذکورہ اختلافات کے علاوہ بھی اختلافات موجود ہیں، مثلاً: اظہار، ادغام، روم، اتمام، تفخیم، ترقیق، حد، قصر، امالہ، تسھیل، ابدال وغیرہ۔ گو ان کو داخل کرنے کے لیے بعض علماء نے کچھ توجیہات بھی کی ہیں تاہم بظاہر یہ اختلافات مذکورہ بالا وجوہ سے خارج ہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

④......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سات مصاحف تیار کروانے کے بعد باقی تمام مصاحف کو جلانے کا حکم دیا، وہ دیگر لغات پر مشتمل قرآن پاک تھے۔ یہ تب ہوسکتا ہے جب کہ 'سبعۃ احرف' سے سبعہ لغات مراد لیے جائیں۔ مذکورہ بالاتفسیر کے مطابق اس کو صحیح کرنے کے لیے کافی کھینچا تانی کرنی پڑے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نزاع کرنے والے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنا معاملہ لے کر پیش ہوتے اوران کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سبعہ اَحرف والی حدیث ارشاد فرمادیتے تو فوراً ان کی تشفی ہوجاتی تھی ممکن ہے جب کہ احرف کی تفسیر، عام فہم معنی یعنی لغات ہی سے کی جائے ورنہ اگر احرف کو "أوجه سبعة لاختلاف اللفظ" کے معنی میں قرار دیا جائے تو ایسے غامض ودقیق معنی سے صحابہ کرامؓ کی تشفی نہ ہوتی اور وہ حضرات فوراً بول اٹھتے کہ یا حضرت وہ اوجہ سبعہ کون کون سے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوا معلوم ہوا کہ احرف بمعنی اوجہ نہیں بلکہ بمعنی لغات ہے۔[دفاع قراءات، ص۲۶۴]

**الحاصل**: 'سبعہ احرف' کا مصداق سبعہ لغات ہیں اُمت کے لیے سہولت پیدا کرتے ہوئے ہر قبیلہ کو اپنی لغت میں پڑھنے کی اللہ جل جلالہ نے اجازت مرحمت فرمائی جب اسلام عجم میں پھیلا تو یہی اِجازت فساد کا موجب بننے لگی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے باقی لغات کو ختم کرکے صرف لغت قریش پر قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیا اور مروّجہ قراءات متواترہ سب لغت قریش کے مطابق ہیں مصاحف عثمانیہ میں ان تمام قراءات کی گنجائش موجود تھی۔ مروّجہ قراءات کے تواتر پر اجماع اُمت ہے، ان کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ فقط واللہ اعلم

**(رئیس) مولانا مفتی محمد عبداللہ** **مولانا مفتی محمد اسحاق**

(دارالافتا جامعہ خیر المدارس، ملتان)

## [۴۰]

قراءات متواترہ حدیث حروف سبعہ کے مطابق اور صحیح سند اور تواتر حکمی سے ثابت ہیں اس لئے ان کا حکم یہ ہے:

① قرآن یا اس کے کسی جزو کا انکار کفر ہے۔

② کوئی اگر بعض قراءتوں کو تسلیم کرتا ہو مثلاً روایت حفص کو مانتا ہو اور دیگر کا انکار کرتا ہوں تو اس میں مندرجہ ذیل شقیں ہیں:

(ا) کسی محقق کے نزدیک دیگر قراءتوں کا تواتر ثابت نہ ہو اس وجہ سے ان کا انکار کرتا ہو۔ اس پر تکفیر نہ ہوگی۔

(ب): اس کو دیگر قراءتوں کا تواتر سے ثابت ہونا معلوم نہ ہو جیسا کہ عام طور پر عوام کو دیگر قراءتوں کا علم نہیں ہوتا اور صرف ان ہی لوگوں کا ان کو علم ہوتا ہے جو ان کے پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں۔ ایسی لاعلمی کی وجہ سے انکار پر بھی تکفیر نہ کی جائے گی البتہ ایسے شخص کو حقیقت حال سے باخبر کیا جائے گا۔

(ج): تواتر تسلیم ہونے کے بعد بھی انکار کرے تب بھی تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ حقیقتاً یہ تواتر ضروری وبدیہی نہیں بلکہ نظری وحکمی ہے جس کے انکار پر تکفیر نہیں کی جاتی۔ البتہ سخت گمراہی کی بات ہے۔[قراءات نمبر، ص۱۴۰]

امین احسن اصلاحی اور جاوید غامدی جو ان قراءات کا انکار کرتے ہیں کسی علمی بنیاد پر نہیں کرتے بلکہ محض قیاس آرائی سے کرتے ہیں اور یہ ان کی شدید گمراہیوں میں سے ایک ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


رہے منکرین حدیث جیسے غلام احمد پرویز اوراس کے ہم فکر لوگ تو یہ سنت وحدیث کی تشریعی حیثیت کو بگاڑنے اور قرآن پاک میں تحریف معنوی کرنے کی وجہ سے کافر ہیں ان کا قراءات متواترہ کا انکار کرنا بھی قرآن کی تحریف قبیل سے ہے۔کسی علمی اشکال پر مبنی نہیں ہے۔واللہ اعلم

**مولانا مفتی عبدالواحد**

(صدر دارالافتاء، جامعہ مدنیہ، لاہور)

## [۲۱]

## الجواب بعد البسلمة والحمدلة والتصلية والتسليمة

**قراء سبعہ کی قراءات تواتر سے نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں جن کی تغلیط اور انکار جائز نہیں ہے۔**

كما ذكره السيوطي رحمہ اللہ عن الزّركشي!"فالقرآن:هو الوحي المنزل على محمد ﷺ للبيان والإعجاز، والقراء ات اختلاف ألفاظ الوحي المذكور في الحروف أو كيفيتها، من تخفيف وتشديد وغيرهما، والقراء ات السبع متواترة عند الجمهور، وقيل بل مشهورة، قال الزركشي: والتحقيق أنها متواترة عن الأئمة السبعة"

[الإتقان في علوم القرآن للسيوطى:۷۵/۱،النوع الثاني إلى السابع والعشرين، سہیل اکیڈمی]

## انظر للتفصيل:

① [البرهان فى علوم القرآن للزركشى رحمہ اللہ:۲۲۱/۱، إلى ۲۳۲، دار الكتب العلمية بيروت]
② [فتح البارى شرح صحيح البخارى۔للعسقلانى رحمہ اللہ:۱۸/۹، دارإحياء التراث العربى بيروت]
③ [عمدة القارى شرح صحيح البخارى للعينى:۵۳۸/۱۳، تحت رقم الحديث۴۹۹۱۔ دارالفكر بيروت]
④ [امداد الاحكام لحكيم الأمة التهانوى قدس سرہّ۔۱۳۹/۱ومن ۱۲۶، -إلىٰ ۱۸۰۔مكتبه دارالعلوم كراچى]
⑤ [أحسن الفتاوىٰ لمفتى رشيد أحمد لدهيانوى:۴۹۴/۱، إلى، ۴۹۶۔ ايچ ايم سعيدكمپنى كراچى]
⑥ [ردّ المختار على دُرّ المختار ، الشامى:۳۵۸/۱، المكتبة الماجدية ، كوئٹه]

چونکہ جلدی اور مختصر جواب کا مطالبہ تھا بنا بریں اصل جواب مختصر لکھ کر مراجعت اور مزید تفصیل کے لیے مندرجہ بالا کتب کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔فقط واللہ أعلم بالصواب وعلمه أتم وأحكم.

**مفتی شیر محمد علوی** (سابق مفتی جامعہ اشرفیہ) **محمد ابوبکر علوی**

(دارالافتا جمیلی، مدرسہ خدام اہل سنت، تعلیم القرآن، وحدت روڈ، لاہور)



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## [۲۲]

قراءت سبعہ اہل سنت والجماعت کے ہاں متواتر ہیں۔اس بات کے درج ذیل قرائن ہیں:

① علماء اہل سنت کے نصوص صریحہ کہ یہ قرأت سبعہ متواتر ہیں۔ان نصوص کو کتب قراءت وتفسیر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

② سلف سے لے کر خلف تک مفسرین تفسیر کرتے وقت مختلف قراءتوں کا تذکرہ وتشریح کرتے ہیں۔مجھے یاد پڑتا ہے کہ زمخشری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ۱۲ مقامات پر قراءت عامہ کو چھوڑ کر دوسری قراءت کی تفسیر کی۔پھر قراءت عامہ کو (وقرء بکذا) سے تعبیر کیا۔

③ مختلف قراءتوں سے اہل مذاہب بالعموم اوراحناف بالخصوص استدلال کرتے ہیں۔اگر ان کے ہاں یہ حجت ہی نہ ہوں تو پھر استنباط واستدلال چہ معنی دارد؟

متقدمین میں جار اللہ زمخشری رحمہ اللہ اور پھر شیخ رضی نے شرح کافیہ میں اس کے تواتر سے انکار کیا ہے۔شیعہ علماء نے عموماً اور ابوالقاسم خوئی رحمہ اللہ نے خصوصاً ان کے تواتر پر سخت جرح کی ہے۔مگر کسی قراءت کا کسی شخص کی طرف منسوب ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ اس کا ایجاد کردہ ہے یا وہ اس میں متفرد ہے جس طرح کہ نحو کے اصحاب مذاہب میں ہے، دور حاضر میں امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ نے ان کے تواتر کا انکار کیا ہے۔تعجب ہے ان لوگوں پر جو حماسہ اور معلقات سبعہ کو تو متواتر تسلیم کرتے ہیں اور قراءاتِ سبعہ کے تواتر کے منکر ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف اعتقادی لغزش ہی نہیں بلکہ اُمت مسلمہ پر بہت بڑا ظلم بھی ہے، اس لیے کہ پھر نئے سرے سے اہل ضلالت یہ سوال قائم کریں گے کہ مختلف قراءتیں جب جائز نہیں تو پھر یہ کیا ہے؟ ہم نہیں سمجھتے کہ الزام تحریف سے کس طرح قرآن کو بچایا جائے گا اور ان احادیث کا کیا ہوگا جو مختلف قراءتوں کا اثبات کرتی ہیں؟

اللہ کرے کہ اُمت مسلمہ کسی نئی مشکل میں گرفتار نہ ہو۔

**مولانا محمد احمد واسطی**

دار الافتا منصورہ، لاہو

## [۲۳]

جناب مدیر ماہنامہ 'رشد' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے یاد فرمایا، شکرگزار ہوں۔علم قراءات اور حجیت قراءات کا موضوع بلا شبہ بڑا اہم ہے۔جس طرح علم تجوید آج کل دینی مدارس تک میں ایک Neglected علم ہے اور عموماً اس سے صرف نظر ہی کیا جاتا ہے اسی طرح علمی حلقوں میں حجیت قراءات کے ساتھ بھی یہی طرز عمل ہے۔بلکہ بیشتر لوگ علم قراءات، رسم عثانی اور اسی قبیل کے دوسرے علوم کے ساتھ سرے سے واقفیت ہی نہیں رکھتے۔اگر گستاخی پر محمول نہ فرمائیں تو کہہ دوں کہ بڑے بڑے علماء ومفتیان کرام بھی ان علوم سے نابلد...... دیہاتیوں کو چھوڑیئے، بڑے بڑے شہروں کے آئمہ کرام بھی قرآن غلط پڑھتے ہیں اور غلط ہی کو درست خیال کئے ہوئے ہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس قدر فقیہان حرم بے توفیق

آج کل چلن یہ ہے کہ ایک خاص طبقہ نے تولحن اور لہجہ ہی کو تجوید وقراءات سمجھ لیا ہے۔ بعض بے سمجھ ایسے بھی ہیں کہ سانس کی طوالت اور کانوں پر ہاتھ دھر کر تلاوت کو قراءت کا کمال خیال کرتے ہیں۔ اللہ سمجھ عطا کرے۔ آپ نے اس چارسو پھیلی تاریکی میں اس موضوع پر کام کرنے کے لیے عملی اقدام کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس سوچ میں برکت دے اور آپ کی مساعی کو شرف قبول عطا کرے اور آپ کے عمل سے علم تجوید وقراءات کی روشنی کو عام فرمائے۔

سچی بات ہے کہ میں تو عالم نہ ملا نہ فقیہ۔ جانے آپ نے مجھے کیوں خط لکھا اور اس وقیع علم پر راہ نمائی کا مطالبہ بھی کردیا۔ من دانم که من آنم

راہ نمائی تو وہ کرے جو خود منزل کو جانے، راستے کا علم رکھے، بھلا بھٹکا راہی بھی کبھی راستے کی نشاندہی کرسکتا ہے۔

آپ کا پہلا سوال: ''کیا مروّجہ قراءات عشرہ (جو مدارس میں پڑھی پڑھائی جارہی ہیں) کا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت موجود ہے؟'' پہلے یہ فرمایئے کہ یہ قراءاتِ عشرہ کون سے مدارس میں پڑھائی جارہی ہیں۔ صرف چند رکوعات رٹائے جارہے ہیں۔ انہی کو روایات کا نام دے کر محافل قراءت میں رعب داب قائم کیا جاتا ہے۔ اس رٹے ہوئے رکوعات کو چھوڑ کر قرآن کے کسی حصے سے تلاوت کرایئے ساری قلعی نہ کھل جائے تو داغ نام نہیں۔

رہی بات قرآن وسنت میں موجودگی کی تو اگر ان کا وجود کتاب وسنت میں نہ ہوتا تو یہ کب کی مٹ چکی ہوتیں، ختم ہو چکی ہوتیں۔ ان کا وجود بھی نہ ہوتا۔ عالم اِسلام ہی میں نہیں پوری دنیا میں ایک بھی ڈھونڈے سے نہ ملتا، جو ان قراءات عشرہ کو جانے اور سمجھے، ان کے مطابق تلاوت کرے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پورے عالم اسلام میں بلکہ افریقہ جیسے دور دراز علاقوں میں بھی ان قراءات کو جاننے، پڑھنے اور پڑھانے والے موجود ہیں۔ تورات، زبور، انجیل کا وجود برقرار رکھنا منظور ومقصود نہ تھا، قدرت کی طرف سے ان کا مٹنا اور محو ہونا ہی ہدف تھا۔ ساری دنیا میں تلاش کیجئے ان کتب کا کہیں وجود نہ ملے گا۔ قراءات کا باقی رکھنا مقصود الٰہی تھا اور ہے۔ جبھی تو چودہ سو برس بعد بھی یہ قراءات زندہ ہیں اور زندہ رہیں گی۔ اس لیے انکار قراءات والے ایڑی چوٹی کا زور لگالیں...... مٹ جائیں تو کہیے۔ جب تک قرآن کا وجود باقی، قراءات بھی باقی۔ قرآن انمٹ ہے، قراءات بھی انمٹ ہیں۔ آپ ثبوت مانگتے ہیں، تواتر اپنی ذات میں سب سے بڑا ثبوت ہے۔ اس ضمن میں اسلاف اُمت کی وہی رائے ہے جو تابعین کی تھی، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھی، جو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلکہ جو خود رب کائنات کی تھی اور ہے۔ یہی رائے اخلاف امت کی ہے۔ قراءات کی طلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اللہ سے کی۔ انہی قراءات کا درس آپ ؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو آگے منتقل کیا۔ یہ علم پوری دنیا میں پھیلا۔ اگر یہ مقدس علم کتاب وسنت کے منافی ہوتا تو کوئی تو اس کا راستہ روکتا۔ کوئی تو احمد بن حنبل رحمہ اللہ پیدا ہوتا۔ کوئی تو اس کے خلاف سنت ہونے کا فتویٰ لکھتا جس پر لوگ بھی صاد کرتے۔ آج اکادکا گولڈزیہر کے نقال اس کی بولی بولنے لگیں تو آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا۔ ان کو بولنے اور بھڑکنے دیجئے۔ سورج کی تابانی ساری دنیا کو روشن کرتی ہے۔ چمگادڑ کے شور سے یہ ٹکیہ ماند نہیں پڑتی، نہ سورج کی روشنی میں کمی آتی ہے۔


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

یہاں یہ ضرور عرض کروں گا کہ اس موضوع پر اسلم جیراج پوری اور علامہ تمنا عمادی رحمۃ اللہ علیہم نے کچھ لکھا ہے۔ ان حضرات کی تحریریں ایسی تو نہیں کہ انہیں درخور اعتناء خیال کیا جائے۔ تاہم علمی محاکمہ اور دلائل کے ذریعے محاسبہ اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے اور بذات خود علمی کام ہے، تحقیقی کام ہے۔ جس کی ضرورت ہے اور رہے گی۔ اس کام پر کسی عالم کو لگائیے جو عقلی اور نقلی دلائل سے قراءات کے خلاف بولنے والوں کو گنگ کردے۔

آپ کا تیسرا سوال ہے کہ جو لوگ قراءات متواترہ کا انکار کرتے ہیں، شرعی اعتبار سے ان کا کیا حکم ہے اور اُمت کو ان کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ واسلوب روا رکھنا چاہیے۔ میں کیا اور میری بساط کیا کہ منہ کھولوں۔ اس سوال کا جواب جبہ و دستار کے حاملین مفتیان کرام سے طلب کیجئے کہ یہ انہی کا منصب ہے۔ قلندر جز دو حرفے لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا۔

**پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر**
(مدیر ماہنامہ 'التجوید' فیصل آباد)

[۲۴]

## الجواب هو الموفق للصواب

قرآن کریم کی قراءات عشرہ حق اور منزل من اللہ ہیں انہیں نبی کریم ﷺ نے پڑھا اور حضور ﷺ سے صحابہ، صحابہ سے تابعین اور ان سے ہم تک پہنچا۔ قراءتِ عشرہ کا ثبوت اَحادیث صحیحہ متواترہ سے ملتا ہے۔

عن عمر بن خطاب قال سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان في حياة رسول الله ﷺ فاستمعت لقراء ته فإذا هو يقرأ على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسول الله ﷺ فكدت أساوره في الصلوٰة فتصبرت حتى سلم فلببته بردائه فقلت من أقرأك هذه السورة التى سمعتك تقرأ۔ قال أقرأنيها رسول الله ﷺ فقلت له كذبت فإن رسول الله ﷺ قد أقرأنيها على غير ما قرأت فانطلقت به أقوده إلى رسول الله ﷺ فقلت إنى سمعت هذا يقرأ سورة الفرقان على حروفٍ كثيرة لم تقرئنيها فقال أرسله اقرأ يا هشام فقرأ القراء ة التى سمعته فقال رسول الله ﷺ كذلك أنزلت ثم قال اقرأ يا عمر فقرأت القراء ة التى أقرأني فقال كذلك أنزلت إنَّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ما تيسر منه [صحيح البخاري:۲/۷۴۷]

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان اس طریقہ سے مختلف پڑھتے سنا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھا تھا اور یہ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہوا قریب تھا کہ میں حالت نماز میں ان پر جھپٹ پڑتا تو میں نے صبر کیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے میں نے ان کی چادر پکڑی اور انہیں کھینچا میں نے انہیں کہا کہ کس نے آپ کو یہ سورت پڑھائی جیسا کہ میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے سنا اس پر انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس سے مختلف طریقہ سے پڑھائی جس پر آپ نے پڑھا، میں انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا میں نے عرض کی


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یارسول اللہ ﷺ میں ان کو فرقان اس سے مختلف طریقہ سے پڑھتے ہوئے سنا ہے جس طریقہ پر آپ نے پڑھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو پھر حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم پڑھو چنانچہ انہوں نے اسی طرح پڑھا جس طرح کہ میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اسی طرح اتری ہے پھر مجھے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تم پڑھو تو میں نے پڑھی تو آپ نے فرمایا یہ اسی طرح اتری ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے، لہٰذا جس طرح سہولت ہو اسی طرح تم پڑھو۔''

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

" فی الحجة قراء ة القرآن بالقراء ات السبعة والروايات كلها جائزة ولكن أرى الصواب أن لا يقرأ القراء ة العجيبة بالإمالات وروايات الغريبة كذا في التاتارخانية"

[فتاویٰ هنديه فصل الرابع في القراء ة، ج،ص۷۹]

''حجہ میں ہے کہ سات قراءتوں اور تمام روایات میں قرآن کا پڑھنا درست و جائز ہے، لیکن میں اس بات کو صحیح سمجھتا ہوں کہ نامانوس قراءت میں امالات اور روایات غریبہ کے ساتھ نہ پڑھا جائے جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔''

فتاویٰ ردّ المختار میں ہے:

لأن بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون فيقعون فی الإثم الشقاء ولاينبغی للأئمة أن يحملوا العوام علی ما فيه نقصان دينهم ولا يقرأ عندهم مثل قراء ة أبی جعفر وابن عامر وحمزة وعلى الكسائي صيانة لدينهم فلعلهم يستخفون أو يضحكون وإن كان كل القراء ات والروايات صحيحة فصيحة ومشائخنا اختاروا قرا ء ة أبي عمرو حفص عن عاصم

[ردّ المختار فصل فی القرأة :۱/۳۶۴]

''اس لیے کہ بعض بے وقوف وہ کچھ کہیں گے جو وہ جانتے نہیں تو گناہ اور بدبختی میں مبتلا ہو جائیں گے اور ائمہ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ عوام کو اس بات پر ابھاریں جس میں ان کے دین کا نقصان ہے اور عوام کے دین کو بچانے کے لیے ان کے سامنے ابوجعفر، ابن عامر، علی بن حمزہ اور کسائی رحمہم اللہ کے قراءت میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اس کو ہلکا سمجھیں اور اس پر ہنسیں اگرچہ تمام روایات صحیح اور فصیح ہیں۔ ہمارے مشائخ نے ابوعمرو حفص رحمہ اللہ کی قراءات کو اختیار کیا ہے جو عاصم رحمہ اللہ سے مروی ہے۔''

فتاویٰ شامیہ میں ہے:

القرآن الذی تجوز به الصلوٰة بالاتفاق هو المضبوط في مصاحف الأئمة التی بعث بها عثمان إلی الأمصار وهو الذی أجمع عليه الأئمة العشرة وهذا هو المتواتر جملة وتفصيلا فما فوق السبعة إلی العشرة غير شاذ وإنما الشاذّ ما وراء العشرة وهو الصّحيح

[فتاویٰ شامية:۱/۴۸۶] والله أعلم بالصّواب

**مفتی غلام سرور قادری** **(نائب مفتی) حافظ رب نواز**

(دارالافتاء، جامعہ رضویہ، ماڈل ٹاؤن لاہور)

**[۲۵]**

**الجواب:**

www.KitaboSunnat.com



قرآن عظیم کی دسوں (۱۰) قراءتیں حق اور دسوں منزل من اللہ، دسوں طرح حضور سید عالم ﷺ نے پڑھا اور حضور ﷺ سے صحابہ، صحابہ سے تابعین، تابعین سے ہم تک پہنچا تو ان میں ہر ایک کا پڑھنا بلاشبہ قراءت قرآن ونور ایمان ورضائے رحمان ہے۔ باایں ہمہ علماء نے ارشاد فرمایا: کہ جہاں جو قراءت رائج ہو نماز وغیر نماز میں عوام کے سامنے وہی قراءت پڑھیں۔ دوسری قراءت جس سے ان کے کان آشنا نہیں نہ پڑھیں۔ مبادا وہ اس پر ہنسنے اور طعن کرنے سے اپنا دین خراب کرلیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ في الحجة قراء ة القرآن بالقراء ات السبعة والروايات كلها جائزة ولكنى أرى الصواب أن لا يقرأ القراء ة العجيبة بالإمالات والروايات الغريبة كذا فى التاتارخانية [فصل الرابع فى القراء ة:۷۹/۱] ''حجہ میں ہے کہ ساتوں قراءت اور تمام روایات میں قرآن مجید پڑھنا جائز ہے، لیکن میں اس بات کو درست سمجھتا ہوں کہ نامانوس قراءت میں امالات اور روایات غربیہ کے ساتھ قرآن مجید نہ پڑھا جائے، جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔''

ردّ المختار میں ہے: لأن بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون فيقعون فى الإثم والشقاء ولا ينبغى للأئمة أن يحملوا العوام على ما فيه نقصان دينهم ولا يقرأ عندهم مثل قراء ة أبى جعفر وابن عامر وعلى بن حمزة الكسائى صيانة لدينهم فلعلهم يستخفون أو يضحكون وإن كان كل القراء ات والروايات صحيحة فصيحة ومشائخنا اختاروا قراء ة أبى عمرو حفص عن عاصم [فصل فى القراء ة:۳۶۴/۱] من التاتارخانیہ، عن فتاویٰ الحجة .

''اس لیے کہ بعض بیوقوف وہ کچھ کہیں گے جو وہ جانتے نہیں ہیں تو گناہ اور بدبختی میں مبتلا ہو جائیں گے اور ائمہ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ عوام کو اس چیز پر برانگیختہ کریں جس میں ان کے دین کا نقصان ہے اور عوام کے دین کو بچانے کے لیے ان کے پاس ابوجعفر، ابن عامر، علی بن حمزہ اور کسائی رحمہم اللہ کی قراءۃ میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ اس کو ہلکا جانیں اور اس پر ہنسیں۔ اگرچہ تمام قراءات و روایات صحیح اور فصیح ہیں۔ ہمارے مشائخ نے ابوعمرو حفص رحمہ اللہ کی قراءۃ کو اختیار کیا ہے جو عاصم رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیلی یعنی کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اُسے محتمل جانے تو بالاجماع کافر مرتد ہے کیونکہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے، اللہ عزوجل سورۃ حجر میں فرماتا ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ﴾ [آیت:۹] ''بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔'' [بحوالہ فتاویٰ رضویہ:۲۵۹/۱۴] امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی صفحہ ۳۶۴ میں بہت سے یقینی اجماعی کفر بیان کرکے فرماتے ہیں: وكذلك ومن أنكر القرآن أو حرفا منه أو غير شيئا منه أو زاد فيه ''یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اُس میں سے کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتائے۔''

(نائب مفتی) **مولانا محمد تنویر القادری**

(دار الافتا، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تاریخ قراءات

قاری محمد ابوبکر العاصم*

نظر ثانی: قاری محمد ادریس العاصم**

# اہل حدیث قراء کرام کے مشائخ عظام

''برصغیر پاک و ہند میں تجوید وقراءات کے آغاز وارتقاء'' کے ضمن میں ماہنامہ رُشد قراءات نمبر (حصہ اول) میں شیخ المشائخ قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ اور شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ کے تفصیلی نگارشات کو پیش کیا گیا تھا، جس کے آخر میں برصغیر پاک و ہند میں اہل حدیث قراء کرام کی تجوید وقراءات میں خدمات کی بھی تفصیلی وضاحت بطور اضافہ کردی گئی تھی۔ زیر نظر مضمون اُسی سلسلہ میں لکھی گئی دوسری تحریر ہے، جو شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ کے فرزند اَرجمند قاری ابوبکر العاصم حفظہ اللہ نے لکھی ہے، جس میں جہاں یہ کوشش کی گئی ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ جماعت اہل حدیث میں یہ علم کس طرح منتقل ہوا، وہیں دیوبندی مکتب فکر کی تجوید وقراءات کے باب میں خدمات کا بھی ایک مختصر جائزہ پیش کر دیا گیا ہے۔

یہ بات شک وشبہ سے بالا ہے کہ غیر منقسم ہندوستان، جوکہ بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کی صورت میں دنیا کے نقشہ پر موجود ہے، میں علم تجوید وقراءات کو منتقل کرنے اور پھر اسے فروغ دینے میں دیوبندی قراء حضرات کی خدمات دیگر مسالک کے مقابلے میں زیادہ نمایاں ہیں، جن میں بعدازاں اہل حدیث قراء اور بریلوی مجودین نے بھی اپنا حصہ شامل کیا۔ ان تمام مسالک کی مساعی جمیلہ سے برصغیر پاک وہند میں آج یہ علم پھر سے زندہ ہوگیا ہے، جس کے فروغ میں فرقہ وارانہ تعصّبات کو دور رکھ کر تمام مکاتب فکر کی مشترکہ ہمہ جہت کاوشوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ [ادارہ]

اللہ وحدہ لاشریک نے اپنے آخری کلام بے مثال یعنی قرآن مجید فرقان حمید میں اپنے بھیجے ہوئے انبیاء ورسل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ان انبیاء کے واقعات وقصص بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے مقربین میں شمار کرلیتے ہیں چاہے وہ مردوں میں سے ہو یا خواتین میں سے جیسا کہ اللہ وحدہ لاشریک اپنے قرآن میں بیان بھی فرما رہا ہے:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾

یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان ہورہا ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرما رہا ہے کہ ''ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہترین واقعہ پیش کرتے ہیں، اس قرآن سے جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب وحی کے

* مدرس المدرسة العالية تجويد القرآن، جامع مسجد لسوڑی والی، لاہور

** مدیر المدرسة العالية تجويد القرآن، جامع مسجد لسوڑی والی، لاہور



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ذریعے نازل کیا ہے اور یقیناً آپ ﷺ اس سے پہلے اس واقعہ سے بے خبر تھے۔'' [یوسف:۳]

ایسے ہی مختلف انبیاء علیہم السلام کے واقعات کا تذکرہ قرآن حکیم میں ہوا ہے جیسے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ [مریم:۴۱]

یعنی ''اور اس کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کریں بے شک وہ بڑے سچے نبی تھے۔''

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾ [مریم:۵۱]

یعنی ''اور اس کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیجئے جو بڑے مخلص رسول اور نبی تھے۔''

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾ [مریم:۵۴]

یعنی ''اور اس کتاب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ کیجیے وہ بڑے وعدے کے سچے رسول اور نبی تھے۔''

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ [مریم:۵۶]

یعنی ''اور اس کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کیجئے وہ بھی بڑے صادق پیغمبر تھے۔''

ان آیات بینات سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ رب العزت کا حکم ہے کہ نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جائے، کیونکہ یہ حضرات اپنے کارناموں کی وجہ سے اور اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے زندہ ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

الجاھلون فموتی قبل موتھم
والعالمون وان مّا توفا حیاء

یعنی ''جہلاء تو مرنے سے پہلے ہی مردوں میں شمار ہوتے ہیں اور علماء کرام مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔''

اسی طرح ایک اور شعر ہے:

افو العلم حي خالد بعد موته
وأوصاله تحت التراب رحيم

یعنی ''عالم مرنے کے بعد بھی جب کہ اس کی ہڈیاں تک مٹی میں مل چکی ہوتی ہیں زندہ رہتا ہے۔''

ماہنامہ 'الرشد' کے پچھلے شمارے (جو قراءات نمبر کی جلد اوّل تھی) میں مسلک اہل حدیث کے بعض نامور قراء اور علماء کا تذکرہ کیا گیا جو تجوید وقراءت کے ماہر تھے، اس علم سے شغف رکھتے تھے، اس کو محبوب جانتے تھے اور اس علم کی ترویج واشاعت میں ہر دم کوشاں رہتے تھے۔ اسی ضمن میں راقم الحروف کچھ مزید نام بیان کرنا چاہے گا۔

بطل حریت حضرت مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے چینیاں والی مسجد میں تقسیم ہند سے قبل ہی تجوید وقراءت کا مدرسہ قائم کیا تھا۔ مدرسہ تجوید القرآن چینیاں والی لاہور کا قدیم ترین ادارہ تھا اور اس سے پہلے لاہور میں تجوید وقراءت کا کوئی ادارہ نہیں تھا۔ اس عظیم مرکز سے مسلک اہل حدیث اور غیر اہل حدیث مسالک میں بہت جلیل القدر قراء کرام پیدا ہوئے جن کا تذکرہ گذشتہ شمارے میں ہو چکا ہے۔ اس عظیم الشان مرکز تجوید وقراءت سے حضرت مولانا قاری فضل کریم رحمہ اللہ، حضرت مولانا قاری محمد شریف رحمہ اللہ، حضرت قاری محمد اسماعیل رحمہ اللہ اور استاذ القراء والمجودین قاری المقری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ جیسے نامور قراء وابستہ رہے اور شاندار علمی خدمات انجام دیں۔

اسی طرح استاذ القراء قاری عبد الوہاب مکی رحمہ اللہ جامعہ رحمانیہ میں کئی سال تجوید وقراءت پڑھاتے رہے جہاں



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


ان سے بہت بڑی تعداد میں طلباء اور طالبات نے استفادہ کیا۔

حضرت مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی اپنی یہ کیفیت تھی کہ قرآن مجید کو بڑے صحیح اور تجوید کے قواعد کے مطابق اور بڑے سوز و گداز سے پڑھتے تھے اور آپ کا قرآن سن کر سننے والوں کی آنکھیں پُرنم ہوجاتی تھیں۔ اسی طرح آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ حضرت قاری فضل کریم رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ وہ بھی قرآن حکیم بڑا عمدہ اور قواعد تجوید کے مطابق پڑھا کرتے تھے اور ان کی تلاوت بھی دلوں میں اترتی چلی جاتی تھی۔

چینیاں والی مسجد کے امام حافظ محمد بشیر بھوجیانوی جو کہ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی ① کے رشتہ دار تھے بہت خوبصورت اور تجوید کے مطابق قرآن پڑھا کرتے تھے۔ حافظ بشیر صاحب کے استاذ محترم حافظ محمد سلیمان بھوجیانوی رحمہ اللہ بڑا عمدہ، خوبصورت اور تجوید کے مطابق قرآن پڑھا کرتے تھے۔

چینیاں والی مسجد اور لسوڑیوالی مسجد دونوں مساجد میں ایک صاحب حافظ محمد شریف رحمہ اللہ امام رہے ہیں۔ یہ حافظ محمد شریف رحمہ اللہ بھی قرآن کو تجوید کے قواعد کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ بڑی خوبصورت آواز کے مالک تھے اور لوگ بڑی دور دور سے ان کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ حافظ محمد شریف رحمہ اللہ کی عمدہ پڑھت کی تعریف اہل حدیث حضرات تو کرتے ہی تھے دیوبندی اور بریلوی حضرات بھی ان کی خوبصورت آواز اور ادا کے معترف تھے۔

میر محمد ضلع قصور کو بہت نامور قراء کرام کا مسکن ہونے کا شرف حاصل ہے جن میں استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ، فخر القراء قاری محمد سلمان میر محمدی حفظہ اللہ، قاری محمد صہیب میر محمدی حفظہ اللہ، قاری محمد عمران یوسف میر محمدی حفظہ اللہ اور ان کے والد ماجد جناب قاری محمد یوسف میر محمدی رحمہ اللہ بڑے نمایاں نام ہیں۔ قاری محمد یوسف میر محمدی رحمہ اللہ استاذ القراء حضرت قاری المقری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ کے بڑے لاڈلے شاگرد تھے۔ ان کا جوانی میں ہی انتقال ہوگیا تھا۔ بڑے خوبصورت، خوب سیرت اور خوش گلو قاری تھے۔

بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ یہ میر محمد تقسیم ہندوستان سے پہلے بھی تجوید و قراءت کا ایک بڑا اہم مرکز تھا جس میں حضرت حافظ محمد میر محمدی رحمہ اللہ طالب علموں کو قرآن کریم اور تجوید و قراءت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے علماء کرام قرآن اور تجوید و قراءت کی تعلیم کے لیے میر محمد تشریف لاتے تھے۔ انہی مشہور و معروف علماء میں ایک نام شیخ الحدیث حافظ محمد عبد اللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ کا بھی ہے جو کہ استاذ القراء حافظ محمد میر محمدی رحمہ اللہ سے میر محمد میں استفادہ کرتے رہے ہیں۔

تجوید و قراءت پر تصنیفی و تحقیقی کام میں بھی گذشتہ اَدوار سے ہی علماء اہل حدیث سرگرم رہے ہیں ان میں شیخ الحدیث محمد عبدہ الفلاح رحمہ اللہ نے علوم القرآن اور خصوصاً تجوید و قراءت پر مختلف رسائل و جرائد میں بڑے تحقیقی اور علمی مضامین تحریر کیے۔ اسی طرح علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ نے بھی تجوید اور اس کی اہمیت سے متعلق مضامین تحریر کیے جو مختلف جرائد و رسائل میں طبع ہوئے۔ لازمی امر ہے کہ یہ کام وہی شخص کرے گا جو تجوید سے محبت اور شغف رکھتا ہوگا۔

یہ ایک مختصر سا مضمون ذہن میں محفوظ کچھ یادوں سے ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن کی خدمت میں ہمہ وقت مشغول رکھے اور روزِ محشر ہمیں خادمین قرآن میں شمار کرے۔ آمین یا رب العالمین

بعد اَزاں عرض کرتا ہوں کہ جیسا کہ تذکرہ کیا گیا کہ نامور اساتذہ تجوید وقراءات مسلک اہل حدیث کے مدارس سے وابستہ رہے اور انہوں نے وہاں بڑی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ انہی نامور قراء کرام کے حالات کا آئندہ صفحات میں تذکرہ ہوگا۔

## ① شیخ المشائخ قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ

### نام ونسب

آپ کا نام اظہار احمد بن اعجاز احمد بن منشی ابراہیم احمد تھانوی تھا۔ آپ ۹ رذیقعدہ بروز منگل بمطابق ۱۹۳۰ء کو مشہور قصبے تھانہ بھون میں پیدا ہوئے۔

### ابتدائی تعلیم

چھ سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم مدرسہ امداد العلوم جو خانقاہ امدادیہ میں واقع تھا، سے شروع کی۔ سب سے پہلے قرآن پاک حفظ کیا۔ پھر نحو وصرف کی کتب، تاریخ، سیرت، اَدب، منطق، فقہ کی ابتدائی کتب کافیہ، فصول اکبری اور نفحۃ الیمن اور اس کے علاوہ عربی کتب بھی پڑھیں۔

### مظاہر علوم سہارنپور میں حصول تعلیم

مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون سے فراغت کے بعد آپ مزید تعلیم کے لیے مظاہر العلوم سہارنپور تشریف لے گئے۔ وہاں اپنے وقت کے نامور اَساتذہ سے استفادہ فرمایا اور دورہ حدیث کیا۔ مظاہر العلوم میں دورہ حدیث کرنے کے دوران آپ مدرسہ تجوید القرآن سہارنپور میں استاذ القراء قاری عبدالخالق رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہے اوران سے بھی مشق، حدر اور تجوید میں استفادہ فرمایا۔

### پاکستان آمد

جولائی ۱۹۴۷ء میں آپ مظاہر العلوم سے فارغ ہوئے اور بعد اَزاں قیام پاکستان کے فوراً بعد پاکستان تشریف لے آئے۔ یہاں آ کر سب سے پہلے آپ نے جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں تدریس کی اور بعد ازاں دارالعلوم اسلامیہ پرانی انارکلی میں درس نظامی کی کتب پڑھانا شروع کیں۔ اس کے علاوہ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور اَدیب فاضل کے امتحانات بھی نمایاں طور پر پاس کیے۔

### اَدبی ذوق

حضرت قاری صاحب میں ادبی ذوق اور صحافتی طرزِ نگارش حضرت مولانا اسعد اللہ شاہ رحمہ اللہ کی صحبت میں پروان چڑھا تھا۔ اسی لیے مختلف ملکی اور غیر ملکی اخبارات اور جرائد میں مضامین لکھنے کا سلسلہ تمام زندگی جاری رہا۔ روزنامہ انقلاب میں تو سنڈے ایڈیشن کے انچارج بھی رہے۔ اس کے علاوہ آپ کے مضامین 'دارالعلوم دیوبند'، 'الحق'

'الاعتصام'، 'التجوید'، 'اُردو ڈائجسٹ' اور اخبارات میں روزنامہ 'نوائے وقت'، 'جنگ' اور 'انقلاب' وغیرہ میں چھپتے رہے۔ اس کے علاوہ بعض مضامین مثلاً حرف ضاد کی صحیح اَدائیگی سے متعلق مضامین سعودی عرب کے اَخبارات میں بھی چھپتے رہے۔

۱۹۵۳ء میں امام القراء حضرت مولانا قاری المقری عبد المالک رحمہ اللہ ٹنڈوالہ یار سے لاہور تشریف لائے اور دارالعلوم اسلامیہ میں تدریس کا آغاز فرمایا۔ حضرت قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ آپ کے اوّل دن سے جانثار خدام میں شامل ہوئے اور آپ سے مسلسل سات سال تک استفادہ فرماتے رہے اور تجوید و قراءات سبعہ وعشرہ کی تکمیل فرمائی اور فن تجوید و قراءات میں مہارت تامہ حاصل کی۔

## تدریسی خدمات دارالعلوم اسلامیہ

اسی دوران آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ آپ نے اپنے استاد گرامی کے نائب کے طور پر کام کیا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قابل فخر استاذ کو اپنے لائق ترین شاگرد پر کس قدر اعتماد تھا اور یہ اعتماد بے جا بھی نہ تھا، کیونکہ دراصل امام القراء نے حضرت قاری صاحب میں موجود گوہر پوشیدہ کو بھانپ لیا تھا۔ انہیں اپنی خداداد بصیرت کی بدولت معلوم ہو گیا تھا کہ آگے چل کر حضرت استاذ محترم پاکستان میں تجوید و قراءات کے فروغ میں زبردست کردار اَدا کریں گے، لہٰذا حضرت امام القراء نے اسی نہج وخطوط پر آپ کی سات سال تک تربیت کی اور اپنی نگرانی میں تدریس کا کام کروایا۔ وگرنہ تجوید و قراءات کے نصاب سے فراغت تو پانچ سال کے عرصہ میں ہو جاتی ہے۔ ۳۰ر دسمبر ۱۹۵۹ء بروز منگل کو حضرت امام القراء قاری المقری عبد المالک رحمہ اللہ اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ اپنے استاذ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ آپ دارالعلوم اسلامیہ میں تقریباً نو سال پڑھانے کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن مکھڈ تشریف لے گئے۔ یہاں حضرت نے ایک سال کا عرصہ گزارا لیکن اپنی اہلیہ کی علالت کی بنا پر چھوڑ دیا۔ جب یہاں سے عید کی چھٹیاں ہوئیں تو حضرت نے دو عدد جانور خریدے اور وہاں سے لاہور تشریف لے آئے۔ ایک جانور آپ نے اپنے لیے رکھا اور ایک اپنے استاد محترم امام القراء حضرت قاری عبد المالک رحمہ اللہ کو تحفتاً پیش کیا۔

## مدرسہ تجوید القرآن مسجد چینیانوالی لاہور

حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ آپ کے پاس مدرسہ زینت القرآن پرانی انارکلی میں تشریف لے گئے اور حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو مسجد چینیانوالی میں آنے کی دعوت دی۔ قاری صاحب رحمہ اللہ نے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی شخصیت کو عزت بخشتے ہوئے وہاں تشریف آوری کا وعدہ فرمایا۔ اس وعدہ کو پورا کرتے ہوئے آپ ۱۹۵۸ء میں مسجد چینیانوالی میں جلوہ افروز ہوئے اور ۱۹۶۲ء تک پانچ سال کے عرصہ میں بڑی دل جمعی سے خدمات قرآن سرانجام دیں۔ یہاں سے آپ کے بے شمار تلامذہ تیار ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے ۱۹۶۳ء سے ۱۹۸۱ء تک تقریباً ۱۸ سال کا عرصہ مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور میں پڑھایا۔ یہ مدرسہ ہذا کا زریں اور روشن ترین دور ہے اور اسی دور میں مدرسہ مذکورہ کا نام علم وفن کے لحاظ سے شہرت کی بلندیوں کو چھونے لگا اور بعد ازاں ۱۹۸۱ء سے ۱۹۹۱ء تک بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد میں تجوید و قراءات، حدیث و فقہ اور تفسیر کی تدریسی خدمات سر


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


انجام دیں۔

## تصانیف

آپ نے پاکستان کے مدارس کے لیے عام فہم، جامع اور دلکش تجوید وقراءت کی نصابی کتب پر کام کیا اور سالہا سال کی طویل محنت کے بعد طلباء کی تعلیمی ضروریات کو مدنظر رکھ کر کتب تالیف فرمائیں جو کہ درج ذیل ہیں:

① جمال القرآن مع حواشی جدیدہ
② تیسیر التجوید مع حواشی مفیدہ
③ مقدمة الجزریہ وتحفة الاطفال کا اردو ترجمہ
④ خلاصتہ التجوید
⑤ مجموعہ نادرہ
⑥ الجواہر النقیہ شرح مقدمة الجزریہ
⑦ الحواشی المفہمة فی شرح المقدمة جو کہ علامہ جزری رحمہ اللہ کے بیٹے کی کتاب ہے اس کا ترجمہ کیا
⑧ شرح شاطبیہ مفصلاً (اُردو)
⑨ أمانیہ شرح شاطبیة (اردو)
⑩ توضیح المرام فی وقف حمزة وهشام
⑪ تنشیط الطبع فی إجرء السبع محشی (اردو)
⑫ الدراری شرح الدرة
⑬ إیضاح المقاصد شرح عقیلہ
⑭ شجرة الاساتذہ فی أسانید القراء ات العشر المتواترة
⑮ المرشد فی مسائل التجوید والوقف
⑯ اَخلاقِ محمدی
⑰ پیغام رمضان (اردو)
⑱ تقاریر ابوداؤد شریف (اردو)

## طریقہ تدریس

حضرت قاری صاحب تدریس میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ بہت آسان اور عام فہم انداز میں کتب تجوید پڑھاتے۔ شاطبیہ، درة اور رائیة کا پہلے لفظی ترجمہ کرتے پھر بامحاورہ ترجمہ کرتے، پھر صرفی نحوی ترکیب، پھر تشریح وتوضیح، پھر قراءت کا بیان اور بعض مواقع پر جہاں ضروری ہوتا قراءت اور رسم کی توجیہات بھی بیان کرتے۔ قراءت پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا بھرپور انداز میں دلائل کے ساتھ رد کرتے۔ غرض آپ کا اسلوب تدریس بھی ایک شاہکار ہوتا۔ آپ مسجد چینیانوالی میں جب پڑھاتے تو اردو کے علاوہ بعض طلباء جو ایران اور افغانستان سے آتے تو ان کو فارسی میں پڑھاتے اور جب اسلام آباد میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں تشریف


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


لے گئے تو وہاں عربی میں پڑھایا کرتے تھے۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۹۱ء تک بارہا المقدمة الجزرية، الشاطبية، الدرة، الوجوه المسفرة، ناظمة الزهر، رائية اور طيبة النشر طلبا کو پڑھائیں۔

آپ سے پڑھنے والے طلبہ کتاب پڑھنے کے بعد دل سے آپ کے حق میں دعا کرتے۔ تجوید وقراءت کی تدریس کے علاوہ آپ نے حدیث فقہ تفسیر اور صرف ونحو کی کتب بھی پڑھائیں۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ ایک بلند پایہ محدث تھے۔ اس لیے کہ آپ نے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی میں صحیح مسلم اور سنن ترمذی کا درس دیا۔ عظیم فقیہ تھے۔ اس لیے کہ آپ نے قدوری، کنز اور هدایه متعدد بار پڑھائیں۔ لاجواب نحوی تھے کہ آپ نے متعدد بار هداية النحو، کافیه، شافیه اور شرح جامی پڑھائیں اور زبردست مفسر تھے کہ تقریباً تیس پینتیس سال تک تفسیر قرآن کا درس دیا۔ جو لاہور کے کچھ نہایت علمی دروس میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر ابن کثیر بھی اسلامک یونیورسٹی میں پڑھائی۔

آپ اردو عربی اور فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ فی البدیہہ اشعار کہہ ڈالنا آپ کا مخصوص طرۂ امتیاز تھا۔

## عربی لہجوں پر عبور

ان تمام زبردست تدریس اور تالیفی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کو عربی لہجوں پر زبردست عبور تھا۔ طوطی ہند امام القراء حضرت قاری عبد المالک رحمہ اللہ کے تمام لہجوں کے امین تھے۔ اپنے عالی قدر استاذ سے خوب اور بھرپور انداز میں لہجوں کو حاصل کیا۔ اس کے علاوہ شیخ رفعت رحمہ اللہ سے نہایت متاثر تھے۔ آپ ان کی تلاوت بھی سنتے اور پھر فرماتے کہ شیخ رفعت رحمہ اللہ تلاوت بھی فرماتے ہیں اور تفسیر بھی سمجھاتے ہیں، بعض اوقات ایسے بھی ہوا کہ تلاوت سنتے سنتے آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ تلاوت میں ویسے تو تمام لہجوں پر عبور تھا مگر ترتیل میں حجازی اور حدر میں مایہ لہجے کو بہت محبوب رکھتے۔ فجر کی نماز میں حسینی اور رکب پڑھتے تھے۔ خوبصورت آواز اور لہجوں کے خود بھی مالک تھے اور خوبصورت لہجوں اور آواز کو محبوب بھی رکھتے تھے۔

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے خوبصورت لہجوں کے آپ کے سب رفقاء بھی معترف تھے۔ بروایت قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ آپ کے ایک ساتھی قاری صاحب سے سنا کہ میں حضرت قاری المقری قاری حسن شاہ نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوران گفتگو لحون عربیہ سے متعلق گفتگو میں جب میں نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ حضرت قاری اظہار احمد رحمہ اللہ لہجوں سے واقف ہیں۔ حضرت قاری حسن شاہ رحمہ اللہ نے فرمایا بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ ہمارے استاذ حضرت قاری عبد المالک رحمہ اللہ کے لہجوں کے امین ہیں اور اپنے تلامذہ کو بھی بہت اچھے پیمانے پر سکھاتے ہیں۔

## آپ کے نامور شیوخ

① مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ وہ روزانہ یادداشت کے لیے ایک بسکٹ حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے دم کرواتے اور کھالیتے اس کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو اپنی استعمال کی ٹوپی بھی عطاء فرمائی۔


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

② حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ
③ حضرت مولانا مدثر بنگالی رحمہ اللہ
④ حضرت مولانا قاری مفتی سعید احمد اجراڑوی رحمہ اللہ
⑤ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ
⑥ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیملپوری رحمہ اللہ
⑦ حضرت مولانا خلیفہ اعجاز احمد رحمہ اللہ
⑧ حضرت مولانا محی الدین بنگالی رحمہ اللہ فاضل دارالعلوم دیوبند جو بعدازاں دارالعلوم ڈھاکہ کے مفتی بھی رہے۔
⑨ حضرت مولانا اسعد اللہ شاہ رحمہ اللہ
⑩ اور علم تجوید وقراءات کے بے تاج بادشاہ امام القراء حضرت قاری المقری عبدالمالک رحمہ اللہ

## اکابر ہم عصر قراء کی نظر میں

بیش بہا اوصاف اور کمالات حمیدہ کی بدولت حضرت استاد القراء کو دنیا عرب وعجم نے داد تحسین اور توصیفی کلمات سے نوازا۔

شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ نے فرمایا کہ میرے استاذ مکرم الشیخ القاری المقری عبد الفتاح السید العجمی المرصفی رحمہ اللہ نے فرمایا شیخ اظہار پاکستان کے علامہ اور تجوید وقراءات کے ماہر ہیں۔

شیخ محمود خلیل الحصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شیخ اظہار تجوید وقراءات کے علوم میں پاکستان میں نمایاں نام ہے۔

ملائیشیا کے شیخ حسن الازہری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت استاذ القراء سے مشق کی اور تجوید وقراءات کے مسائل میں استفادہ کیا۔ پھر فرمایا کاش میرے پاس اس قدر وقت ہوتا کہ آپ سے باقاعدہ طور پر استفادہ کرسکتا۔ جب حضرت قاری صاحب سعودی عرب بحیثیت جج گئے تو وہاں شیخ الازھری رحمہ اللہ بھی جج بن کر تشریف لائے تھے اس دور میں ان سے استفادہ فرمایا۔

مصر کے تجوید وقراءات کے مشہور اساتذہ عظام فضیلۃ الشیخ عبد الحی زہران رحمہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ عبد الغفور مصری رحمہ اللہ نے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو شیخ القراء فی بلاد الباکستان کے لقب سے یاد کیا۔ حضرت امام القراء قاری المقری عبدالمالک رحمہ اللہ کی نظر میں حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کا کیا مقام تھا۔ یہ حضرت قاری شاکر انور رحمہ اللہ سے بروایت حضرت الشیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ راقم نے سنا، کہ والد صاحب قبلہ (یعنی حضرت قاری عبدالمالک رحمہ اللہ) ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ اگر کچھ بننا ہے تو قاری اظہار احمد رحمہ اللہ کی مانند بنو کہ عالم بھی زبردست ہیں اور قاری بھی شاندار ہیں۔ ایسے ہی حضرت قاری حسن شاہ رحمہ اللہ نے حضرت الشیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ سے فرمایا کہ قاری اظہار رحمہ اللہ ایسی علمی شخصیت ہیں کہ اگر شرح شاطبیہ عربی میں لکھنا چاہیں تو بلاتکلف لکھ سکتے ہیں۔

استاذ القراء والمجودین قاری محمد شریف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فن تجوید وقرآءت پر قلم اٹھانا درحقیقت قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ کا ہی حق بنتا ہے، کیونکہ ان کو جملہ علوم اور بالخصوص فن تجوید وقراءات پر کما حقہ عبور حاصل ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


حضرت قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ نے استاذ القراء والمجودین شیخ قاری فتح محمد پانی پتی رحمہ اللہ کی رائیہ کی شرح أسہل الموارد میں شیخ موصوف سے کسی تسامح کا ذکر کیا تو انہوں نے جوابی خط میں آپ کی بے حد تحسین فرمائی اور آپ کی تحقیق کو درست قرار دیا۔

حضرت استاذ القراء والمجودین قاری عبدالوہاب مکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ الاستاذ الفاضل مولوی حافظ قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ علوم قرآءت کے علاوہ دیگر علوم حدیث، فقہ اور تحریر وتقریر کے فنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔

استاذ القراء حضرت قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ جب مدرسہ تجوید القرآن میں تجوید وقراءت پڑھاتے تھے اس وقت ان کے ساتھ حضرت مولانا بدیع الزمان رحمہ اللہ، فاضل دیوبند، ترجمہ اور عربی کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ جب کوئی آدمی مولانا بدیع الزمان رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھتا تو مولانا رحمہ اللہ سب سے پہلے سوال کرتے کہ مولانا اظہار احمد رحمہ اللہ موجود ہیں۔ اگر کہا جاتا کہ موجود ہیں تو فرماتے کہ قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھو اور اگر کہا جاتا کہ موجود نہیں تو مسئلہ بتا دیتے تھے۔

حضرت استاذ القراء رحمہ اللہ کو فن تحریر کے ساتھ فن تقریر پر بھی مکمل عبور تھا اور کیوں نہ ہوتا آپ امیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے عاشق زار تھے۔ شورش کاشمیری رحمہ اللہ کے ساتھ کام کرتے رہے، لیکن آپ کی تقریر کا انداز حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے بہت ملتا تھا۔ نرم لہجے میں انتہائی موثر انداز اختیار کرتے ہوئے ایسا سماں باندھ دیتے کہ سامع اپنے آپ کو اسی ماحول میں متصور کرتے۔ اس کا اعتراف استاذ القراء حضرت مولانا المقری عبدالماجد ذاکر صاحب دامت برکاتہم نے بھی حضرت قاری صاحب کی وفات پر منعقدہ تعزیتی اجلاس ریاض میں کیا تھا کہ حضرت کی تقریر ایسی دلنشین اور پر اثر ہوتی کہ بہت سے لوگوں کو میں نے حضرت کی تقریر کے دوران روتے ہوئے دیکھا ہے۔

## نامور تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں میں ہے، چند مشہور یہ ہیں:

① قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ
② قاری یحییٰ رسول نگری حفظہ اللہ
③ قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ
④ قاری محمد انور حفظہ اللہ
⑤ قاری سیف اللہ حافظ آبادی حفظہ اللہ
⑥ قاری محمد یوسف میر محمدی حفظہ اللہ
⑦ قاری محمد یوسف سیالوی حفظہ اللہ
⑧ قاری بزرگ شاہ الازہری حفظہ اللہ
⑨ قاری عبدالصمد گوجرانوالہ حفظہ اللہ
⑩ قاری مومن شاہ حفظہ اللہ
⑪ قاری محمد فقیر مسعودی حفظہ اللہ
⑫ قاری کرنل عمیر احمد (فرزند) حفظہ اللہ
⑬ قاری عبدالرحمٰن ڈیروی رحمہ اللہ
⑭ قاری عطاء اللہ ڈیروی رحمہ اللہ
⑮ قاری عبدالستار برق رحمہ اللہ
⑯ قاری نجم الصبیح تھانوی (فرزند) حفظہ اللہ
⑰ قاری تاج افسر حفظہ اللہ
⑱ قاری عبدالسبوح حفظہ اللہ
⑲ قاری محمد فقیر مردانی رحمہ اللہ
⑳ قاری عبدالباعث سواتی حفظہ اللہ


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۴۱) پروفیسر حافظ عبد اللہ حفظہ اللہ (پنجاب یونیورسٹی) (۴۲) قاری حاجی محمد مظفر گڑھی حفظہ اللہ
(۴۳) قاری ولی اللہ عثمانی حفظہ اللہ (۴۴) قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ
(۴۵) قاری محمد برخوردار حفظہ اللہ

## صدارتی تمغہ:

حکومت پاکستان نے حضرت قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ کی تجوید وقراءات اور دیگر علوم اِسلامیہ میں خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے صدارتی تمغہ حسن کارکردگی سے نوازا۔ ۲۳؍ مارچ ۱۹۹۱ء کو حضرت نے بڑے باوقار انداز میں تمغہ حسن کارکردگی وصول کیا۔ اس کے علاوہ ۱۹۶۹ء میں ملائیشیا کے بین الاقوامی مقابلہ حسن قرآءت میں آپ نے بطورِ جج پاکستان کی نمائندگی کی اور پھر ۱۹۸۴ء میں سعودی عرب میں بین الاقوامی مقابلہ حسن قراءت میں دوبارہ پاکستان کی نمائندگی کی۔

## وفات:

استاذ الاساتذہ قاری المقری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل کو بوقت تہجد اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا عبد اللہ رحمہ اللہ، والد محترم مولانا عبد الرشید غازی شہید رحمہ اللہ نے اسلام آباد میں اور قاری محمد رفیع رحمہ اللہ نے چوبرجی کوارٹر پارک لاہور میں پڑھائی۔ اس جگہ شیخ القراء قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ نماز عید پڑھایا کرتے تھے۔ شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ اور قاری ظہور الحسن حفظہ اللہ نے آپ کا جسد خاکی قبر میں اتارا۔ نیز قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ نے دوسرے دن مسجد لسوڑیاں والی لاہور میں بعد از نمازِ جمعہ آپ کی غائبانہ نماز جنازہ تیسری بار پڑھائی۔

## تعزیتی بیانات

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت علمی لحاظ سے ایک بین الاقوامی مسلمہ حیثیت کی حامل تھی۔ آپ کی وفات جہاں اہل پاکستان کے لیے عظیم صدمہ تھی وہیں دیگر اِسلامی ممالک کے علماء کرام نے بھی تعزیت کا اِظہار فرمایا۔ جن میں شیخ یوسف القرضاوی وائس چانسلر اسلامی یونیورسٹی کویت، شیخ عبد الغفور مصطفیٰ جامعہ ازہر، شیخ حسن کبار البنان، ڈاکٹر محمد حسان شافعی وائس چانسلر اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد جیسے اکابرین شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دلی طور پر دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے شیخ محترم رحمہ اللہ پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے اور روزِ محشر آپ کو ان تمام درجات عالیہ سے نوازے جن کے دینے کا وعدہ اللہ رب العالمین نے اپنے قرآن کے خدام سے کیا ہے۔ آمین یا رب العالمین

حضرت امام القراء قاری عبد المالک رحمہ اللہ کی وفات پر حضرت قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ نے ان اشعار کے ذریعے نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

قد مضی شیخنا عن الدنیا  لحق اللہ فی حجاب النور
یا من انبث ذکرہ فی الدھر  قدس اللہُ قبر المعمور



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| كنت في الوقت ثاني الجزري | جبلا شاهقا وراء صخور |
| سار تحت التراب من هو | عاش نظيفًا معطرًا ذا نور |
| فدخلا اليوم مسند التجويد | فاظ شيخ مجود مغفور |

[۱۳۷۹ھ]

## ❷ اُستاذ القراء حضرت قاری محمد اسماعیل رحمہ اللہ

### نام ونسب

محمد اسماعیل بن محمد گل بن شاہ گل بن باز گل بن رحیم گل بن میاں کریم داد بن ملا عبدالحکیم ۔ آپ کی پیدائش صوبہ سرحد میں ضلع صوابی کے قصبہ کنڈہ محلّہ عزیز خیل میں ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔

### ابتدائی تعلیم:

ابتدائی تعلیم آپ نے قصبہ کنڈہ محلّہ عزیز خیل کے ملا منیر رحمہ اللہ سے حاصل کی اور ناظرہ قرآن مجید سے فراغت پائی۔ ملا منیر رحمہ اللہ سے قصبہ کنڈہ کے دیگر کئی بزرگوں نے بھی کسب فیض کیا ہے۔ ان کا تقویٰ و ورع اور خلوص لوگوں کو ان کی طرف کھینچ لاتا تھا۔

### تکمیل حفظ القرآن، قراءات سبعہ وثلاثہ

حفظ قرآن کی تکمیل حضرت قاری کریم بخش شاہجہانپوری رحمہ اللہ اور حضرت قاری خدا بخش کانھوی رحمہ اللہ کے پاس کی ۔ بعد ازاں قراءات سبعہ حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ سے پڑھی۔ بقیہ تین قراءات آپ نے مراد آباد میں حضرت قاری محمد عبداللہ مراد آبادی رحمہ اللہ سے پڑھیں ۔ نیز امروہہ ضلع مراد آباد میں حضرت قاری نذر محمد رحمہ اللہ سے سبعہ قراءات کی مشہور منظوم کتاب حرز الأماني کا مزید مطالعہ کیا۔

### درس نظامی اور دورہ تفسیر

دورہ تفسیر آپ نے مفتی محمد حسن رحمہ اللہ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) سے امرتسر ہی میں کیا اور مفتی صاحب ہی کے مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی۔

### منصب تدریس

آپ کی خداداد قابلیت کو دیکھ کر حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ اور حضرت قاری خدا بخش رحمہ اللہ نے اسی مدرسہ تجوید القرآن ملحقہ شیخ بڈھے کی مسجد موری گنج امرتسر میں بطورِ مدرس آپ کی تقرری فرما دی اور اپنے شفیق استاذوں کے لیے دست راست بن کر آپ نے حفظ اور تجوید کا کام شروع فرمایا، جب بعض وجوہات کی بنا پر یہ مدرسہ مسجد کوتوال چوک فرید امرتسر منتقل ہوا تو آپ بھی اپنے اَساتذہ کرام کی معیت میں اس مدرسہ میں منتقل ہوگئے۔ اپنے اَساتذہ کی دعاؤں اور بفضل رب جلیل، مدرسہ تجوید القرآن امرتسر میں حفظ کا اتنا گرانقدر کام کیا کہ مختصر مدت میں حفاظ وقراءکرام کی ایک



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


معتدبہ کھیپ تیار ہوگئی۔

## پاکستان میں تدریس کے کام کا آغاز

پاکستان تشریف لانے کے بعد پہلے آپ راولپنڈی میں حکمت کا کام کرتے رہے مگر استاذ القراء حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ کے ایک خط نے ان کی ذہنی کایا پلٹ دی۔ ایک گفتگو میں حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے اس خط کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ استاذ محترم نے مجھے فرمایا: اسماعیل کیا میں نے تجھے اس لیے پڑھایا تھا کہ دوائیں بیچتے پھرو؟ اب کیا تھا حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے راولپنڈی کو خیر باد کہا اور لاہور میں چینیانوالی مسجد کے مدرسہ میں جو حفظ قرآن و تجوید اور قراءت کے صف اوّل کے مدارس میں شمار ہوتا تھا اور جس کی سرپرستی مشہور اہل حدیث عالم مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ فرما رہے تھے بطور مدرس آپ کی تقرری ہوگئی اور آپ نے مدرسہ کو بام عروج تک پہنچایا۔

لاہور میں حضرت قاری عبدالمالک رحمہ اللہ کی تشریف آوری سے پہلے حضرت قاری محمد شریف رحمہ اللہ کی برکتوں سے حفظ قرآن مجید کا کام اتنا عروج کو پہنچ چکا تھا کہ لاہور کی گلی گلی کوچہ کوچہ میں مدرسہ تجوید القرآن کے پڑھے ہوئے طلبا اور بچوں کا چرچا تھا۔ ادھر مسجد چینیانوالی میں حضرت قاری محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی انتھک محنتیں رنگ لا رہی تھیں۔ اس زمانے میں یہی تین حضرات بڑے تھے یا پھر ان کے شاگرد تھے۔

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے اگست ۱۹۵۷ء میں بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مسجد چینیانوالی کے مدرسہ تجوید القرآن کو داغ مفارقت دینے کے بعد جامع مسجد تکیہ سادھواں کے زیر انتظام مدرسہ ترتیل القرآن میں حفظ اور تجوید و قراءت کا کام شروع کیا۔ ایک مختصر مدت گھاس منڈی سرکلر روڈ کے مدرسہ ضیاء القرآن میں شمع تعلیم قرآن کو فروزاں رکھا۔

## مدرسہ دار التجوید والقراءات

یہاں تک کہ میوہ منڈی لاہور کے چند معززین نے برلب سرکلر روڈ شاہ عالم گیٹ کے جنوب میں اڈہ آزاد پاکستان گڈز کے متصل ایک قطعہ اراضی محض اشاعت قرآن حکیم کے لیے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے نام وقف کیا جو صرف ایک ہال پر مشتمل تھا۔ یہاں چند مخلص رفقاء کی معیت میں ناظرہ حفظ اور تجوید و قراءات کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ پہلے سال کے اساتذہ کرام میں قاری محمد تراب، قاری مظفر، قاری عبد القوی، قاری غازی اللہ، قاری عبد الرحمان، حافظ غلام محمد، سرفہرست ہیں اور شعبہ نظامت میں قاری محمود الحسن اور قاری صاحب الحسن نے ادارہ کو شہرہ آفاق مقام عطا کیا۔ جس کے نتیجے میں اندرون شہر سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کے علاوہ مدرسہ کے دار الاقامہ میں باوجود رہائش کی تنگی کے پچاس طالب علم رہائش پذیر تھے۔ جن میں سوڈان کے چار اور مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کے دو طالب علم شامل تھے اور اسی خلوص کا نتیجہ ہے کہ مدرسہ مرکزی دار التجوید و والقراءات کا فیض الحمد للہ تاہنوز جاری ہے حالانکہ کام کو باقی رکھنا اس کے وجود سے بھی زیادہ کٹھن ہوا کرتا ہے۔

## حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ کرام

① قاری کریم بخش امرتسری رحمہ اللہ
② حضرت قاری خدا بخش رحمہ اللہ
③ حافظ قاری محمد نذیر امروہی رحمہ اللہ
④ حضرت مولانا شاہ عبد الغفور العباسی مدنی رحمہ اللہ



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

⑤ حکیم نورالدین رحمہ اللہ ⑥ حضرت قاری عبداللہ مرادآبادی رحمہ اللہ

## عجز و انکساری کا بے مثال مظاہرہ

آپ جب دار العلوم دیوبند کے صد سالہ پروگرام میں شرکت کے تشریف لے جارہے تھے۔ گاڑی ابھی لاہور ریلوے اسٹیشن سے روانہ نہیں ہوئی تھی کہ اسی اثناء میں قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ تشریف لائے اور حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی سیٹوں کے بالمقابل سیٹ پر تشریف فرما ہوگئے۔ حضرت قاری اسماعیل رحمہ اللہ کی نظران پر پڑھی اور ان کی نظر حضرت قاری اسماعیل رحمہ اللہ پر پڑی۔ اگلے ہی لمحے میں حضرت قاری اسماعیل صاحب رحمہ اللہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود ان کے پاس گئے اور ان سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور ہر طرح کے حجابات کو توڑتے ہوئے یوں فرمایا قاری صاحب السلام علیکم، اور اس وقت اس مقولے کا معنی بخوبی سمجھ میں آیا کہ، مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

## شاگرد

حضرت قاری صاحب کے کثیر تعداد میں شاگرد ہیں ان میں سے چند ایک مشہور قراء کے نام درج ذیل ہیں:

① حضرت قاری محمد شریف رحمہ اللہ ② قاری عبدالقوی
③ قاری احمد دین ④ قاری نور محمد
⑤ حضرت قاری صاحب کے بیٹے حافظ قاری محمد ارشاد اللہ
⑥ حضرت قاری صاحب کے بیٹے حافظ قاری محمد فدا اللہ الکندوی
⑦ حضرت قاری صاحب کے بیٹے حافظ قاری پروفیسر محمد امداد اللہ
⑧ مولانا قاری عبدالمجید بھاکری ⑨ حافظ قاری عبدالمتین
⑩ مولانا قاری محمد عطاء اللہ ⑪ قاری سید مقبول شاہ

## تصنیفی خدمات

① تفهيم التجويد ② تفهيم الوقوف
③ الأقوال الامدادية على مقدمة الجزرية
④ أحسن الأقوال على تحفة الأطفال
⑤ قواعد التجويد على أسلوب الجديد
⑥ قاعدة الصبيان ⑦ حروف القرآن

## وفات:

حضرت قاری اسماعیل رحمہ اللہ ۲۴ر فروری ۱۹۸۱ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی نے پڑھائی۔ آبائی گاؤں کنڈہ موڑ تحصیل و ضلع صوابی کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


## ۳ اُستاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف رحمہ اللہ

### نام ونسب:

آپ کا نام محمد شریف اور آپ کے والد کا نام مولا بخش تھا۔ آپ ۱۳۴۱ھ کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ شیخ برادری سے آپ کا تعلق تھا اور کپڑے کی تجارت آپ کا خاندانی پیشہ تھا۔

### حصولِ تعلیم:

آپ نے نو سال کی عمر میں حضرت قاری خدا بخش کانھوی رحمہ اللہ سے پورا قرآن مجید حفظ کیا۔ دورانِ حفظ پانچ سپارے منزل سناتے اور ختم قرآن کے بعد بیس پارے منزل سناتے۔ حفظ قرآن کے بعد حضرت قاری خدا بخش رحمہ اللہ سے ہی فارسی، نحو، ترجمۃ القرآن، کتب تجوید شاطبیہ و رائیہ پڑھیں۔ اس کے علاوہ شاطبیہ آپ نے حضرت قاری محمد اسماعیل رحمہ اللہ سے بھی پڑھی۔ حضرت قاری خدا بخش رحمہ اللہ نے خود ہی ان کو مدرسۃ العالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں داخل کرادیا وہاں آپ رحمہ اللہ نے حضرت قاری عبدالمعبود رحمہ اللہ سے طیبۃ النشر پڑھ کر اجراء کیا اور قراءات عشرہ بطریق طیبہ کی تکمیل کرکے سند فراغت حاصل کی۔ اسی دوران آپ نے حضرت قاری احمد علی خاں رحمہ اللہ لکھنوی سے مختلف لہجے سیکھے۔ جب امام القراء حضرت قاری عبد المالک رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے تو آپ رحمہ اللہ نے ان سے دوبارہ شاطبیۃ، رائیۃ اور درۃ پڑھیں۔ آپ کے ہم سبق ساتھیوں میں حضرت قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا قاری حکیم محمد حکیم رحمہ اللہ نمایاں تھے۔

### حافظہ اور ذہانت:

آپ کے ہم عصروں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری محمد شریف رحمہ اللہ کو کمال درجہ کا حافظہ عطا فرمایا تھا اور ذہانت وصلاحیت بے مثال تھی۔ دو تین مرتبہ سنتے ہی آپ کو سبق یاد ہوجایا کرتا تھا۔ عام طلبہ کی طرح وقت ضائع نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کبھی حضرت استاذ محترم اور ہم عصروں کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ دیا جس کی وجہ سے حضرت الاستاذ بھی حد درجہ شفقت اور خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے اور باری تعالیٰ نے ہم عصروں میں بھی عزت واحترام عطا فرمایا تھا۔

### آپ کا بچپن

آپ اپنے والد صاحب کے منجھلے فرزند تھے۔ بچپن میں چیچک کا شکار ہوئے اور بینائی سے محروم ہوگئے۔ ایک آنکھ میں البتہ معمولی روشنی تھی جو آخر تک رہی اس سے آپ گھڑی کا وقت دیکھ لیتے، دستخط کرلیتے اور راستہ میں تنہا بھی چل سکتے تھے۔ بچپن کے دوستوں اور ساتھیوں کا کہنا ہے کہ آپ ہر وقت پڑھنے ہی میں منہمک رہتے تھے اور کوئی وقت بھی آپ کا فضولیات میں نہیں گزرتا تھا۔ فطری طور پر آپ سنجیدگی اور متانت کے پیکر تھے۔ آپ کی طبیعت ہر قسم کے مذاق سے کوسوں دور تھی اور عام بچوں کی طرح کھیل کود والا ذہن بھی نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ہر دلعزیز تھے اور اِحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کے منہ سے کبھی کسی نے گالی اور ناشائستہ کلام نہیں سنا۔ حتیٰ کہ کبھی کسی


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شاگرد کو بھی گرے ہوئے الفاظ سے نہیں پکارا۔ آپ کو قہقہہ سے طبعی طور پر نفرت تھی اگر کوئی آپ کی مجلس میں قہقہہ لگاتا بھی تو آپ فوراً منع فرماتے اور کہتے کہ قہقہہ سے دل مردہ ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھتے: ﴿فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا﴾

## مسجد آسٹریلیا میں تشریف آوری

گڑھی شاہو میں مخالفین کا زور ہونے کی وجہ سے کام پھلا پھولا نہیں جس کی وجہ سے حضرت قاری محمد شریف رحمہ اللہ محترم سیٹھی کے مشن کے تحت مسجد آسٹریلیا لاہور میں منتقل ہوگئے۔ یہاں کام بہت جلد چمکا اور چند ہی دنوں میں کہیں سے کہیں پہنچ گیا۔ طلبہ کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے قاری اسحاق آپ کے نائب مدرس مقرر ہوگئے۔ حفظ کرنے والے طلبہ ایسا عمدہ پڑھتے تھے کہ بلا مبالغہ وہ رنگ آج کے دور میں روایت حفص میں فارغ ہونے والوں میں بھی نہیں پایا جاتا۔ آسٹریلیا مسجد کو اپنی ہیئت اور محل وقوع کے اعتبار سے مرکزیت پہلے ہی سے حاصل تھی۔ نمازیوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہوتی تھی۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ حضرت قاری محمد شریف رحمہ اللہ بحیثیت مدرس تشریف لے آئے۔ نیز تراویح میں قرآن حضرت خود پڑھا کرتے تھے مزید یہ کہ رمضان المبارک کے آخری راتوں میں حضرت کے تلامذہ اور آپ خود شبینہ میں پڑھا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے مسجد آسٹریلیا دور دور تک مشہور ہوگئی اور آپ کی ذاتِ گرامی مرجع خلائق بن گئی۔

## تدریسی مصروفیات

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ بہت ہی محنتی اور لائق استاد تھے۔ آپ کا پڑھانے کا انداز عام فہم تھا۔ طلبہ اس انداز سے بہت مستفید ہوتے تھے۔ آپ صبح سے لے کر ظہر تک پڑھاتے پھر ظہر کے بعد سے عصر تک اور عصر سے مغرب تک۔ پھر جب تک حضرت نے تالیفی سلسلہ شروع نہیں فرمایا تھا اس وقت تک مغرب وعشاء اور پھر عشاء کے بعد بھی آپ پڑھاتے۔ شاید ہی کوئی اتنی محنت کرتا ہو۔ خدمت قرآن کا اس درجہ غلبہ تھا کہ مدرسہ کے ابتدائی دور میں خود ہی صرف ونحو اور ترجمہ قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو مختلف لہجوں پر عبور حاصل تھا اور آپ طلباء کو خود مشق کرایا کرتے تھے۔ آپ کے بعض تلامذہ بالکل آپ کے لہجے میں پڑھتے تھے۔ جیسے قاری محمد عمر رحمہ اللہ، قاری محمد فیاض، قاری محمد عبدالرب ملتانی، قاری محمد صدیق رحمہ اللہ۔

## طلباء پر شفقت

کسی طالب علم کی تکلیف حضرت سے برداشت نہیں ہوتی تھی۔ کوئی شاگرد بیمار ہوجاتا یا کوئی حادثہ پیش آجاتا تو علاج کے معاملے میں حضرت بڑی سے بڑی قربانی سے گریز نہیں فرماتے تھے۔ کوئی طالب علم محسوس نہ کرتا تھا کہ میں اپنے گھر میں ہوں یا گھر سے باہر۔ حضرت اپنی اولاد کی طرح شاگردوں کا خیال رکھتے تھے۔ ایسے موقعہ پر مدرسہ کی طرف سے جو اعانت ہوتی سو ہوتی آپ اپنی جیب سے بھی بہت کچھ تعاون اور مدد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت کے کئی شاگرد ایسے بھی تھے کہ جنہیں حصولِ تعلیم کا شوق تو تھا مگر حالات زمانہ مخالف تھے اور مالی وسائل نہ تھے۔ حضرت نے ان کی آخر تعلیم تک خفیہ طور پر مدد فرمائی اور سب سے بڑی خوبی یہ کہ کسی کے ساتھ اِحسان نہیں جتلایا۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## شاگردوں میں تدریس کا شوق پیدا کرنا

حضرت کی شروع سے ہی یہ عادت مبارکہ تھی کہ شاگردوں کو مختلف طریقوں سے شوق دلاتے تھے۔ تکمیل تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت کی تعلیمات سے متاثر ہوکر طلباء ذہنی طور پر تدریس کے لیے تیار ہوجایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کے شاگردوں میں اکثریت مدرسین کی ہے۔

## آپ کا طریقہ امتحان

آپ طلباء تجوید کا امتحان اس طرح لیتے کہ چار پانچ جگہ سے مشق سنتے اسی طرح حدر بھی مختلف پانچ جگہ سے سنتے اور تمام قواعد کا اجراء پوچھتے اور جتنی کتب طالب علم نے پڑھی ہوتی ان سب کتب سے مختلف اور کافی تعداد میں سوال کرتے۔ تقریباً ڈھائی سے تین گھنٹے ایک لڑکے سے امتحان لیتے رہتے۔

## اَساتذہ کرام

① امام القراء قاری عبدالمالک رحمہ اللہ
② قاری خدا بخش کانھوی رحمہ اللہ
③ قاری فضل کریم رحمہ اللہ
④ قاری عبدالشکور رحمہ اللہ
⑤ قاری احمد علی خان رحمہ اللہ
⑥ قاری محمد اسماعیل رحمہ اللہ
⑦ قاری عبدالمعبود رحمہ اللہ
⑧ مولانا قاری عبدالرحمٰن ہزاروی رحمہ اللہ

## نامور تلامذہ

① قاری فیاض الرحمٰن علوی
② قاری عبدالحنان ہزاروی
③ قاری عبدالقوی
④ قاری محمد دین
⑤ قاری غلام مرتضیٰ بٹ لاہوری
⑥ قاری عبدالسبحان ڈیروی
⑦ قاری عبدالمجید سعودیہ
⑧ قاری محمد مشتاق لاہور
⑨ قاری عبیداللہ سواتی
⑩ قاری محمد سلیم کراچی
⑪ قاری شجاع الملک کشمیری
⑫ قاری محمد نسیم گوجرانوالہ
⑬ قاری محمد نذیر مکی مسجد لاہور
⑭ قاری محمد سعید جیا موسیٰ
⑮ قاری نورالحق ہزاروی
⑯ قاری حاجی محمد مظفر گڑھی

## تصانیف:

① معلم التجويد للمتعلم المستفيد
② التبيان فى ترتيل القرآن
③ زينت القرآن
④ سبيل الرشاد فى تحقيق تلفظ الضاد
⑤ التقدمة الشريفيه فى شرح المقدمة الجزرية


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

⑥ ترجمہ (المقدمة الجزرية وتحفة الاطفال)
⑦ توضیحات مرضیه حاشیه فوائد مکیة
⑧ إیضاح البیان حاشیة جمال القرآن
⑨ قواعد هجاء القرآن مع طریقة الصبیان
⑩ اشرفی قرآنی قاعدہ
⑪ مکمل قرآنی قاعدہ
⑫ الکلام المفید فی إجراء التجوید

## وفات

آپ رحمہ اللہ نے ۱۰؍اکتوبر ۱۹۷۸ء کو وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت کی وصیت کے مطابق حضرت قاری حافظ محمد رفیع رحمہ اللہ نے پڑھائی۔ آپ لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں مدفون ہیں۔

## وہ مدارس جن میں حضرت قاری صاحب پڑھاتے رہے:

مسجد آسٹریلیا اسٹیشن لاہور، جامعہ مسجد اہل حدیث چینیانوالی لاہور، مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور، مدرسہ دارالقراء ماڈل ٹاؤن لاہور۔

۲۳؍جنوری ۱۹۵۲ء کو مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور کے شعبہ تجوید کا افتتاح ہوا اور آپ صدر مدرس مقرر کیے گئے۔ آپ نے وہاں ۴؍ مارچ ۱۹۶۲ء تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ شعبان ۱۳۸۱ھ میں آپ نے دار القراء بی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور کی بنیاد رکھی اور زندگی کی آخری گھڑیوں تک یہیں پڑھاتے رہے اور تلامذہ کی کثیر تعداد تیار کی جو آج ملک اور بیرون ملک تدریسی خدمات انجام دینے میں مصروف ہے۔

## آپ کی اولاد

اولاد میں آپ کے تین فرزند قاری محمد اشرف، حافظ خالد محمود، حافظ فاروق اور دو بچیاں ہیں۔

# ④ استاذ القراء قاری سیّد حسن شاہ رحمہ اللہ

## نام ونسب

آپ کا نام سید حسن شاہ بن سید عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ تھا۔ آپ یکم اکتوبر ۱۹۲۷ء بمقام داتہ تحصیل وضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق سیّد خاندان سے ہے۔ آپ سیّد جلال الدین بخاری سرخ پوش رحمہ اللہ (اُوچ شریف) کی اولاد سے ہیں۔

## ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ پرائمری داتہ سے اور بانڈھی ڈھونڈاں سے مڈل کیا۔ دورانِ


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیم آپ کے والد صاحب نے فرمایا کہ بیٹا ہم رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔اس نسبت سے قرآن اور دین متین کے وارث ہیں۔ لہٰذا تم سکول کی تعلیم ترک کر کے دینی تعلیم حاصل کرو۔۱۹۴۰ء میں جامعہ فتحیہ مسجد جٹاں اچھرہ لاہور سے آپ نے اپنی دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ پھر اسی کو آگے بڑھانے کے لیے جہلم اور سرگودھا تشریف لے گئے۔۱۹۴۳ء میں بھین ضلع جہلم مولانا کرم دین رحمہ اللہ سے ترجمہ قرآن پڑھا۔ موہڑا ضلع جہلم مولانا عابد رحمہ اللہ سے کافیہ پڑھی۔ پھر جامعہ فتحیہ لاہور تشریف لے آئے اور وہاں دورہ حدیث تک مولانا حافظ مہر محمد رحمہ اللہ سے پڑھا۔ ۱۹۵۴ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے آپ نے دوبارہ دورۂ حدیث کیا اور وہاں سے اکابر علما دیوبند سے استفادہ کیا۔

## حفظ:

دورانِ درس نظامی آپ نے چھ ماہ کے عرصہ میں حفظ قرآن مکمل کیا۔

## علم قراءت کی تحصیل

تجوید کی ابتدائی تعلیم استاد القراء قاری عبدالعزیز شوق رحمہ اللہ سے دارالعلوم اسلامیہ پرانی انارکلی سے حاصل کی پھر امام القراء قاری عبدالمالک رحمہ اللہ سے روایت حفص میں سند حاصل کی۔ قراءتِ سبعہ میں آپ کے ساتھی حضرت مولانا قاری استاذ القراء اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ، مولانا حکیم عبدالحکیم رحمہ اللہ، حافظ محمد دین کیمل پوری رحمہ اللہ، حافظ عبد الرحمٰن کیمل پوری رحمہ اللہ اور مولانا راز محمد ایرانی رحمہ اللہ تھے۔ حضرت امام القراء قاری عبدالمالک رحمہ اللہ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حسن شاہ تم شاطبی میں شریک کیوں نہیں ہوتے؟ آپ نے عرض کیا جیسے آپ کا حکم ہو۔ قاری حسن شاہ رحمہ اللہ غضب کے لائق اور محنتی تھے۔ اسی لیے امام القراء قاری عبدالمالک رحمہ اللہ نے آپ کے اندر موجود صلاحیتوں کو دیکھ کر تعلیم جاری رکھنے کا حکم فرمایا۔ آپ نے اپنے استاد سے تمام لہجوں میں عبور حاصل کیا۔ آپ بڑے خوبصورت انداز میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن تجوید، حسن صوت، حسن لہجہ اور حسن صورت و سیرت سب سے نوازا تھا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے ملاقات کے لیے جب بھی قاری صاحب رحمہ اللہ تشریف لے جاتے تو امیر شریعت خود بھی بڑے اہتمام کے ساتھ قرآن پاک سنتے اور اہل خانہ کو بھی پردے کے پیچھے تلاوت سننے کی تاکید کرتے۔ آپ نے ۱۹۵۵ء کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر سند حاصل کی۔ اس موقع پر مولانا محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ کی تقریر سے پہلے تلاوت آپ رحمہ اللہ نے کی تھی جس کی تعریف بعد میں مولانا صاحب موصوف رحمہ اللہ نے اپنی تقریر کے دوران اس طرح کی کہ ایک جید قاری قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور یوں محسوس ہو رہا ہے جس طرح قرآن اتر رہا ہے۔

## تدریسی خدمات

آپ نے فراغت کے بعد ۱۹۵۷ء سے لے کر ۱۹۶۲ء تک جامعہ رحیمیہ نیلا گنبد مسجد میں پڑھایا۔ ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۰ء تک مدرسہ رنگ محل تجوید القرآن، لاہور میں شعبہ تجوید و قراءت میں فرائض سرانجام دیے۔ اسی دوران بعد از ظہر جامعہ دارالعلوم اسلامیہ، کامران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور میں بھی تدریس کی۔ ایوب دور میں آپ کو لاہور بدر کر دیا گیا تو آپ شرقپور تشریف لے گئے اور وہاں کچھ عرصہ پڑھایا۔ جہلم میں مولانا حبیب الرحمٰن رحمہ اللہ کے مدرسہ





محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


میں درسی کتب اور تجوید بھی پڑھائی۔ طالب علمی کے دور (دورہ حدیث) میں بھی آپ نے جامعہ فتحیہ میں ابتدائی کتب پڑھائیں۔

## تصنیفی خدمات

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے خلاصة الترتيل ایک کتاب لکھی اور اسی طرح مقدمة الجزرية کا ترجمہ کیا یہ دونوں مطبوعہ ہیں، البتہ شاطبیہ کا ترجمہ غیر مطبوعہ ہے۔

## نامور تلامذہ

آپ کے پانچ بیٹے ہیں اور ماشاء اللہ پانچوں ہی قاری ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی لسٹ ذیل میں دی جارہی ہے:

① قاری سید منظور الحسن شاہ بخاری
② قاری مسعود الحسن شاہ بخاری
③ قاری ریاض الحسن شاہ بخاری
④ قاری انوار الحسن شاہ
⑤ قاری محمد اسلم رحمہ اللہ (گوجرانوالہ)
⑥ قاری محمد رمضان (جامع مدنیہ لاہور)
⑦ قاری شاہ محمد ربانی
⑧ قاری عبدالصمد (گوجرانوالہ)
⑨ قاری نصر اللہ (صدر مدرس جامعہ عالمگیریہ بادشاہی مسجد لاہور)
⑩ قاری یوسف صدیقی (لاہور)
⑪ قاری محمد انوار (حال مدینہ طیبہ)
⑫ قاری نور محمد دارالعلوم اسلامیہ (لاہور)
⑬ قاری عطاء الرحمٰن (مدینہ طیبہ)
⑭ قاری محمد اکرم احرار ائر پورٹ (لاہور)
⑮ قاری منظور احمد نعمانی (بہاولپور)
⑯ مولانا قاری عبدالحی عابد مدظلہ (لاہور)
⑰ قاری سیف الدین دارالعلوم اسلامیہ
⑱ قاری خلیل الرحمٰن (لاہور)
⑲ قاری خلیل الرحمٰن (گوجرانوالہ)
⑳ قاری سراج الدین شاہ جمال (لاہور)

## مدینہ منورہ سے محبت

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ جب بھی مدینہ سے لوٹتے تو عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ کئی کئی روز تک روتے رہتے۔ فرماتے معلوم نہیں آئندہ کب جاؤں گا۔ راقم الحروف نے شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ سے سنا کہ جب وہ جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ میں پڑھتے تھے تو حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ تشریف لاتے تو میں ان کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دیا کرتا تھا۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ شفقت فرماتے ہوئے دعوت قبول کرتے۔ ایک مرتبہ میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت کچھ آیات تلاوت ریکارڈ کروادیں تو حضرت نے کچھ آیات حدر میں اور کچھ آیات ترتیل میں اور کچھ آیات تدویر میں ریکارڈ کروائیں۔ ایک دن کھانے پر تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ آج تمام کام ہوگئے، لیکن جنت البقیع کی زیارت نہ ہوسکی۔ ان دنوں کسی مسئلہ کی وجہ سے جنت البقیع میں داخلہ بند تھا تو میں نے کہا کہ حضرت کوئی مسئلہ نہیں میں نے کھڑکی کھولی تو سامنے جنت البقیع نظر آرہا تھا۔ میں نے کہا کہ حضرت، یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر ہے اور یہ فلاں صحابی کی قبر ہے۔ یہ فلاں صحابی کی قبر ہے تو حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے وہیں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شروع کردی اور کافی دیر تک دعا کرتے رہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور جب بھی کسی صحابی کا نام لیتے تو بہت ہی عقیدت سے لیتے۔فرمانے لگے کہ قاری ادریس آج آپ نے میرا بوجھ ہلکا کردیا۔حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ مستجاب الدعوات تھے۔حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے مدینہ طیبہ میں موت نصیب ہو اور میرا جنازہ مسجد نبوی میں پڑھا جائے اور جنت البقیع میں دفن کیا جاؤں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام دعاؤں کو قبول فرمالیا۔

## طریقہ امتحان

راقم الحروف نے خود شیخ القراء قاری ادریس العاصم مدظلہ سے سنا کہ جہاں حضرت کے پڑھانے کا انداز بڑا عام فہم تھا،طلبا بہت جلد سبق سمجھ جایا کرتے تھے وہاں حضرت کا امتحان لینے کا انداز بڑا عمدہ تھا۔فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو سبعہ کا امتحان دیا۔حضرت قاری صاحب نے شاطبیہ میں سے چار پانچ جگہ سے اشعار کا ترجمہ پوچھا اور تین چار جگہ سے عقیلہ کے اشعار کا ترجمہ اور تشریح پوچھی اور پانچ آیتوں کا اجراء جمع الجمع میں سنا۔

## وفات

آپ مدینہ طیبہ میں ۲۴/اپریل ۱۹۹۴ء ہفتہ کے دن اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور آپ کا جنازہ مسجد نبوی میں پڑھایا گیا اور آپ کو جنت البقیع میں ہی دفن کیا گیا۔

# ⑤ شیخ القراء حضرت قاری عبدالوہاب مکی رحمہ اللہ

## نام ونسب

آپ کا نام عبدالوہاب اور والد کا نام شیخ عبداللطیف تھا آپ بنوزہرہ کی شاخ قبیلہ عوف سے تعلق رکھتے تھے۔

## ولادت

۲۹/دسمبر ۱۹۲۷ء کو بیت عوف محلّہ شامیہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

## حصولِ تعلیم

آپ رحمہ اللہ نے مدرستہ الفلاح مکہ مکرمہ ہی میں تعلیم حاصل کی۔قراءات سبعہ عشرہ کی تکمیل شیخ احمد عبد الرزاق الحجازی رحمہ اللہ رئیس القرآن المقرئین فی المملکۃ السعودیہ سے ۱۳۵۵ھ میں کی۔آپ نے شیخ عبدالغفور مکاوی رحمہ اللہ سے بھی پڑھا بلکہ یہ آپ کے بنیادی اَساتذہ میں سے ہیں۔دینی علوم کی تحصیل باب العمرہ،جو مدرسہ شرعیہ ہے، میں کی۔

اَساتذہ میں شیخ عبدالحمید الخطیب رحمہ اللہ،شیخ عبدالمحسن رحمہ اللہ،عمر حمدان رحمہ اللہ،شیخ عبدالملک المراد رحمہ اللہ اور عبد القاہر السمع رحمہ اللہ خطیب حرم شامل ہیں۔فراغت ۱۳۵۹ھ میں ہوئی۔۱۹۴۶/۱۹۴۷ء میں سعودیہ سے بمبئی آتے



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


جاتے رہے۔

حضرت قاری عبد المالک رحمہ اللہ کی شاگردی کا فخر آپ کو اس وقت حاصل ہوا جب آپ ٹنڈوالہ یار میں تھے پھر آپ نے لاہور میں قراءت عشرہ میں کتاب النشر فی القرء ات العشر کے اصول بالاستیعاب حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ سے پڑھے۔ قاری صاحب رحمہ اللہ کے حکم پر فوائد مکیہ اور دیگر کتب کا درس تاحیات دیتے رہے۔ حضرت قاری عبدالمالک رحمہ اللہ نے بھی قراءات سبعہ عشرہ کی سند آپ کو عطا فرمائی۔ قاری مکی رحمہ اللہ کے پڑھنے کا انداز حضرت قاری عبدالمالک رحمہ اللہ کو بہت محبوب تھا۔ آپ کے تلامذہ ہزاروں کی تعداد میں ملک اور بیرون ملک تدریس اور علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

## تدریس:

آپ نے مولانا محمد صادق رحمہ اللہ کے مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی میں ایک سال پڑھایا اسی دوران آپ سے حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ نے بھی استفادہ کیا۔ پھر مدرسہ اشرفیہ جیکب لائن میں تین سال تدریس کی۔ ایک سال مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے مدرسہ میں پڑھایا۔ اس دوران مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا محمد رفیع عثمانی بھی آپ سے پڑھتے رہے۔ ایک سال سکھر میں بھی پڑھایا۔ مکھڈ کیمل پور میں ایک سال تدریس کی۔ استاذ القراء قاری محمد عبدالوہاب مکی رحمہ اللہ نے جامعہ رحمانیہ میں بھی کئی سال تجوید وقراءت پڑھائی اور یہاں آپ سے بہت طلباء وطالبات نے تجوید وقراءت میں استفادہ کیا۔

المدرسة الكريمية مسلم مسجد کے صدر مدرس کے طور پر ۱۹۵۹ء میں چارج لیا اور ۱۹۶۸ء تک اعلیٰ تدریس کی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۷۱ء میں محکمہ اَوقاف سے متعلق ہوئے اور مدارس کی تعلیم وضبط کے نگران رہے۔

## اَندازِ تدریس

حضرت قاری صاحب تجوید وقراءت کی جو کتابیں پڑھاتے وہ مختصر اور عام فہم انداز میں طلبا کو پڑھاتے اور آخر میں سبق کا خلاصہ بڑے اچھے طریقے سے بیان کرتے اور جن طلبا کو مشق کرواتے وہ طلبا انہی کے انداز میں تلاوت کرتے اور بہت ہی اچھی طرح پڑھتے۔ ان کی ادا بہت اعلیٰ ہوتی اور ان کے تلامذہ جو تلاوت کرتے انہی کے طریقہ میں کرتے۔

حضرت قاری عبد الوہاب مکی رحمہ اللہ امام القراء حضرت قاری عبد المالک رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت امام القراء ان کو عرب صاحب کہہ کر پکارتے۔ بعض دفعہ ان کے لیے دودھ اور جلیبی منگواتے۔ قاری عبدالوہاب مکی رحمہ اللہ عرض کرتے حضرت آپ بھی تناول فرمائیں تو حضرت امام القراء رحمہ اللہ فرماتے آپ کھالیں اگر بچ جائیں گی تو میں بھی کھالوں گا۔

جامعہ مسجد چینیانوالی میں جب حضرت قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ کے فارغین کا پہلا جلسہ تقسیم اسناد ہوا تو اس میں حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، قاری عبدالوہاب مکی رحمہ اللہ اور قاری فضل کریم رحمہ اللہ کو مدعو کیا۔ اس وقت تلاوت قاری عبدالوہاب مکی رحمہ اللہ نے کی تو تمام حاضرین پر سکتہ طاری ہوگیا اور حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، حضرت مولانا قاری فضل کریم رحمہ اللہ اور حضرت مولانا داؤد غزنوی



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سب حضرات کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

## حضرت قاری صاحب کا ایک عظیم کارنامہ:

'التیسیر' حضرت علامہ دانی رحمہ اللہ کی قراءات سبعہ کی عظیم کتاب ہے، جس کو علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے نظم کیا ہے۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے علامہ دانی رحمہ اللہ کی کتاب التیسیر کو پاکستان میں شائع کیا۔قاری مکی رحمہ اللہ کا یہ مطبوعہ نسخہ سعودیہ میں جب استاذ القراء والمجوِّدین الشیخ عبد الفتاح السید عجمی المرصفی رحمہ اللہ کو پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کتاب کا مطالعہ کرکے فرمایا کہ یہ اس کتاب کا اَصح ترین مطبوعہ ہے۔

حضرت قاری عبدالوہاب رحمہ اللہ شافعی المسلك تھے اور نماز میں رفع الیدین کرتے تھے۔عید کی نماز اکثر حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے پیچھے پڑھتے تھے۔

## اَساتذہ کرام

① الشیخ احمد عبد الرزاق حجازی رحمہ اللہ
② الشیخ عبد المحسن رحمہ اللہ
③ الشیخ عبد القاہر السمیع رحمہ اللہ
④ الشیخ حسن علوی رحمہ اللہ
⑤ شیخ القراء محمد سعد اللہ مکی رحمہ اللہ
⑥ امام القراء حضرت قاری عبد المالک رحمہ اللہ

## تلامذہ

① قاری حبیب اللہ میر محمدی رحمہ اللہ
② قاری خلیل الرحمٰن کاشمیری استاذ قاری محمد ایوب برماوی مدینہ منورہ
③ قاری عبد المجید راجہ جھنگ والے
④ قاری عبد القیوم جامعہ صدیقیہ لاہور
⑤ قاری علی زمان ہزاروی
⑥ قاری عبد الرؤف مدنی مراکب مسجد نبوی شریف

## تاریخ وفات

۲۶ اور ۲۷ دسمبر ۱۹۹۷ء جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کو حضرت قاری عبد الوہاب مکی رحمہ اللہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔آپ کو قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کیا گیا۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


# ۶ حضرت قاری فضل کریم رحمہ اللہ

## نام ونسب

والدین نے آپ کا نام یحیٰ رکھا۔ پیدائش کے چند ماہ بعد والدہ کا انتقال ہوگیا تو تائی نے انہیں اپنی گود میں لے لیا۔ ان کا ایک لڑکا تھا جس کا نام عبدالکریم تھا۔ اس لیے ان کا نام فضل کریم رکھا گیا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ اصل نام سب بھول گئے۔ آپ ۱۹۰۲ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مہتاب الدین تھا۔ اجداد ہندو تھے۔ تین چار پشتوں سے اللہ نے اسلام کی توفیق عطا فرمائی۔

## چیچک

بچپن میں آپ پر چیچک کے کئی حملے ہوئے۔ اس سے قوت باصرہ، سامعہ اور لامسہ سے محروم ہوگئے۔ آپریشن سے ناک اور کان کے سوراخ کھولے گئے۔ مگر آنکھیں بے نور رہ گئیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے بصارت لے کر بصیرت کی بے انتہا دولت سے مالا مال فرمادیا۔

## حصول تعلیم کا سبب

قادر مطلق کی ان کڑی آزمائشوں میں سے گزرنے کے بعد بھی ان کی سوتیلی والدہ محترمہ ان سے شفقت کا سلوک نہ کرتیں۔ آپ جب بھی اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ کھیلنے کے لیے اپنے والد صاحب کے گھر جاتے تو والدہ صاحبہ ان الفاظ سے تواضع فرماتیں کہ حافظ کے لیے کیا مسجد میں جگہ نہیں وہ یہاں کیوں رہتا ہے؟ والدہ کے ان الفاظ نے ان کے دل میں یہ احساس پیدا کردیا کہ میں ان سب گھر والوں پر بوجھ ہوں۔ والد صاحب اچھا سلوک کرتے تھے اور ان کی خوراک لباس کا ہر طرح سے خیال فرماتے تھے۔ یہ بات ان کی سوتیلی والدہ صاحبہ کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی جس کے باعث ان کے والدین میں اکثر و بیشتر لڑائی جھگڑا رہتا۔ قاری صاحب رحمہ اللہ روز روز کے گھریلو جھگڑوں سے تنگ آچکے تھے۔ سوتیلی والدہ کا دیا ہوا تاثر کہ حافظ کے لیے مسجد میں جگہ نہیں؟ انہیں خانہ خدا میں کھینچ لایا اور وہیں سے ان کی دینی لگن کی ابتداء ہوئی اور دینی خدمت کی انتہا تک پہنچی۔ اس لحاظ سے ان کی والدہ کا رویہ ان کے لیے نیک فال ثابت ہوا اور یہ دین کے مخلص اور مضبوط خادموں میں شامل ہوئے۔

## حفظ

حضرت مولانا قاری خدا بخش کانھوی مراد آبادی رحمہ اللہ سے آٹھ دس پارے امرتسر میں ہی حفظ کیے پھر بعد میں حضرت قاری خدا بخش رحمہ اللہ لکھنو چلے گئے تو آپ نے حافظ عبد اللطیف سنبھلی رحمہ اللہ سے مسجد خیر الدین میں پڑھنا شروع کیا اور حفظ کی تکمیل کی۔

## تجوید

آپ نے تجوید حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ سے پڑھی۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


## تدریس

لاہور میں سب سے پہلے مال روڈ پر ڈاکٹر عزیز الدین کے ہاں کچھ عرصہ پڑھایا۔ پھر ضلع گورداس پور میں بعد ازاں چینیانوالی مسجد لاہور میں تقریباً ۲۰ سال پڑھایا۔

## تجوید القرآن

آپ رحمہ اللہ نے مسجد نور کوچہ کندیگراں میں اگست ۱۹۵۰ء میں مدرسہ تجوید القرآن کی بنیاد رکھی۔ پھر ۱۷/۱ اکتوبر ۱۹۵۶ء/۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ کو موجودہ عمارت کی بنیاد رکھی گئی۔ جس میں حضرت قاری فضل کریم رحمہ اللہ، حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ، حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ اور استاذ القراء حضرت قاری عبد المالک رحمہ اللہ کو مدعو کیا اور تمام حضرات نے مدرسہ کی سنگ بنیاد رکھی اور دعا فرمائی۔ حضرت قاری فضل کریم تا حیات اس مدرسہ میں خدمت قرآن میں مشغول رہے۔

## رعب ودبدبہ

باوجودیکہ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ ظاہری بصارت سے موصوف نہ تھے، لیکن طالب علموں پر ان کا کچھ ایسا رعب چھایا رہتا تھا کہ کیا مجال کہ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ درس گاہ میں موجود ہوں اور کوئی طالب علم دوسرے سے آواز سے بات کر سکے بلکہ اکثر ایسا دیکھا گیا کہ طلباء شور کر رہے ہیں اور حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو دور سے آتے دیکھ کر ان پر ایسا سناٹا طاری ہو گیا کہ گویا ان کے منہ میں زبان ہی نہیں اور ان کی جماعت پر کچھ ایسی متانت اور سنجیدگی چھا گئی گویا کہ وہ بچے ہی نہیں ہیں۔ البتہ بڑھاپے میں یہ کیفیت کسی حد تک ملاطفت اور شفقت کے ساتھ بدل گئی تھی۔ بلکہ بعض دفعہ طلبا سے کچھ بے تکلفی بھی فرما لیا کرتے تھے مگر اس حد تک نہیں کہ اس سے تعلیم وانتظام کا کام متاثر ہو۔

## ذہانت

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی بیٹی کہتی ہیں کہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ طالب علم قرآن پاک زبانی سناتے سناتے اِدھر اُدھر متوجہ ہو کر بیٹھے ہی بیٹھے ہاتھوں سے کھیلنے لگتے۔ حالانکہ آواز ایک رتی بھی پیدا نہ ہوتی مگر انہیں علم ہو جاتا کہ وہ دوسرے ساتھیوں کے ساتھ اشاروں کنایوں میں مصروف ہیں۔ میں نے ایک دفعہ جب بچے جا چکے تو ان سے پوچھا آپ کو کیسے علم ہو جاتا ہے؟ تو فرمانے لگے کہ آواز کا رخ بدل جاتا ہے چہرہ دوسری طرف کرنے سے آواز کی سمت بدل جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شاگرد (حفظ کا) دیکھ کر سنانا شروع کر دیتا تا کہ سبق یاد نہ ہونے کے باعث ڈانٹ ڈپٹ سے بچ جائے تو حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو علم ہو جاتا شاید سبق یاد نہ ہونے کی صورت میں تو سبق یاد کروا دیتے مگر دھوکہ بازی کے باعث بچے سرزنش سے نہیں بچا کرتے تھے۔ ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ایک صاحب فرمانے لگے کہ میں اگر آپ کے پاس سے کچھ حالت بیداری میں چرا کر لے جاؤں تو آپ کبھی گرفت نہ کر سکیں گے۔ مذاق میں انہوں نے کچھ اشیاء لا کر رکھ دیں۔ مختلف اطراف میں چیزیں پڑی تھیں۔ اس صاحب نے جونہی اشیاء پر ہاتھ مارا حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ اس قدر بوکھلائے کہ انہیں کچھ سوجھتا ہی نہ تھا۔ پھر انہوں نے


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اصرار کر کے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتا چلا؟ آپ نے فرمایا کہ اشیا میں مکھیاں بیٹھ گئی تھیں۔ آپ کے ہاتھ مارنے سے مکھیاں اڑیں تو میں نے سمت کا اندازہ لگایا اور یوں آپ پکڑے گئے۔ وہ ہمیشہ ہاتھوں کی بناوٹ سے احباب کو پہچان لیتے تھے۔

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ اپنے کمرے میں تشریف فرما ہوتے تو وہاں بیٹھے یہ بتا دیتے کہ فلاں نمبر کمرے میں اُستاذ موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو کافی دیر بعد ملتا تو آپ اس سے مصافحہ کرتے ہی پہچان جاتے۔

## حسن تدریس

ایک بہت ہی اعلیٰ اور مبارک وصف اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو یہ عطا فرمایا تھا کہ ان کی خواہش ہوتی تھی کہ میرے شاگرد بالکل میری طرح ہی پڑھنے لگیں۔ طلبا کو تجوید کے موافق پڑھنے کی بڑی سختی کے ساتھ ہدایت فرماتے اور ایک ایک لفظ پر نگاہ رکھتے تھے اور روک ٹوک فرماتے۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے جوانی کے شاگرد آج کل کے عام قاریوں سے اچھا پڑھتے تھے۔ چنانچہ قاری محمد شاہد لکھنوی رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے، حضرت قاری صاحب کے شاگردوں کا سن کر بہت خوش ہوئے اور حسن تدریس پر اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ صحت لفظی کا اس قدر خیال تو ہمارے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنو کے اساتذہ بھی نہیں رکھتے تھے۔

## بزرگوں اور اُساتذہ کا احترام:

حضرت قاری صاحب میں جہاں اور خوبیاں تھیں ان میں ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ بزرگوں اور اساتذہ کا حد درجہ احترام فرماتے تھے۔ حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ بلحاظ عمر حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ سے کوئی اتنے بڑے نہ تھے۔ بارہا ایسا دیکھا گیا کہ حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ آپ کو مدرسہ تجوید القرآن میں شاگردوں کے سامنے ڈانٹ رہے ہیں اور وہ تسلیم و رضا کا پیکر بنے اس طرح کھڑے ہیں جیسا کوئی چھوٹا بچہ ہو اور اف تک نہیں کرتے۔ اسی تواضع کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو ہر ایک کی نگاہ میں معزز بنا دیا تھا۔

## ہمہ گیر شخصیت:

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی طبیعت باوجود اعتقاد و عمل کی پختگی کے ملنسار اور ہمہ گیر واقع ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مدرسہ تجوید القرآن کی بنیاد رکھتے وقت آپ نے اہل سنت کے مکاتب ثلاثہ یعنی دیوبندی، اہل حدیث اور بریلوی تینوں مکاتب فکر کے مقتدر اور ممتاز ترین علما کو اس تقریب میں مدعو فرمایا۔ چنانچہ دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے راس الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کو، اہل حدیث مکتب فکر کی طرف سے حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو اور بریلوی مکتب فکر کی طرف سے حضرت مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ کو شرکت کی دعوت دی اور یہ تینوں حضرات تشریف لائے مگر عین بنیاد رکھنے کے وقت ان تینوں حضرات نے امام القراء حضرت عبدالمالک رحمہ اللہ کو اپنا نمائندہ چن لیا۔ اس طرح بنیاد کی پہلی اینٹ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## قرآن پاک سننے کا شوق:

حضرت قاری صاحب کو قرآن پاک سننے کا بہت شوق تھا۔ خصوصاً جب سے آپ کو قراء مصر کی قاہرہ ریڈیو سے تلاوتوں کا معلوم ہوا تو اس وقت سے اس شوق نے عشق کی کیفیت اختیار کر لی تھی۔ شام ۴ بجے سے لے کر گیارہ بجے رات کے اوقات میں باستثناء اوقات نماز کے شاید ہی کوئی تلاوت ایسی ہوتی ہو جسے آپ نہ سنتے ہوں۔

## اَساتذہ:

① حضرت مولانا قاری خدا بخش کانٹھوی رحمہ اللہ
② حافظ عبداللطیف رحمہ اللہ
③ حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ

## تلامذہ

① حضرت قاری محمد شریف رحمہ اللہ
② حافظ قاری زید مقبول
③ مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ
④ حافظ قاری حامد حسن
⑤ حافظ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ
⑥ حافظ قاری مسافر جان مدرس مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور
⑦ حافظ قاری محمد سعید جیا موسیٰ
⑧ حافظ قاری اشفاق الٰہی لاہور
⑨ حافظ قاری محمد مشتاق لاہور
⑩ حافظ قاری خلیل الرحمٰن مظفر آبادی، سعودی عرب
⑪ حافظ قاری فیوض الرحمٰن ڈائریکٹر مذہبی امور ڈی ایچ اے کراچی
⑫ حافظ قاری محمد اکبر شاہ مظفر آبادی
⑬ حافظ قاری محمد اقبال راولپنڈی
⑭ حافظ قاری محمد عبدالغنی لاہوری
⑮ حافظ قاری محمد نذیر مکی مسجد لاہور
⑯ حافظ قاری محمد عمر ہزاروی

## وفات

۲۳ر جون ۱۹۷۰ء بروز منگل جیا موسیٰ لاہور میں وفات پائی۔ نماز جنازہ قاری محمد رفیع رحمہ اللہ نے پڑھائی۔ آپ جیا موسیٰ کے قبرستان میں مدفون ہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سبعة أحرف

[قسط دوم]

ڈاکٹر ابومجاہد عبدالعزیز القاری*
مترجم: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی**

# سبعة أحرف سے کیا مراد ہے؟

گزشتہ شمارے میں حدیث سبعة أحرف کے ضمن میں ہم نے تین تحریریں شائع کی تھیں۔ اس حدیث کا مفہوم چونکہ اُمت میں معرکة الآراء مسائل میں سے ہے، چنانچہ ادارے کا احساس ہے کہ اس باب میں اُردو زبان میں بھرپور مواد کو بھی منتقل کیا جائے اور سبعة أحرف کے مفہوم کی تعیین کی کوشش بھی بروئے کار لائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا نتیجہ ہے کہ زیر نظر شمارہ میں اس سلسلہ میں ہم مزید چھ تحریریں شائع کر رہے ہیں، جن میں سبعة أحرف کے مفہوم کو خصوصاً زیر بحث لایا گیا ہے۔ ان تحریروں میں سے جناب ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی ﷾ کی تحریر کو اس کے عمومی موضوع کے اعتبار سے اگرچہ ''مباحث قراءات'' کے ذیلی عنوان کے تحت شائع کیا گیا ہے، لیکن اُس تحریر کا اکثر حصہ اِس موضوع سے متعلقہ ہے۔ ہم مکرراً عرض کرتے ہیں کہ ان تمام مضامین کے آخر میں اِدارہ کلّیة القرآن الکریم کے اَربابِ دانش کی رائے پر مبنی ایک مستقل مضمون بھی ہدیہ قارئین کیا جائے گا، جس میں شائع شدہ تمام مضامین میں پیش کردہ افکار کا خلاصہ وموازنہ پیش کرتے ہوئے سبعة أحرف کے مفہوم کے سلسلہ میں راجح موقف کی تعیین کی کوشش کی جائے گی۔

زیر نظر تحریر میں فاضل مضمون نگار نے بڑے دیانتدارانہ طریقے سے 'سبعہ احرف' سے مراد کے تعین کی کوشش کی ہے اور بظاہر اس دقیق بحث کو اپنے آسان طرزِ بیان سے انہوں نے بڑی حد تک سہل کر دیا ہے۔ اُسلوب نگارش بڑا ہی منطقی اور اُصولی ہے۔ اس تفصیلی مضمون کی پہلی قسط ڈاکٹر حافظ حسن مدنی ﷾ کے سلیس ترجمہ کے ساتھ اس سے قبل پچھلے شمارے میں بھی شائع ہو چکی ہے، جو اپنے مقام پر ایک مستقل حیثیت کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اس بحث سے بھی گہرا تعلق رکھتی ہے، کیونکہ انہی احادیث کی روشنی میں، جو کہ تفصیل سے گزشتہ شمارے میں ذکر ہوئیں، سبعة أحرف کی مراد کا تعین کیا گیا ہے، چنانچہ اس مضمون میں بھی قارئین کو جا بجا گزشتہ قسط کے حوالے نظر آئیں گے۔ مکمل استفادے کے خواہش مند حضرات اس قسط کو بھی سامنے رکھیں۔ [ادارہ]

'سبعہ احرف' کا مفہوم کیا ہے اس کے بارے میں علماء کے مابین بہت اختلاف ہے حتیٰ کہ علامہ سیوطی ؒ نے 'الاتقان' میں علماء کے ۴۰/ اَقوال ذکر کئے ہیں۔ [الاتقان: ص ۱۳۱] لیکن اقوال کی یہ کثرت قاری کے لیے باعث خوف اور وجۂ مشقت نہیں ہے، کیونکہ اکثر اَقوال ایسے ہیں جو دلیل ونظر کی کسوٹی پر پورے نہیں اُترتے۔ بغور جائزہ لینے پر ایسے اَقوال بہت کم ہیں جن میں صحیح ہونے کی گنجائش ہے۔ ان میں سے چھ اَقوال کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

* سابق پرنسپل کلیہ القرآن الکریم، جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

** مدیر التعلیم جامعہ لاہور الاسلامیہ ومدیر ماہنامہ محدث، لاہور



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## پہلا قول

ابن سعدان نحوی رحمہ اللہ کے بقول حدیث سبعہ اَحرف کا شمار ایسی اَحادیث میں ہوتا ہے جو اپنے مفہوم و مدعا میں صریح نہیں بلکہ متشابہ ہیں۔[محمد بن سعدان الضرير الكوفى النحوى المقرى ابوجعفر[م۲۳۱] ،بغية الوعاة ۱/۱۱۱] یعنی ان کا مقصد و مراد مخفی ہے۔جس کی وجہ یہ ہے کہ 'الحرف'ایسا لفظ ہے جو متعدد معانی پر بولا جاتا ہے جبکہ اَحادیث میں کسی ایک کا تعین نہیں کیا گیا،لہٰذا اس کے مفہوم کا تعین مشکل ہے۔

## دوسرا قول

سبعہ اَحرف میں سبعہ کے لفظ سے حقیقتاً عدد مراد نہیں بلکہ یہ لفظ کثرت کے مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے اور عربی زبان میں یہ عام طریقہ ہے کہ 'سبعہ' کا لفظ بول کر اکائیوں میں کسی شے کا کثر التعداد ہونا مراد لیا جاتا ہے۔جس طرح 'سبعین' کا لفظ بول کر دہائیوں میں کثرت مراد ہوتی ہے۔لہٰذا اس حدیث کا مدعا یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھلی رخصت دی گئی ہے کہ جس لغت کے مطابق چاہیں قرآن کی تلاوت کرلیں۔یہ قول قاضی عیاض رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔[ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی[م۵۴۴]،الدیباج :۲/۴۶] اور اس کو مان لینے سے اس نظریہ کی بھی تائید ہوجاتی ہے کہ قرآن کی بالمعنی قراءت مشروع ہے۔

## تیسرا قول

سبعہ اَحرف سے اَحکام و معانی کی سات اَصناف مراد ہیں جو یہ ہیں:

- حلال وحرام
- امر
- توبیخ
- محکم
- متشابہ
- اور امثال

## چوتھا قول

سبعہ اَحرف سے اہل عرب کی فصیح لغات میں سے ایسی سات لغات مراد ہیں جن پر قرآن نازل ہوا ہے۔یہ سات لغات آپس میں بھی مختلف ہیں جن میں سے بعض لغات دوسری لغات کی بہ نسبت قرآن میں زیادہ بھی استعمال ہوئی ہیں۔یہ قول ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ کا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی شعب الایمان میں اس کی تائید کی ہے۔

## پانچواں قول

یہ سات لغات ایک کلمہ میں اور ایک ہی حرف میں بایں صورت ہیں کہ الفاظ میں تبدیلی کے باوجود معنی میں تبدیلی نہ آنے پائے۔جس طرح کوئی شخص 'ادھر آ ؤ' کے مفہوم کے لیے 'هلم' کی جگہ 'تعال ، إلى ، قصدى ، نحوى اور قربى' جیسے دیگر الفاظ استعمال کرتا ہے جو کہ الفاظ میں مختلف ہونے کے باوجود معنی میں یکساں ہیں۔یہ قول ابن جریر طبری رحمہ اللہ کا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اب یہ تمام لغات باقی نہیں ہیں بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کو ایک حرف اور ایک ہی مصحف پر جمع کردیا اور باقی جملہ مصاحف کو ضائع کردینے کا حکم دے دیا،ماسوائے اس مصحف کے جس کو آپ نے خود جمع فرمایا،اس کے علاوہ ہر اس شخص پر جس کے پاس کوئی مصحف ہو آپ نے لازمی کردیا کہ اس کو اپنے پاس نہ رکھے اور ضائع کردے۔لہٰذا



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اُمت مسلمہ نے اس سلسلے میں بالاتفاق آپ کی اِطاعت کی، اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جو کچھ آپ قرآن کے بارے میں کررہے ہیں،مبنی برحق اور درست ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خلیفۂ عادل کی اِطاعت کرتے ہوئے اور اپنی اور اپنے بعد آنے والے سارے اہل ملت کی خیر و بھلائی کو مدنظر رکھتے ہوئے باقی چھ حروف کو ترک کردیا۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حروف کی معرفت ختم ہوتی چلی گئی اور اس کے اثرات ونشانات معدوم ہوگئے۔ چنانچہ آج ان حروف پر قراءت کی کوئی صورت نہیں۔'' [تفسیر ابن جریر:۱/۵۷۔۶۴]

اس قول میں اَحرف کی تفسیر جن سات لغات کے ساتھ کی گئی ہے ان کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے۔

① ابوعبید رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بسند ''سعید ابن عروبة عن قتادة عمن سمع ابن عباس'' نقل کرتے ہیں کہ قرآن دوکعب (یعنی کعبِ قریش اور کعبِ خزاعہ) کی لغتوں میں نازل ہوا۔آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ (کہ بیک وقت دولغتوں میں قرآن نازل ہوا) تو آپ نے کہا، کیونکہ دونوں کا گھر اور جائے اصل ایک ہی ہے۔ پھر ابوعبید نے ''بروایت کلبی عن أبی صالح عن ابن عباس'' یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن سات لغات پر نازل ہوا جن میں پانچ لغات قبیلہ ہوازن کے عجز کی ہیں۔ ابوعبید کہ انہیں ''هوازن علیا'' بھی کہا جاتا ہے جو یہ ہیں: سعد بن بکر، جشم بن بکر، نصر بن معاویہ اور ثقیف۔

② بقول ابو حاتم سجستانی رحمہ اللہ [سھل بن محمد بن عثمان بن القاسم ابوحاتم السجستانی [م۲۵۰]بغیة الوعاة:۲/۶۰۶] ان سات لغات سے مراد قریش، ہذیل، تمیم، ازد، ربیعہ، ہوازن اور قبیلہ سعد بن بکر کی لغات ہیں۔

③ ابوعلی الاہوازی رحمہ اللہ [الحسن بن علی بن ابراہیم بن یزداد بن ہرمز الاستاذ ابوعلی الاھوازی شیخ القراء بالشام فی عصرہ[م۴۴۶] ۱/۲۲۰] کا رجحان اس طرف ہے کہ یہ سب لغات دراصل قریش کے بطون میں ہی ہیں۔

④ بعض کے قول کے مطابق یہ سب 'مضر' قبیلہ میں سے ہیں۔

⑤ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بعض اصحاب علم سے اس قول کو بھی نقل کیا ہے کہ یہ سات لغات: ''ہذیل، کنانہ، قیس، ضبط، تیم الرباب، اسد بن خزیمہ اور قریش'' کی ہیں۔ [الاتقان:۱/۱۳۵]

## چھٹا قول

ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ، ابوالفضل الرازی المری رحمہ اللہ اور محمد بن الجزری المقری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ الأحرف السبعة سے 'کلماتِ قرآنیہ میں اختلاف اور تغایرُ کی سات قسمیں مراد ہیں۔یعنی سبعہ حروف کے ذریعے کلماتِ قرآنی میں ہونے والی تبدیلی 'اختلاف کی سات قسموں' سے خالی نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ان تغیرات اور اختلافات کی تعداد کے سات ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے،لیکن ان کے تعین اور وضاحت کے ضمن میں اختلاف ہے۔

◉ ابن قتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں[تاویل مشکل القرآن:ص۲۸] کہ میں قرآن میں سبعہ حروف کے ذریعے ہونے والی تبدیلیوں پر غوروفکر کرتا رہا جس کے نتیجے میں مجھے اختلاف کی سات صورتیں معلوم ہوئیں:

① تغیر کی پہلی صورت یہ ہے کہ کسی کلمہ کے اعراب اور حرکت میں ایسی تبدیلی ہو جو نہ ان کے معنی میں تغیر کرے نہ صورت خطی میں۔ جس طرح کہ فرمانِ الٰہی ﴿هٰؤُلَاءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ﴾ میں ﴿هُنَّ اَطْهَرَ﴾ یعنی راء پر پیش کے بجائے زبر۔

② کسی کلمہ کے اعراب یا حرکت میں ایسی تبدیلی واقع ہو جو اس کے مفہوم و معنی کو تبدیل کردے لیکن صورت خطی برقرار



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا﴾ میں ﴿رَبُّنَا﴾ یعنی باء کے ضمہ کے ساتھ۔

③ کلمہ کے اعراب میں تبدیلی کی بجائے اس کے حروف میں ایسی تبدیلی ہو جس سے معنی تو متغیر ہو جائے، لیکن صورت خطی برقرار رہے۔ مثلاً ﴿وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا﴾ کی بجائے ﴿نَنْشِزُهَا﴾

④ اختلاف کی چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی کلمہ میں تغیر اس کی صورت خطی یعنی صورت و ہیئت پر تو اثر انداز ہو، لیکن معنی میں کوئی فرق نہ آئے۔ مثلاً ﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ کی جگہ ﴿اِلَّا زَقْيَةً﴾

⑤ تبدیلی اس طور ہو کہ کلمہ کی شکل و صورت کے ساتھ معنی بھی تبدیل ہو جائیں جیسے ﴿طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ﴾ کی جگہ ﴿طَلْعٍ مَّنْضُوْدٍ﴾

⑥ اختلاف کی نوعیت تقدیم و تاخیر کی قبیل سے ہو مثال کے طور پر ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ کی بجائے ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ﴾ پڑھا جائے۔

⑦ کلمات میں زیادتی یا نقص۔ مثلاً ﴿وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ﴾ کی بجائے ﴿وَمَا عَمِلَتْ اَيْدِيْهِمْ﴾ اور ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ کی بجائے ﴿اِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾

◉ ابو الفضل الرازی رحمہ اللہ کے مطابق تغیرات کی سات قسمیں یہ ہیں: [اس قول کو سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور رازی رحمہ اللہ کی کتاب اللوائح کی طرف اس کی نسبت کی ہے، الاتقان (ابو الفضل بن ابراہیم رحمہ اللہ جس کے طابع ہیں) میں 'اللوائح' یعنی ہمزہ کے ساتھ ہے جبکہ اصل میں اس کتاب کا نام 'اللوامح' بالمیم ہے۔]

① واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و مبالغہ جیسے اسماء کے اوزان کا مختلف ہونا (یعنی واحد کی جگہ تثنیہ یا مذکر کی بجائے مؤنث۔

② افعال (ماضی، مضارع، امر، نہی) کا ایک دوسرے سے تبدیل ہو جانا، اس طرح وہ اسماء جن کی طرف فعل کی نسبت ہوتی ہے۔ (مثلاً مذکر، مونث، متکلم، مخاطب اور فاعل و مفعول) کا مختلف ہونا۔

③ اعراب کی مختلف وجوہ کے ذریعے وجود میں آنے والی تبدیلی۔

④ کمی اور زیادتی کی قسم سے وجود میں آنے والی تبدیلی۔

⑤ تقدیم و تاخیر کی قبیل سے ہونے والی تبدیلیاں۔

⑥ ایک کلمہ کے حروف کا قلب...... یا ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ سے تبادلہ یا دوسرے حروف سے تبادلہ۔

⑦ مختلف لغات کے ضمن میں ہونے والی تبدیلیاں۔

◉ ابن جزری رحمہ اللہ کہتے ہیں [النشر: ۲۶/۱] کہ میں نے صحیح، شاذ، منکر اور ضعیف یعنی قراءت کی ہر قسم کا بغور جائزہ لیا ہے۔ جس کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جملہ حروف کا باہمی اختلاف ان سات صورتوں سے خالی نہیں۔

① معنی اور شکل و صورت میں تبدیلی کی بجائے کسی کلمہ کی حرکات میں تغیر ہو، جس طرح کہ ﴿البُخْلِ﴾ میں چار قسم کی حرکات اور ﴿يَحْسِبُ﴾ میں دو قسم کی حرکات پڑھنا جائز ہے۔

② معانی میں تغیر ہو فقط! جیسے ﴿فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ میں ﴿كَلِمٰتٌ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ اور ﴿وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ﴾ کی بجائے ﴿وَادَّكَرَ بَعْدَ اَمَهٍ﴾



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

③ معنی میں تغیر کے ساتھ ساتھ حروف میں بھی تبدیلی ہوجائے، لیکن صورت خطی تبدیل نہ ہو۔ مثلاً ﴿تَبْلُوْا﴾ کو ﴿تَتْلُوْا﴾ اور ﴿نُنَجِّيْكَ﴾ کو ﴿ نُنْحِيْكَ﴾ یعنی حاء کے ساتھ۔

④ حروف میں تغیر کے باوجود معنی میں تبدیلی نہ ہو جب کہ صورت تبدیل ہوجائے۔ جیسے ﴿بَصْطَةً﴾ کی بجائے ﴿بَسْطَه﴾ اور ﴿ اَلصِّراطَ﴾ کی جگہ ﴿اَلسِّرَاطَ﴾

⑤ معنی اور صورت دونوں تبدیلی ہوجائے جیسے ﴿اَشَدَّ مِنْكُمْ﴾ اور ﴿مِنْهُمْ﴾... ﴿يَاتَلِ﴾ اور ﴿يَتَاَلَّ﴾... ﴿فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ کی جگہ ﴿فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

⑥ تبدیلی تقدیم وتاخیر کی قبیل سے ہو، مثلاً ﴿فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ﴾ کی جگہ ﴿فَيُقْتَلُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ﴾ اور ﴿جَاءَ تْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ کی بجائے ﴿جَاءَ تْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ﴾

⑦ بعض کلمات میں کمی کردی جائے یا بعض میں زیادتی حروف ہوجائے۔جیسے وصیّٰ کی جگہ أوصٰی اور ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى﴾ کی جگہ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ یعنی راء کے کسرہ کے ساتھ۔

ابومجاہد رحمہ اللہ (صاحب مضمون) کہتے ہیں: ایسے اقوال جن کی طرف 'سبعہ احرف' کی توضیح کے سلسلے میں رجوع کیا جاسکتا ہے اور جو عقل ونظر کی کسوٹی پر پورا اترتے ہیں یہی مذکورہ بالا چھ اقوال ہیں۔ جن کی حقیقت اور صواب و خطاء کا فیصلہ بڑی بحث و تمحیص اور دقتِ نظر کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔ سو جب ہمارے سامنے ان اقوال کے حقائق اور ان کے دلائل واضح ہوجائیں تب ہی ان میں قولِ مختار کا حتمی فیصلہ کرنا ممکن ہوسکے گا۔

اب ہم اپنے ترتیب شدہ خاکے کی روشنی میں ان چھ اقوال کو ثابت اور متواتر قراءات پر پیش کریں گے۔ جس میں ان پر وارد ہونے والے اعتراضات واشکالات کو بیان کرتے ہوئے قولِ راجح کی نشاندہی کی جستجو کی جائے گی اور اللہ کی توفیق اور خصوصی اعانت کے ساتھ اس بحث کے آخر تک ہم کسی ایسے نتیجہ پر پہنچ جائیں گے جو دلائل و براہین کے لحاظ سے مضبوط، اعتراضات سے محفوظ اور قراءات قرآنیہ کے قریب تر ہوگا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ

## سابقہ اَقوال پر بحث وتمحیص

### قولِ اوّل:

جس میں حروف کے بارے میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ حدیثِ سبعہ احرف دراصل معنوی لحاظ سے متشابہ ہے اور اس کے مفہوم کا اِدراک نہیں ہوسکتا۔

اگر تو یہ بات اس قول کے قائل کی اپنے بارے میں ہے کہ میرے لیے یہ حدیث متشابہ المعنی ہے اور میں اس کے مفہوم کو نہیں سمجھ سکا، تب تو اس قول میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر قائل کی مراد تمام اُمت کے لیے مطلق طور پر ہے کوئی بھی اُمتی اس کے مفہوم وحقیقت سے آشنا نہیں تو قائل کا یہ نظریہ فقط ایک غلط فہمی ہے اور اس نظریے کی تردید اس اَمر سے بخوبی ہوجاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی اُمت کو سکھانے اور تعلیم دلانے کے لیے مبعوث کئے گئے تھے جس میں آپ کو سبعہ اَحرف کی تعلیم دینے کا حکم بھی تھا۔ چنانچہ آپ نے اُمت کو عملاً اس کی تعلیم دی اور انہیں ان حروف پر تلاوت کا حکم دیا۔ جس کو اُمت بجالائی (جیسا کہ اَحادیث سابقہ بھی اس پر مصرح ہیں) اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سبعہ احرف



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر تلاوت کرتے رہے اور بخوبی ان کا علم رکھتے تھے یا صحابہ کی اکثریت کے پاس ان حروف کا علم تھا۔ بعد میں صحابہ نے تابعین کو اس کی تعلیم دی اور یہ حروف ہر زمانے میں رائج رہے۔ حتیٰ کہ ہم تک متصل اسانید کے ساتھ پہنچ گئے۔ ان تمام حقائق کی روشنی میں یہ کیسے کہا جاتا ہے کہ یہ سبعہ احرف متشابہ المعنی ہیں جن کے معانی و مفاہیم کا اِدراک نہیں کیا جاسکتا......؟

اگر اس قول سے مراد یہ ہے کہ پہلی صدی ہجری کے مسلمان اس کا علم رکھتے تھے اور ان کے ساتھ قراءت کرتے تھے، لیکن بعد میں یہ علم ختم ہوگیا اور اس کے اثرات و نشانات معدوم ہوگئے، لہٰذا آج ہم اس کی حقیقت کو نہیں جان سکتے تو اس بات کا بھی عقل و فہم سے کچھ واسطہ نہیں۔ یہ وہی بات ہے جس کو ابن جریر رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے اور اس پر تفصیلاً بحث آگے پانچویں قول کے ضمن میں آئے گی، لیکن مختصراً یہ سمجھ لینا چاہئے کہ:

قرآن کی ایسی ثابت قراءات جو آج ہم میں موجود اور مروّج ہیں اور اپنے دامن میں الأحرف السبعة کو سموئے ہوئے ہیں، کے بارے میں اہل علم و تحقیق کا کبھی یہ اختلاف نہیں رہا کہ ان متواتر عشرہ قراءات کا بڑا حصہ اَحرف سبعہ پر مشتمل ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بھی متفقہ بات ہے کہ عشرہ قراءات ان تمام حروف پر مشتمل ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے آخر میں نازل کئے گئے تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تاقیامت حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے اور ایسا ممکن نہیں کہ قرآن سے کچھ بھلا دیا گیا ہو، یا معدوم ہوگیا ہو۔ لہٰذا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جملہ حروف جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے آخر میں نازل ہوئے سب کے سب محفوظ و مامون ہیں حتیٰ کہ ہر دور میں اُمت کا ان کو تلقی بالقبول حاصل رہا ہے اور یہ ہمیشہ محفوظ ہی رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قرآن کے اٹھا لیے جانے کا حکم دے دیں۔ اس قول کی تردید 'حدیث میں وارد شدہ صراحت' سے بھی ہوتی ہے کہ ان سبعہ حروف کے نزول کا مقصد اُمت کے لیے آسانی پیدا کرنا ہے۔ کیا مجہول اور نامعلوم شے سے اُمت کے لیے آسانی پیدا ہوسکتی ہے۔ علاوہ ازیں کس دلیل کی بناء پر اس رخصت اور آسانی کو فقط دورِ اوّل تک محدود کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ حدیث میں 'اُمت' کے لفظ عام ہیں اور پوری اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ حرف کا مفہوم قطعی نہیں اور یہ ایسا لفظ ہے جو مشترک اور کثیر معانی پر بولا جاتا ہے تو یہ بات تو صحیح ہے کہ حرف کا لفظ عام ہے، لیکن باوجود اس کے قرائن و آثار کی رو سے حرف کی تعیین اور مراد واضح اور حتمی ہوچکی ہے (جیسا کہ آگے تفصیل سے بیان ہوگا) چنانچہ اس تفصیل کے بعد حرف کا لفظ مشترک نہیں رہے گا بلکہ احادیث سبعہ احرف میں استعمال ہونے والے حرف کا مفہوم متعین ہوجائے گا۔

## قول ثانی:

یہ قول کہ 'سبعہ احرف' کے الفاظ سے حقیقتاً عدد اور گنتی مراد نہیں بلکہ حدیث سبعہ احرف کا مفہوم و منشا یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ نے قراءت بالمعنی کی رخصت دی ہے جس میں وسعتِ زبان کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی بھی ہم معنی لفظ تلاوت کیا جاسکتا ہے۔

اس قول کے قائلین کو دراصل اس سلسلے میں وارد ہونے والے فرامین سے التباس پیدا ہوا ہے۔ جس طرح کہ ابی بن کعب، ابوہریرہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث کے ظاہر الفاظ سے یہ اشکال پیدا ہوتا ہے جو اس طرح ہیں کہ نبی



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اکرمﷺ نے سبعہ احرف کے فرق کو سمجھاتے ہوئے صحابہ کو مثال دی کہ تم علیماً حکیماً کی جگہ غفوراً رحیماً پڑھ سکتے ہو اور ایک روایت[دیکھئے حضرت ابی، ابوہریرہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم کی اَحادیث میں: (قراءات نمبر حصہ اول: ص۱۰۶، ۱۰۷] میں اس پر ان الفاظ کا بھی منقول ہے کہ ''تم سبعہ احرف پر بلا جھجک تلاوت کرو، لیکن خیال رہے کہ عذاب کے ذکر کو رحمت اور رحمت کے ذکر کو عذاب سے مت تبدیل کرو' اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ میں نے قراءات کو سنا تو باہم متقارب پایا۔ لہٰذا جیسے جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے ویسے ہی پڑھو اور اس میں شک سے بچو، کیونکہ قراءات کا معاملہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی 'ھلم' کی جگہ 'تعال' اور 'أقبل' کہہ دے۔[دیکھیے: اَحادیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ص۱۱۲]

سوا نہی مذکورہ بالا مرویات سے اس قول کے قائلین کو یہ نظریہ اپنانے میں تقویت ملی ہے کہ نبی اکرمﷺ نے صحابہ کو اجازت دی تھی کہ قرآن کے منزل الفاظ کی بجائے کوئی اور بھی تلاوت کئے جاسکتے ہیں جب کہ درحقیقت ایسا نہیں کیونکہ ان مذکورہ نصوص سے زیادہ سے زیادہ یہی بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ حدیث میں آنے والی مثالوں کے ساتھ نبی اکرمﷺ نے صرف سبعہ اَحرف کے ذریعے وقوع پذیر ہونے والے اختلاف اور تبدیلی کی نوعیت بذریعہ مثال واضح فرمانے کا ارادہ کیا تھا کہ دیکھو جس طرح فلاں دو الفاظ میں ان کا باہمی تناقض وتضاد نہیں اسی طرح سبعہ احرف میں ہونے والے تغیرات بھی اسی قبیل سے ہیں تاکہ آنے والے لوگوں کو قراءات کے استعمال سے قرآن میں اضطراب کا شائبہ نہ ہو۔ یعنی ان کے ذہن میں یہ خیال نہ آنے پائے کہ قراءات کے استعمال سے قرآن کا مفہوم و مدعا بھی تبدیل ہوجاتا ہے اور ان کے سامنے بخوبی واضح ہوجائے کہ سبعہ احرف کے ذریعے ہونے والے اختلافات کی کیا نوعیت ہے۔ چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے 'ھلم، تعال' وغیرہ اور نبی اکرمﷺ نے ﴿عَلِیْمًا حَکِیْمًا﴾ کی بجائے ﴿غَفُوْرًا رَحِیْمًا﴾ کی سی مثالیں دے کر وضاحت فرما دی کہ یہ سب کی سب صفات الٰہی ہیں۔ اگر ایک قراءت میں ﴿غَفُوْرًا رَحِیْمًا﴾ کہہ دیا جائے اور دوسری قراءت میں اللہ عزوجل کو علیم وحکیم سے موصوف کردیا جائے تو اس میں کوئی معنوی تضاد نہیں۔

دوسرے قول میں بیان ہونے والے نظریہ کی مزید تردید حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرمﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ''ویسے پڑھو جیسے سکھائے گئے ہو۔''[(رشد، قراءات نمبر، حصہ اول: ص۱۰۷)] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے بالصراحت ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی کوئی بھی قراءت جائز نہیں اِلا یہ کہ نبی اکرمﷺ سے اس کا منقول ہونا ثابت ہو اور آپﷺ سے سنی گئی ہو۔ چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو بھی اسی تاویل پر محمول کیا جائے گا۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول ''فَاقْرَءُ وْا کَمَا عُلِّمْتُمْ'' میں ثابت ہونے والی دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ مزید برآں رسول اللہﷺ نے اپنے بعض اَقوال میں فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے انہیں کہا کہ ''اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اُمت کو سات حروف پر قرآن پڑھائیے۔'' یہ دلیل بھی اس بات کو صراحتاً ثابت کرتی ہے کہ جس قراءت کو نبی اکرمﷺ نے تلاوت نہیں کیا اور اُمت کو نہیں سکھلایا، اس کو احرف سبعہ کے ضمن میں نہیں لایا جاسکتا لہٰذا اصحاب کرام کے جو واقعات اَحادیث میں مذکور ہیں کہ انہوں نے قراءات میں اختلاف کیا اور ابتداء امر میں بعض پر اس کی قراءت کا انکار کیا تو ان سب واقعات میں کسی سے بھی یہ منقول نہیں کہ کسی صحابی نے اپنی



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طرف سے کچھ پڑھا ہو بلکہ ہر ایک کا یہ کہنا ہے کہ ''مجھے اس طرح نبی اکرمﷺ نے پڑھایا ہے۔''

ان دلائل سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ سبعہ حروف کے ذریعے کلمات وحروف کو تبدیل کرکے پڑھنے کی رخصت عام نہیں بلکہ اس بات سے مقید ہے کہ جو آپﷺ پر نازل ہوا اور آپ نے آگے سکھلایا اُس پر ہی تلاوت جائز ہے۔ کسی صحابی کے لیے یا بعد میں اُمت کے کسی بھی فرد کے لیے یہ جائز نہیں کہ کسی ایسی قراءت کی تلاوت کرے جو نبی اکرمﷺ نے امت کو نہیں سکھائی الغرض قرآن میں کسی بھی لفظ کا ہم معنی متبادل لفظ اپنی طرف سے تلاوت نہیں کیا جاسکتا۔

اگر یہ کہا جائے کہ:

''سبعہ احرف سے درحقیقت عدد مراد نہیں بلکہ یہ کثرت کے مفہوم کے لیے استعمال ہوا ہے جس طرح کہ اکثر اہل عرب کی عادت ہے۔''

تو اس اشکال کی بھی حقیقت یہ ہے کہ امر واقعہ ایسے نہیں، کیونکہ واضح نصوص (جن کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے) عدد کو ثابت کرتے ہیں اور حروف کی حد بندی پر دال ہیں اور کسی بھی جگہ پر سبعہ کے علاوہ کوئی اور عدد استعمال نہیں ہوا، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سبعہ سے خاص عدد ہی مراد ہے۔ (مزید تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیں)

## قول ثالث:

تیسرا قول کہ ''احرف سبعہ سے اَحکام ومعانی وغیرہ کی اقسام مراد ہیں۔''

صاحبِ قول کے اس شبہ کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ظاہری متن کو (جسے امام حاکم رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کیا ہے) سمجھنے میں غلطی کھائی ہے جس میں ہے کہ نبی اکرمﷺ نے کہا:

''پہلی کتاب ایک دروازے سے ایک ہی حرف پر نازل ہوئی، جبکہ قرآن کریم سات دروازوں سے سات حروف پر نازل ہوا ہے: ڈرانے والا، حکم دینے والا، حلال کرنے والا، حرام کرنے والا، اپنی مراد میں واضح یعنی محکم، متشابہ، اور گذشتہ قوموں کے حالات بتانے والا۔'' [اَحادیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ، (رشد، قراءات نمبر، حصہ اول: ص۱۱۲، ۱۱۳)]

چنانچہ انہیں گمان یہ ہوا کہ یہ مذکورہ انواع 'احرف' کی تفسیر ہیں، جبکہ فی الحقیقت ایسا نہیں، کیونکہ نبی اکرمﷺ نے دراصل اس حدیث میں دروازوں اور حروف کے بارے میں خبر دیتے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ ایک تیسری چیز کی بھی خبر دی ہے جس کا پہلی دو سے کوئی تعلق نہیں، جو قرآن کے معانی ومقاصد کے گرد گھومتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ساتوں کلمات (جو کہ معانی واَحکام سے متعلق ہیں) حال ہونے کی بناء پر منصوب ہیں نہ کہ مجرور ...... (یعنی ''علی سبعة أحرف'' کا بدل بنتے ہوئے مجرور نہیں بلکہ حال بنتے ہوئے منصوب ہیں) لہٰذا عبارت کی تقدیر یوں ہے کہ قرآن نازل کیا گیا اس حال میں کہ ڈانٹنے والا ہے، حکم دینے والا ہے...... الخ۔

اس کے علاوہ روایات سے یہ بات حتمی طور پر ثابت ہوجاتی ہے کہ حروف سے مراد پڑھنے کی صورتیں ہی ہیں نہ کہ اَصناف معانی واَحکام! جس طرح کہ نبی اکرمﷺ سے مختلف احادیث میں یہ الفاظ منقول ہیں کہ مجھے جبریل علیہ السلام پڑھایا کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ اس صورت میں سورۂ فرقان


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی تلاوت فرما رہے تھے جو نبی اکرمﷺ نے مجھے نہیں سکھائی تھی۔ سو ان اَحادیث کی موجودگی میں کہ جن میں پڑھنے یا پڑھانے کا تذکرہ صراحت سے موجود ہے، سبعہ احرف سے مزعومہ مفہوم کس طرح اَخذ کیا جاسکتا ہے۔ جو اصحاب علم ان کو معانی و اَحکام کی اَصناف قرار دیتے ہیں وہ اس فرمانِ نبوی کا کیا مفہوم بیان کریں گے کہ ''مجھے جبریل علیہ السلام نے ایک صورت پر پڑھایا پھر دوسری صورت پر......'' کیا فقط 'حلال' بتانے والی یا 'حکم' ثابت کرنے والی، یا زجر و توبیخ والی آیات پر جبریل علیہ السلام نے پہلے تلاوت کروائی اور ایک صنف کی تلاوت کے وقت دوسری اصناف کو نظر انداز اور حذف کردیا پھر دوسری صنف پر تلاوت کروائی پھر تیسری صنف پر؟ اس غلط مفہوم کی تردید کے لیے ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث 'احرف سبعہ' روایت کرنے والے تابعی ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا قول بے حد کافی ہے کہ جس کا شمار تابعین میں حفاظ کے امام کی حیثیت سے ہوتا ہے، فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ سات حروف ایسے معاملے میں ہوتے ہیں جو حرام و حلال میں مختلف نہیں ہوتا۔ واضح رہے کہ 'بلغني' سے مراد یہی ہے کہ وہ صحابہ سے یہ بات روایت کر رہے ہیں۔ اسی طرح ابن جریر رحمہ اللہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ سبعہ احرف حلال و حرام اور امر و نہی میں باہم مختلف نہیں ہوتے بلکہ ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے 'تَعَال' کی جگہ 'هَلُمَّ' یا 'أقبل' کہہ دیا جائے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ جس طرح ہماری قراءت میں ﴿إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی قراءت [تفسیر ابن جریر: ۱/۵۳] میں ﴿إِنْ كَانَتْ إِلَّا زَقْيَةً وَّاحِدَةً﴾ کے الفاظ ہیں۔

## قول رابع:

سبعہ اَحرف کے بارے میں یہ نظریہ کہ قرآن مجید کی سات قراءات سے مراد اہل عرب کی سات مشہور اور فصیح لغات ہیں جو کہ قرآن مجید میں زیر استعمال ہیں اور کچھ لغات کا استعمال قرآن میں زیادہ ہے اور کچھ کا قدرے کم......

اگرچہ یہ قول گزشتہ اَقوال کی نسبت قوی معلوم ہوتا ہے مگر چند چیزیں ایسی ہیں جو اس میں ضعف کا باعث ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس قول کے قائلین کا ان لغات فصحٰی کی تعیین میں اور ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ جبکہ احرف سبعہ کے ضمن میں واقعہ یہ ہے کہ حدیث میں ان کے عدد کا تعین نہ صرف موجود ہے بلکہ اکثر احادیث بھی اس تعداد پر دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا اگر ان سے مراد وہ ہے جو یہ کہتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ سے ان کا یہ مفہوم کیوں مخفی رہا حالانکہ انہیں یہ حروف پڑھائے اور سکھائے گئے تھے (جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے) انہوں نے حروف پر تلاوت بھی کی اور ہم تک ان حروف کا اکثر حصہ بھی پہنچا ہے جو کہ آج بھی ہمارے سامنے ہے۔

جہاں تک ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول دو آثار کا تعلق ہے تو ان کی اَسانید میں ضعف کے باعث وہ قابل حجت نہیں، کیونکہ ان میں سے ایک اثر کو تو قتادہ نے ایک غیر معین مجہول راوی سے روایت کیا ہے، لہٰذا وہ روایت 'منقطع' ہے جبکہ دوسری روایت کلبی سے مروی ہے جو کہ 'کذاب' ہے۔ [دیکھئے صفحہ نمبر ۱۵۱]

انہی اعتراضات میں سے دوسرا یہ ہے کہ ایسا شخص جو ان قراءات کا علم رکھتا ہے اور ان کو سمجھتا ہے یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ یہ قراءات فقط ان لغات پر ہی منحصر نہیں جن کا ذکر ہوا ہے بلکہ اسی قول کے اعتقاد رکھنے والے لغت کے ماہرین بھی قرآن مجید میں استعمال ہونے والی لغات کے ضمن میں ان کی ایک طویل فہرست گنواتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ہمیں بھی ان کی معلومات پر شک کا گمان ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ابن عبید رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف کی



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔جس میں اس نے بے شمار مفردات قرآن کو موضوع بناتے ہوئے ان کی نسبت مختلف لغات عرب کی طرف کی ہے، جبکہ وہ لغات صرف وہی نہیں جو اس قول کے قائلین اور خود ابن عبید رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں۔مزید برآں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول بھی (جو انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا) اس نظریہ کی تردید کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ بلاشبہ قرآن لغت قریش پر نازل ہوا ہے سو آپ لوگوں کو لغت قریش کے مطابق ہی پڑھائیے اور سکھلائیے نہ کہ ہذیل کی لغت کے مطابق [ایضاح الوقف والابتداء للانباری:۱۳/۱] اسی طرح صحیح بخاری میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قول بھی (جو کہ مصحف کی کتابت کے وقت کہا گیا) صحیح طور پر ثابت ہے کہ: جب تمہارا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قرآن کے بارے میں اختلاف ہوجائے تو اس کو لغت قریش کے مطابق لکھ لیا کرو کیونکہ قرآن ان کی لغت پر نازل ہوا ہے۔[صحیح البخاري میں کتاب التفسیر' باب جمع القرآن':۲۲۶/۱]

قرآن کریم کے بارے میں ان دو آثارِ صحیحہ سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ قرآن میں صرف ایک ہی لغت اور ایک ہی زبان ہے جو کہ صرف اور صرف قریش کی ہے۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قول میں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس بات سے منع بھی کیا گیا ہے کہ وہ کسی شخص کو لغت ہذیل میں قرآن مت پڑھائیں جبکہ ہذیل عرب کے ان بڑے اور اہم قبائل میں سے ہی ایک ہے جن کے بارے میں ابن عبید رضی اللہ عنہ وغیرہم کا یہ کہنا ہے کہ قرآن ان کی لغت پر نازل ہوا۔ان دونوں صحیح آثار سے ثابت ہونے والی وضاحت کے بعد ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ اپنے ان بھائیوں سے پوچھیں کہ وہ ان آثار کا کیا جواب دیتے ہیں؟ اور کون سی ایسی تاویل کرتے ہیں جس کی مدد سے وہ ان آثار سے نکلنے کی راہ پاسکیں۔

## قول خامس:

ابن جریر رحمہ اللہ کے اس قول کی دو قسمیں ہیں:

❶ پہلی تو یہ ہے کہ ان حروف سبعہ سے مراد یکساں معانی رکھنے والے مختلف الفاظ کا استعمال ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مثال سے اس پر دلیل کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا (یہ احرف سبعہ کی مثال تو ایسے ہے جیسے کوئی شخص هَلُمَّ کی بجائے تعال اور اَقْبِل کہہ دے کہ جن سب کا معنی یکساں ہے)

سو ہم یہ واضح کرچکے ہیں کہ اس مثال سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد حصر نہیں بلکہ صرف اَحرف سبعہ کی وجہ سے رونما ہونے والے اختلافات میں سے کسی ایک کی طرف ذہن کو متوجہ کرانا ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کی ثابت شدہ قراءات کا استقراء اور استعمال ابن جریر رحمہ اللہ کے اس قول کا بخوبی رد کرتا ہے، کیونکہ ان میں اختلاف وتغایر کی متعدد صورتیں استعمال ہوئیں ہیں جن میں ایک 'ترادف' بھی ہے۔مزید برآں یہ بات بھی ہے کہ اہل عرب کا باہمی اختلاف دراصل لہجات میں ہے۔ادغام کرنے، نہ کرنے، کسی حرف کو پستی سے یا فتح سے پڑھنے، جھٹکا دینے یا نہ دینے، لمبا کرنے یا نہ کرنے اور اسی طرح کی دیگر صورتوں میں فی الواقع اختلاف ہے اور قراءات کا بڑا مقصد بھی دوسرے طرز ادا کی مشقت کو دور کرنا ہے جو هَلُمَّ کی جگہ، اَقْبِلْ اور تَعَال پڑھنے کی بجائے ان صورتوں میں زیادہ ہے اور ادا سے متعلق ہیں اور اوپر ذکر ہوئی ہیں۔

چنانچہ احرف کی اس طور تفسیر کرنے کا نتیجہ یہی ہوسکتا ہے کہ باقی تمام تغیرات جن میں لہجات کا استعمال بھی ہے



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنی اصل صورت پر ہی قائم رہیں اوران میں کوئی تبدیلی نہ ہونے پائے جبکہ یہ بات اس حکمت کے عین منافی ہے جس کے لیے احرف سبعہ کو نازل کیا گیااور وہ حکمت یہی تھی کہ مختلف زبانیں بولنے والی امت سے مشقت دور کی جائے۔ زبانوں کا باہمی اختلاف بھی فی الحقیقت لہجات کا ہی ہے جو کہ ثابت شدہ قراءات متواترہ سے ہی ختم ہوسکتا ہے۔

۲ ابن جریر رحمہ اللہ کے قول کی دوسری شق یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مصحف کے علاوہ جو کہ ایک حرف پر تھا باقی چھ حروف کوختم کر دیااورامت پران چھ کی تلاوت ،ممنوع ومنسوخ کردی۔

ابن جریر رحمہ اللہ کا یہ قول عجیب وغریب ہونے کے ساتھ ساتھ غایت درجہ ضعیف بھی ہے، کیونکہ ان کے قول میں اس بات کا دعویٰ کیا گیا ہے کہ اجماع صحابہ کے ساتھ قرآن کے بعض حصے کومنسوخ کر دیا گیا تھا جبکہ ان حروف میں سے ہرایک حرف منزل 'قرآن' ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یا صحابہ میں سے کسی ایک کو بلکہ تمام صحابہ کو بھی یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ کسی صریح نص کے بغیر قرآن کا بیشتر حصہ لغوقرار دے دیں۔

اگر ہم ابن جریر رحمہ اللہ کا ساتھ دیتے ہوئے لمحہ بھرکو بھی یہی فرض کرلیں کہ دراصل بات یہ ہے کہ امت مسلمہ کوان حروف پر تلاوت کرنے ،کسی ایک کواختیار کرنے اور باقی کو چھوڑ دینے کا اختیار دیا گیا تھااورایسانہیں تھا کہ امت پرتمام حروف کے ساتھ قراءت لازمی تھی کیونکہ اللہ کی طرف سے یہ ایک رخصت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اُمت کے لیے نازل کی۔لہٰذا اگرانہوں نے ایک رخصت کوامت کے حالات کے پیش نظر حذف کردیاتو اس پر کیا مضائقہ ہے......؟

تو اس پر بھی ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ اختیاراور رخصت ان حروف میں کسی پرقراءت کی صرف اس حدتک تھی کہ جو قاری کوآسان اورسہل معلوم ہواس پر تلاوت کرسکتا ہے نہ کہ اس کوان حروف کوآگے نقل کرنے کے بارے میں بھی اختیار دیا گیا تھا بلکہ امت پر تو لازم تھا کہ ان جملہ حروف کوآگے روایت کرے اور بعد میں آنے والوں تک بحفاظت پہنچائے، کیونکہ ہرایک حرف بمنزلہ ایک آیت کے ہے اور حضرت عثمان ودیگر صحابہ قطعاً یہ حق نہیں رکھتے تھے کہ ان میں سے کچھ بھی لغواور بے فائدہ قرار دے کرحذف کروا دیں۔

اس نکتے کی وضاحت ایک مثال سے سمجھئے کہ سفر میں مسلمان کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے میں اختیار ہے چاہے تو عزیمت پرعمل کرتے ہوئے روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو رخصت پرعمل کرلے۔لیکن اگر وہ چاہے کہ اس رخصت کو ہی باطل قرار دے لے اورنہ صرف اپنے آپ پر بلکہ باقی امت پر بھی سفر میں روزے کو لازم کردے تو کیا اس کا یہ طرزِعمل درست ہوگا۔یقیناً نہیں بلکہ اس کے لیے لازمی ہے کہ اس رخصت کوآگے بھی روایت کرے۔سو سبعہ حروف میں کسی ایک پر تلاوت کے اختیار میں اور ایک کو باقی رکھ کر باقی چھ حروف کو حذف کردینے میں بھی وہی فرق ہے جو سفر میں رخصت وعزیمت کے اختیار کونقل کرنے میں یا روزے کی رخصت کو باطل کردینے میں موجود ہے۔

چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ اس رخصت یعنی حروف سبعہ میں سے کسی پر تلاوت کی رخصت کو باطل اورلغوقرار دے بیٹھیں جبکہ اس کی حکمت آج تک موجود ہے۔بلکہ مختلف زبانوں اور مختلف نسلوں کے لوگوں کے دائرہ اسلام میں آجانے کی بدولت اب اس کی ضرورت کہیں زیادہ ہے۔کیا ایک قریشی پر ہذیل کی زبان کے مطابق تلاوت کرنا بنسبت ایک عجمی کے عربی قرآن کوتلاوت کرنے سے زیادہ مشکل ہے؟یقیناً نہیں ...... کیونکہ قریشی اور ہذیل کی لغات باوجود فروعی فرق کے حقیقتاً تو ایک ہی زبان ہے جبکہ عربی اور عجمی کی زبان بالکل مختلف ہے۔

اسی طرح کیا اب امت میں قیامت تک بوڑھے، بچے، جوان اورقریب المرگ یااَن پڑھ اشخاص کی آمد کا سلسلہ





محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ختم ہو چکا ہے اور اب ایسا ممکن نہیں رہا کہ کوئی ایسا شخص اسلام میں داخل ہو جو پڑھنے اور لکھنے سے قطعاً بے بہرہ، عربی زبان کی مشکلات سے دوچار اور تلفظ میں صعوبت کا سامنا کرنے والا ہو۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج بھی ایسے مسلمانوں کو تلاوت قرآن میں مشقت کا سامنا ہے جس کی زبانیں عربی سے مختلف اور عجمی ہیں بلکہ انہیں اس دور سے زیادہ ضرورت اور اس رخصت کی زیادہ حاجت ہے۔

ان حقائق کو سمجھنے اور جاننے کے باوجود نامعلوم کون سی ایسی اہم وجہ ہے جس نے ابن جریر رحمہ اللہ کو اس رائے کے اختیار کرنے پر مجبور کیا حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جملہ قراءات مصحف عثمان میں نہ صرف پائی جاتی ہیں بلکہ مصحف عثمانی سے ہی ثابت بھی ہیں۔[دیکھئے صفحہ ۱۷۹، شرطِ اوّل]

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی مصحف عثمانی میں سبعہ حروف بیک وقت موجود ہوں؟ یا صورت ایسی ہے کہ ایک حرف کے بجائے مختلف مصاحف میں مختلف حروف ہیں؟

اس مسئلہ میں جس رائے کو محققین نے اختیار کیا ہے، یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری مرتبہ جو حروف تلاوت کئے گئے ان میں سے کسی ایک کو بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مہمل کیا ہے اور نہ کسی کا ابطال کیا ہے۔ اسی طرح ان کے سلف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کا کوئی فعل سرزد نہیں ہوا بلکہ مصاحف عثمان رضی اللہ عنہ کے ضمن میں ہی جملہ حروف (جو آپ پر آخری مرتبہ پیش ہوئے) محفوظ اور باقی ہیں اور تاقیامت کے لیے ان حروف میں سے کسی پر بھی تلاوت کی رخصت موجود ہے۔

## قول سادس:

ابن قتیبہ، رازی اور جزری رحمہم اللہ کا یہ کہنا ہے کہ احرف سبعہ سے درحقیقت اختلاف اور تبدل وتغیر کی انواع مراد ہیں جو کہ سات ہیں...... الخ

اس قول کی تردید مندرجہ ذیل اُمور کے ساتھ ہوتی ہے۔

① پہلی بات تو یہ ہے کہ انواع تغیر کی نشاندہی اور ان کی تعداد وتعیین پر اتفاق ہونا ضروری امر ہے جبکہ یہ امر ان قائلین کے مابین مختلف ہے۔

② ثانیاً یہ ہے کہ حروف میں تعدد کی اہم تر حکمت ان قبائل اور گروہوں کے لیے رخصت مہیا کرنا تھی جو پڑھنے لکھنے سے بہرہ ور نہیں اور ان کے لیے ان کی زبان پر جاری طرز اَدا کے ماسوا دوسرے طرز پر تلاوت مشکل تھی پھر چند مخصوص قبائل کے سوا بالعموم اہل عرب پڑھنے اور لکھنے سے نا آشنا تھے جبکہ ان انواع تغیر (جنہیں یہ اصحاب علم بیان کرتے ہیں) کا بڑا اور اہم تعلق طرزِ کتابت اور صورت خطی سے ہے نہ کہ طرز اَدا سے۔ مزید یہ کہ ان تمام اَنواع کا اِدراک اور استنباط صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو بڑی بحث، گہرائی اور وسعتِ مطالعہ سے ان کا جائزہ لے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ مختلف رسوم الخط سے بھی کافی واقفیت رکھتا ہو اور یہ معاملہ تو نہ صرف علماء بلکہ خاص علماء سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ سوچا جائے تو پھر ان حروف کا ان مسلمانوں کے لیے کیا فائدہ ہے جن کی آسانی اور سہولت کی خاطر انہیں نازل کیا گیا اور جن کی مشقت دور کرنے کے لیے متعدد صورتوں کی اللہ تعالیٰ نے رخصت دی؟ اگر ہم اس قول کو مان لیں تو پھر ایسے اَن پڑھ مسلمان کس طور ان دقیق اور علمی وجوہات کو



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



استعمال میں لا سکتے ہیں جو پڑھنے لکھنے سے بہرہ ور نہیں اور کس طرح وہ ان تک پہنچ سکتے ہیں؟ اگر سبعہ حروف سے مراد یہی ہے جو یہ کہتے ہیں تو بلا شبہ یہ تو ان پر مزید مشقت ہے اور ان سے کسی ایک کو اختیار کر کے پڑھنا تو ان کے واسطے از حد مشکل ہے اور یہ کیسا اختیار ہے، کیسی رخصت ہے۔؟

نبی اکرم ﷺ نے ان حروف کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمام حروف شافی اور کافی ہیں اور ان میں سے جس پر بھی لوگ پڑھیں گے سو وہ درست ہی کریں گے۔ اس طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''آپ نے اللہ تعالیٰ سے خصوصی طور پر اس رخصت کو مانگا ہے تاکہ اُمت کے مختلف لوگوں کو اس رخصت اور آسانی سے فائدہ پہنچایا جا سکے۔ جن میں بوڑھے بھی ہیں، طویل العمر بھی، کم عمر اور ادھیڑ عمر بھی اور ایسے لوگ بھی جنہیں کبھی لکھنے پڑھنے کا اتفاق ہی نہیں ہوا، ایک روایت میں 'خادم' کے الفاظ بھی آئے ہیں کہ اس اُمت میں خدمت گزار بھی ہیں۔

جزری، رازی اور ابن قتیبہ رحمہم اللہ سے ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ہمیں بتائیں کہ ایسے لوگ (جن کا ابھی ذکر ہوا ہے) کس طرح ان کی ذکر کردہ انواع اختلاف کو یا کسی ایک کو استعمال کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور کس طرح وہ ان پر قرآن کو پڑھ سکیں گے؟ اس میں ان کے لیے رخصت کا کون سا پہلو ہے اور ان کے لیے اس میں کس طرح سے آسانی اور تیسیر ہے؟

③ اس قول پر وارد ہونے والے اعتراضات میں سے تیسرا یہ ہے کہ ابن قتیبہ رحمہ اللہ اور جزری رحمہ اللہ نے سات انواع تغیر کو ذکر کرتے ہوئے اختلاف لہجات کو تو ذکر بھی نہیں کیا باوجود اس کے وجوہ اختلاف کے ضمن میں یہ وجہ بڑی اہم اور کثرت سے استعمال ہونے والی ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

اس تجزیہ سے ہمارا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ ہم ان انواع تغیر کا انکار کرنے پر مصر ہیں بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ان اصحاب علم میں سے ہر ایک کی عبارت دوسرے سے حد درجہ مختلف اور متغایر ہے۔ حالانکہ یہ سب علماء بڑی بحث و تمحیص، قرآن کے متعدد بار مطالعہ اور حد درجہ محنت و مشقت کے بعد اس مقام پر پہنچے کہ ان انواع اختلاف کو اخذ کر سکیں اور بعد میں ان کی تعیین کر سکیں۔ باوجود اس کے اس مسئلہ میں تینوں کی رائے مختلف ہے جس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ہر ایک نے دوران مطالعہ کسی خاص جہت کو ملحوظ رکھا اور دوسرے کے سامنے کوئی دوسرا پہلو موجود رہا ان تینوں میں سے عبارت میں باریک بینی اور زیادہ مشق و مہارت امام رازی کا خاصہ ہے۔

ہمارا اختلاف ان سے دراصل دو نوعیت کا ہے: پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے انواع تغایر کو بتکلف سات تک محدود کیا ہے تاکہ حدیث میں مذکور تعداد کی موافقت ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے جن انواع کو سبعہ اَحرف کی تفسیر بنایا ہے اور بڑی مشقت سے حدیث کے مفہوم کی وضاحت کی کوشش کی ہے ان سے ہماری رائے مختلف ہے۔ ان آراء کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ انواع جن کو تینوں اہل علم نے ذکر کیا ہے ان میں دو تو ایسی ہیں جن پر ان کا اتفاق رائے ہے۔ اور ان کی عبارتیں ان کی وضاحت میں یکساں ہیں:

① تقدیم و تاخیر ② زیادتی و نقص

اس کے بعد ابن قتیبہ اور جزری رحمہما اللہ کے اقوال کے مابین پانچ انواع ایسی پائی جاتی ہیں جن پر ان میں کافی حد تک اتفاق ہے، بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جزری رحمہ اللہ نے انہیں ابن قتیبہ رحمہ اللہ سے ہی نقل کر دیا ہے اور ان میں اپنی



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طرف سے کوئی اضافہ نہیں کیا۔

لیکن اس کے برعکس امام رازی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ انواع تغیر کی طرف جب ہم نظر کرتے ہیں تو وہ جزری رحمہ اللہ اور ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی آراء سے قدرے مختلف ہیں، کیونکہ رازی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ اَنواع کے ضمن میں ان دونوں کی بیشتر اَنواع بھی آ جاتی ہیں اوراس کے علاوہ مزید بھی۔مثال کے طور پر رازی رحمہ اللہ نے اپنے قول میں اَنواع تغیر سے تیسری اور چھٹی نوع اس کو قرار دیا ہے کہ:

''(۳) اعراب کی وجوہ میں اختلاف ......اور (۶) حروف کا قلب یا بعض حروف کا بعض دوسرے حروف سے ابدال، اسی طرح کلمات کی کلمات سے تبدیلی۔''

اس میں انہوں نے ان تمام قسم کی تبدیلیوں کو علی وجہ العموم دو قسموں کے تحت ذکر کر دیا ہے، لیکن یہی دو اَقسام باقی دو ائمہ کے اقوال میں پانچ اقسام میں منقسم ہیں، اگرچہ انہوں نے پانچ اقسام بناتے ہوئے ان اختلافات کی تقسیم میں صورۃ خطی، اختلاف معنی اور کتابت میں اختلاف یا عدم اختلاف کو مدنظر رکھا ہے، لیکن بہرحال مراد دونوں کی قریباً ایک ہی ہے۔اس کی ایک اور مثال یوں بھی ہے کہ امام رازی رحمہ اللہ نے پہلے اور دوسری نوع کے تحت اوزان اسماء میں پیش آنے والے اختلافات اور تصریف افعال میں ہونے والے اختلافات کو ذکر کیا ہے جبکہ معمولی سے غوروفکر کے بعد باقی دو حضرات کی ذکر کردہ پہلی پانچ انواع کے ضمن میں یہ دونوں انواع بھی آ سکتی ہیں۔فرق صرف اسی قدر ہے کہ جن زاویوں اور جہات سے امام رازی رحمہ اللہ نے اختلافات کی حد بندی کی ہے جزری رحمہ اللہ اور ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی تقسیم ان زاویوں سے ہٹ کر کچھ اور چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی ہے۔

ان سب باتوں کے باوجود ایک نوع ایسی بھی ہے جو صرف امام رازی رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے اور باقی دو اس کی طرف متوجہ نہیں ہو پائے اور وہ نوع ہے 'اختلاف لہجات' کی اور جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ یہی نوع اس بحث میں اہم تر ہے۔

ان تینوں اَقوال کا ہم نتیجہ برآمد کرنا چاہیں تو مختصراً تمام انواع کو کم از کم دس انواع تغیر میں تقسیم کر سکتے ہیں کہ وہ تمام صورتیں جو کلمات میں اختلاف کے ضمن میں آتی ہیں اور ان اَقوال سے ثابت ہوتی ہیں، کل دس بن سکتی ہیں۔ لیکن اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ آئندہ کوئی اور صاحب علم مزید بحث و استقراء کے بعد اس تعداد میں اضافہ نہیں کرے گا۔

چنانچہ اس معارضہ سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ ان تینوں بزرگ اصحاب علم کی انواع تغایر و اختلاف کی تعیین اور ان کو کھینچ تان کر سات حروف کے ضمن میں لانا بے جا تکلف اور مشقت کے سوا کچھ نہیں۔حتیٰ کہ جب ان کی جدوجہد اور کوشش کے بعد حاصل شدہ انواع کے نتیجے پر پہنچتے ہیں جس کو انہوں نے حدیث کی مراد تصور کیا ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سبعہ احرف فی ذاتہا کچھ اور ہیں اور اس میں انواع اختلاف ایک بالکل مختلف چیز! اور اس مقام پر پہنچ کر یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ یہ تمام وہ صورتیں ہیں جو کلمات کے مابین تغیر اور اختلاف کے ضمن میں آتی ہیں نہ کہ حروفِ سبعہ کے مابین اختلاف۔اور ایسا بھی ممکن ہے کہ اس تمام بحث کا خلاصہ ان تین نکات میں نکال لیا جائے کہ اختلاف کی تین ہی صورتیں ہیں:

① جس میں لفظ مختلف ہو جائیں اور معنی ایک رہے، اس صورت کو لغت میں 'الترادف' سے موسوم کیا جاتا ہے، مثلاً 'هلم' کی جگہ 'تعال' اور 'اقبل'



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



② جس میں معنی اور لفظ دونوں مختلف ہوجائیں،لیکن یہ اختلاف تضاد کی نوعیت کا نہ ہو،تنوع کی قبیل سے ہو۔جس طرح قَالَ اور قُلْ ، بَاعِدْ اور بَاعَدَ ، مَالِكِ اور مَلِكِ ، اَوْصَى اور وَصّٰی

③ لہجات میں اختلاف یعنی کسی لفظ کی ادا میں تبدیلی اصل لفظ اور معنی کی بقا کے ساتھ۔مثال کے طور پر کسی کو جھکا کر یا سیدھا پڑھنا، مد اور قصر، ادغام اور عدم ادغام اسی طرح نرمی سے یا جھٹکا دے کر پڑھنا۔

یہاں اختلاف کی ایک قسم اور بھی ہوسکتی ہے کہ بعض اَوقات کسی کلام میں تبدیلی لفظ اور معنی کے اختلاف کے ساتھ ساتھ تناقض اور تضاد کی قبیل سے ہوتی ہے۔سو یہ صورت قرآن کریم میں نہیں پائی جاتی۔کیونکہ ان کی موجودگی قرآن میں خلل اور اضطراب وشک کو لازم کرتی ہے حالانکہ قرآن اس سے یکسر منزہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’قرآن میں باطل نہ آگے سے داخل ہوسکتا ہے اور نہ ہی پیچھے سے اور یہ اللہ رب العزت حکمت والے کی نازل کردہ (کتاب)[فصلت:۴۲] ہے۔‘‘ایک اور مقام پر یہ الفاظ ہیں:’’اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف [النساء:۸۲] سے ہوتا تو لوگ اس میں جابجا اختلافات اور تناقض پاتے۔‘‘[انظر النشر:۴۹/۱]

ان دونوں آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن میں خلل اور تناقض وتضاد کی سرے سے گنجائش ہی نہیں۔

## حروفِ سبعہ سے مراد کیا ہے؟

یہاں تک ذکر ہونے والی پوری بحث اور معارضات سے قاری کے ذہن میں از خود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ سارے اَقوال ہی درست نہیں تو پھر اَحرف سبعہ سے مراد کیا ہے؟ اور اس کی ایسی کیا تفسیر کی جائے کہ نفس کو قرار اور دل کو اطمینان نصیب ہوجائے؟اس سے پہلے کہ ہم آپ کے ذہن میں پیدا ہونے والے اس سوال کا جواب دیں، ہم اس بات کو دھرانا چاہتے ہیں جو حروف سبعہ سے متعلقہ بے شمار احادیث کے ذکر کے وقت ہم نے کہی تھی اور جیسا کہ آپ ملاحظہ کرچکے ہیں کہ ہم نے اس کے جملہ طرق اور سند ومتن میں الفاظ وصحت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی ہے لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہمیں ان تمام سے کوئی بھی ایسی صریح عبارت دستیاب نہیں ہوسکی جو سبعہ احرف کے مراد اور مفہوم کو متعین کردے۔چنانچہ سبعہ احرف کا مفہوم اور مراد کیا ہے، یہ ابھی تک واضح نہیں ہوسکا۔جبکہ اللہ تعالیٰ ضرورت اور حاجت کے وقت اس کی وضاحت کو مؤخر نہیں فرمایا کرتا۔سو اُمت نہ صرف اس کی حقیقت معلوم کرنے کی محتاج ہے تاکہ اس پر قراءت کرسکے بلکہ اس رخصت سے فائدہ اٹھانے کی بھی ضرورت مند ہے۔

لیکن کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ جملہ اَحادیث اور منقول آثار کسی ایسی واضح تر عبارت سے خالی ہوں جو ہمارے لیے مفہوم کو واضح اور مشکل کو آسان کردے اور کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی نبی اکرمﷺ سے سبعہ احرف کی بابت کچھ سوال کرنا گوارا نہ کیا اور نہ ہی ہماری طرف سے اس کی وضاحت اور تفسیر نقل کی سو ہمارے خیال میں اس کی وجہ دو صورتوں سے خالی نہیں ہوسکتی:

◉ یا تو یہ ایسے کلمات ہیں جن کی مراد معین ہے، جو وضاحت وتفسیر کے محتاج نہیں بلکہ ان کی تفسیر کے بارے میں سوال کرنا عین دوپہر کے وقت سورج کے متعلق سوال کرنے کے مترادف ہے۔یہی وجہ ہوسکتی ہے اس بات کی کہ کسی نے بھی نبی اکرمﷺ سے اس کے متعلق کوئی بھی سوال کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور ہر ایک اس کے مفہوم سے بخوبی واقف تھا۔اسی سبب کی بناء پر صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس مضمون کی کوئی حدیث منقول نہیں کہ ان سے اس کے



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بارے میں پوچھا گیا یا انہوں نے خود سوال کیا اور اس سوال کا جواب پا لینے پر دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی۔

◉ اگر یہ صورت نہیں تو پھر دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ سبعہ اَحرف کی تفسیر اس وجہ سے نہیں کی گئی کہ ان کا معنی غیر واضح تھا یا ان کی تفسیر از حد صعب تھی اور ان کی شرح میں مشکلات درپیش تھیں یا پھر ابھی ان کی حقیقت بیان کرنے کا وقت نہیں آیا تھا، کیونکہ ان کی بے شمار اقسام اور فروع کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھنے میں مشقت کا سامنا ہوتا جبکہ ان کا فہم، وسیع مطالعہ اور غور وفکر سے حاصل ہوسکتا تھا اور ان کی حقیقت کے اِدراک کے لیے بحث ونظر کی وسیع منازل طے کرنا لازمی تھیں۔

سبعہ اَحرف کی حقیقت ہم تک منقول نہ ہونے کی یہی دو وجوہات ہوسکتی ہیں جن میں سے دوسری صورت تو قطعاً باطل ہے جس طرح کہ ہم پہلے معارضات سے ثابت کر چکے ہیں کہ صحابہ اس کا خاطر خواہ علم رکھتے تھے اور یہ بات بھی ضروریات دین سے ہے کہ امت کو اس کا علم ہونا چاہئے تاکہ اس رخصت کی حکمت خوب اچھی طرح ثابت ہوجائے اور ان احرف سبعہ پر عمل درآمد ہوسکے۔اسی طرح اس بات کو بھی کوئی سلیم العقل درست نہیں قرار دے سکتا کہ ہم یہ دعویٰ کریں کہ امت کے اوّلین طبقہ یعنی صحابہ وتابعین سے اس کی حقیقت چھپی ہوئی تھی باوجود اس کے کہ وہ اُمت کے سب سے زیادہ صاحبِ علم، گہرے فہم کے حامل اور دین کے ماہر تھے۔ پھر بعد میں آنے والے سالوں میں اس کی حقیقت منکشف ہوتی گئی۔ چنانچہ ان دونوں صورتوں میں پہلی وجہ ہی قابل قبول ہے کیونکہ وہی صورت دین کے قریب تر ہے کہ صحابہ کرام نے اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے سوال دراصل اس لیے نہیں کیا کہ احرف سبعہ کی تفسیر اور وضاحت ان کو معلوم تھی اور وہ اس کے مفہوم کو سمجھنے کے محتاج نہ تھے۔ کیونکہ ان کے ذہن میں اگر کوئی اشکال پیدا ہوتا تو وہ سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ سے پوچھنے کی کوشش کرتے جیسا کہ قراءت کے ضمن میں ہی جب انہوں نے کسی اور قاری کی مختلف انداز پر قراءت سنی تو قرآن میں اختلاف اور اضطراب کے واقع ہوجانے کے ڈر سے انہوں نے فوری طور پر رجوع کیا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس آنے سے قبل ان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ مختلف قراء کا یہ اختلاف قرآن میں تغایر اور اختلاف کا موجب ہے اور اس سے قرآن میں خلل اور تناقض کا اندیشہ ہے حتیٰ کہ یہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ بعض نے تو پڑھنے والے کے منہ سے یہ الفاظ سننے پر کہ 'هذا كما أقرأني رسول الله' آپ کی ذات کے بارے میں بھی شک کیا اور شیطان ان پر غالب آنے لگا، لیکن نبی اکرم ﷺ سے سوال کرنے پر جب انہوں نے آپ کو بنفسہٖ مختلف قراءات پر تلاوت کرتے ہوئے پایا تو ان کے ذہنوں سے شیطانی وساوس اور شکوک رفع ہوگئے اور نبی اکرم ﷺ نے درج ذیل دو اُمور کے ذریعے ان کے ذہن میں کلبلاتے سوالوں کو دبا دیا۔

**امر اوّل:** انہیں نئی رخصت اور جدید حروف سے مطلع کیا اور فرمایا کہ یہ تمام وجوہ قراءات منزل من اللہ اور کافی و شافی ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن ہی ہیں۔

**امر ثانی:** ان وجوہ کے ذریعے پیدا ہونے والے اختلاف کی نوعیت واضح کردی اور ان کے ذہنوں کو اس نوع تغیر سے مانوس کرنے کے لیے مثال دے کر واضح کیا کہ یہ تغیر تناقض وتضاد کی قبیل سے نہیں بلکہ تنوع اور زیادتی معنی کی قسم سے ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قوی اُمید ہے کہ اب آپ ہمارا مدعا اور مقصد بخوبی سمجھ چکے ہوں گے جو ہم سبعہ احرف کے ضمن میں رکھتے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس مفہوم کو محدود الفاظ میں اس طرح سمیٹ دیں تا کہ یہ تمام بات بآسانی سمجھ میں آسکے۔سو سبعہ احرف کا مفہوم یہ ہے۔

**اَحرف سبعہ:** ''قراءات کی متعدد وجوہ ہیں جو باہم مختلف ہیں۔ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور قاری کے لیے جائز ہے کہ ان میں سے کسی ایک وجہ پر قرآن کی تلاوت کرے اور اس کی یہ تلاوت قرآن کی تلاوت ہی سمجھی جائے گی۔سبعہ کے عدد سے مراد یہ ہے کہ وجوہ قراءت، (جو کہ منزل من اللہ ہیں) قرآن کے کسی ایک کلمہ میں اختلاف وتغیر کی انواع میں سے کسی ایک نوع کے ضمن میں زیادہ سے زیادہ سات تک ہوسکتی ہیں۔اسی طرح یہ بات لازمی نہیں کہ قرآن میں ہر جگہ پر تعداد سات ہی ہو۔ بلکہ لازمی یہ ہے کہ بعض جگہ کم تو ہوسکتی ہے،لیکن کسی بھی جگہ زیادہ سے زیادہ ایک کلمہ میں تبدیلی کی سات اَنواع ہی ہوسکتی ہیں۔''

اس موقع پر آپ یہ سوال بھی کرسکتے ہیں کہ سبعہ اَحرف کی اس تشریح وتوضیح سے کیا ثابت ہوتا ہے اور اس مفہوم کے اَخذ کرلینے کی دلیل کیا ہے اسی طرح علماء سابقین میں سے کس نے اس قول کو اختیار کیا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس قول کو کس امام نے اختیار کیا ہے؟ تو ہماری تحقیق کے مطابق ان تمام اَقوال سے جو کہ سبعہ اَحرف کی تحقیق کے ضمن میں اَئمہ سے منقول ہیں ایسا قول تو کوئی بھی نہیں جو ہمارے قول کے حرف بحرف موافق ہو اور اس کی جزئیات وتفصیلات بھی ہمارے قول سے مشابہ ہوں۔مگر اکثر علماء کے کلام پر بحث واستقراء کے نتیجے میں ہمیں ایسے کلمات ملتے ہیں جو ایک ہی مقام پر منظّم طور پر سے تو موجود نہیں (بلکہ متعدد مقامات پر بکھرے ہوئے ہیں) لیکن وہ کلمات ہمارے اس قول کو ثابت کرتے ہیں جس کو اس بحث کی ابتداء میں ذکر کردہ طریقہ کے مطابق ہم نے دلائل و براہین شرعیہ اور نصوص الٰہیہ پر پیش کرکے اپنایا ہے۔

◉ بطور مثال امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس قول کے کچھ اجزاء کو اختیار کیا ہے (اور سیوطی وہ شخص ہیں جنہوں نے اس حدیث کی تحقیق میں بڑی وضاحت سے کلام کی ہے) چنانچہ انہوں نے اپنی تحقیق کے دوران اُن دو جہات کو بھی اقوال میں شمار کیا ہے جن کو ہم نے ترجیح دی اور سیوطی نے اس قول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس قول پر کسی قسم کی تنقید نہیں کی۔سیوطی کا اپنی کتاب الاتقان میں یہ اشارہ مندرجہ ذیل دو اقوال کے تحت موجود ہے۔[الاتقان:۱/۱۳۵] لہٰذا آپ کہتے ہیں کہ:

> ''سبعہ احرف کے بارے میں تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد سبع قراءات ہیں۔قرآن مجید میں وہ کلمات جن میں ساتوں وجوہ پڑھنا ممکن ہے، کی تعداد بہت کم ہے، مثال کے طور پر ﴿عَبَدَ الطَّاغُوتَ﴾ اور ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ﴾ ایسے کلمات ہیں جن میں ساتوں وجوہ ممکن ہیں۔''
>
> چوتھا قول یہ ہے کہ: ہر کلمہ میں ایک، دو یا تین اور زیادہ سے زیادہ سات تک وجوہ کی تلاوت ممکن ہے لیکن اس پر تنقید کی گئی ہے کہ بعض کلمات ایسے ہیں جن میں سات سے زیادہ قراءات بھی پڑھی گئی ہیں لہٰذا لازمی ہے کہ اس کی کوئی توجیہہ کرلی جائے۔

◉ ایسے علماء جن کے کلام سے ہمارے قول کے قریب اشارات ملتے ہیں ان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بھی ہیں اور آپ کی بحث سبعہ احرف کی تحقیق وتفسیر کے ضمن میں لکھی جانے والی چند ایک مثالی تحریروں میں سے ایک



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ سو آپ نے اپنی رائے فتح الباری [الفتح: ۲۳/۱] میں ان الفاظ سے شروع کی ہے کہ:

''باب ہے اس بات کا کہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، یعنی قرآن کا نزول سات وجوہ پر ہوا ہے جن میں سے ہر ایک پر تلاوت کرنا جائز ہے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ قرآن کا ہر کلمہ سات وجوہ پر پڑھنا جائز ہو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کسی کلمہ میں بھی قراءات کی زیادہ سے زیادہ صورتیں سات ہوسکتی ہیں۔''

◉ یہ بات کہ لازمی نہیں ہر کلمہ یا آیت قرآن سات وجوہ پر ہی نازل ہوئی ہے۔اس کو ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ نے 'فضائل القرآن' میں، ابن قتیبہ رحمہ اللہ اور جزری رحمہ اللہ نے 'نشر' میں، اسی طرح ابوالفضل رازی، بیہقی اور ابو حاتم السجستانی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔ میرے علم کی حد تک اس بات کا محققین میں سے کوئی بھی مخالف نہیں ماسوائے اس کے جو ابن جریر رحمہ اللہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کہا:

''قرآن کا ہر ہر کلمہ سات وجوہ کے ساتھ پڑھا جاتا تھا اس طرح کہ سات وجوہ میں ایسے مترادف الفاظ استعمال ہوتے تھے جو مختلف زبانوں سے متعلقہ لیکن مفہوم میں یکساں ہوتے۔''

سو ابن جریر رحمہ اللہ کا یہ قول شاذ ہے اور کسی دلیل کے نہ ہونے کی وجہ سے مردود بھی۔

◉ جہاں تک احرف یا وجوہ کی سات کے عدد سے تحدید کا تعلق ہے تو اس کی بھی قاضی عیاض رحمہ اللہ کے ماسوا کسی محقق اہل علم نے تردید نہیں کی، قاضی عیاض رحمہ اللہ کا شرح مسلم میں یہ قول موجود ہے کہ:

''سبعہ احرف سے دراصل صحابہ کو قراءت بالمعنی کی رخصت دی گئی تھی اور 'سبعہ' کے لفظ سے کوئی تحدید نہیں بلکہ زیادتی مراد ہے لہٰذا قراءات بالمعنی میں وجوہ کی کوئی حد بندی نہیں۔''

سو آپ کا قول بھی دو وجوہات کی بناء پر قابل رد ہے: پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس میں قراءت بالمعنی کی اجازت اور اس کو مشروع بتایا گیا ہے۔ دوسری یہ کہ صحابہ پڑھائی ہوئی وجوہ کے ماسوا دوسری ہم معنی وجوہ پر بھی قراءت کر سکتے تھے جبکہ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جو قطعاً علم وعقل کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں۔ (اور ان دونوں نظریات کی مفصل تردید بھی گزر چکی ہے)۔

ان معروضات سے یہ ثابت ہوا کہ ہم نے سبعہ احرف کی تعریف اپنے پاس سے نہیں کرلی یا یہ کوئی ایسی مراد نہیں جو کہ آج سے پہلے کسی نے اختیار نہ کی ہو اور سلف میں کوئی اس کا قائل نہ ہو بلکہ واقعہ یہ ہے کہ سلف محققین پہلے بھی اس قول کو اختیار کرتے رہے، لیکن بایں طور کہ ایک مقام پر یہ قول اس طرح کہیں کسی سے منقول نہیں بلکہ متفرق مقامات پر بکھری ہوئی صورت میں موجود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قول اور اس کی جزئیات کو کسی بھی مصنف نے جمع نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اس تفسیر کا کوئی جز اختیار کیا ہے اور کوئی پہلو پکڑا ہے۔ الغرض کسی امام یا محقق نے اس قول کو ایسی مکمل صورت میں نہیں اختیار کیا جس سے مسئلہ حل ہو جاتا اور اس قضیہ کا فیصلہ ہو جاتا بلکہ ہر ایک نے اس میں غور وفکر کے بعد اس کے بعض پہلوؤں کو ہی نقل کیا ہے۔

جہاں تک قرطبی رحمہ اللہ کا سبعہ احرف کے بارے میں آراء جمع [تفسیر القرطبی: ۴۲/۱] کرنے اور سیوطی کا مختلف [الاتقان: ۱۳۱/۱۔۱۴۲] اقوال ذکر کردینے کا تعلق ہے تو قرطبی رحمہ اللہ اور سیوطی رحمہ اللہ کے اس کام سے مسئلہ کی تحقیق میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی، نہ ہی سبعہ احرف کی تعیین میں اس سے کوئی اہم مدد ملی، کیونکہ انہوں نے صرف ان اقوال وآراء کے ذکر پر اکتفا کیا اور مختلف اقوال پر تنقید وتبصرہ کے بعد قول راجح کو دلائل سے ثابت نہیں کیا۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمارے اس قول پر مزید ایسے دلائل کون سے ہیں جن سے مزید اطمینان حاصل ہوسکے؟ اس کے لیے اب ہم اپنے قول پر جزء اًجزء اً نبی اکرمﷺ کے کلام اور قرآن کی ثابت شدہ قراءات سے استدلال کریں گے۔

1 ہمارا قول کہ سبعہ احرف ''قراءت کی ایسی وجوہ ہیں، جو کہ بظاہر اور متعدد ہیں اور سب کی سب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔''

اس قول میں اولاً 'حرف' کے بے شمار معانی میں سے ایک معنی 'وجہ' کو ترجیح دی گئی ہے اور ہم نے احرف کی تفسیر وجہ یا وجوہ سے کی ہے، کیونکہ جب ہم حدیث کے الفاظ کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ احرف کے معنی میں صرف اور صرف یہی تاویل درست ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد ہم نے 'وجوہ' کی چار صفات ذکر کی ہیں جن میں سب سے پہلی 'متعددۃ' ہے کہ یہ وجوہ متعدد ہیں۔ اس صفت کے ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ پہلی کتب اور قرآن کا ابتداً نزول جس طرح ایک وجہ پر ہوا تھا اس طرح اب ان وجوہ کے نازل ہونے کے بعد قرآن ایک وجہ پر نہیں رہا بلکہ متعدد وجوہ پر ہوگیا ہے۔

وجوہ کی دوسری صفت ہے 'متغایرۃ' ...... اس لفظ کے ساتھ وجوہ میں پائے جانے والے ان اختلافات کی طرف اِشارہ مقصود ہے جو ان دوصورتوں میں سے کوئی ایک ہوسکتے ہیں:

(ا): اتفاق معنی کے ساتھ صرف الفاظ میں تبدیلی۔

(ب): یا الفاظ اور معانی دونوں میں تبدیلی۔

وجوہ کی اس صفت کے ساتھ دراصل ابن جریر رحمہ اللہ کے اس قول کی تردید بھی مقصود ہے کہ جس میں انہوں نے اَنواع اختلاف کو صرف اور صرف 'ترادُف' میں محصور کردیا ہے، وجہ اس صفت کے ساتھ مقید کرنے کی یہ ہے کہ مختلف اَحادیث میں یہ مضمون موجود ہے کہ ''جب کبار صحابہ اور علم و تفقہ اور علوم قرآنی میں ممتاز اصحاب ِرسول (مثلاً عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) نے کچھ لوگوں کو مختلف وجوہ پر قراءت کرتے ہوئے سنا اور بعد میں ان لوگوں کی نبی اکرمﷺ نے تصدیق بھی کردی تو پہلے پہل ان صحابہ کو اس امر کے قبول کرلینے میں تذبذب کا سامنا ہوا اور وہ فوری طور پر اس کے قبول کرلینے پر اپنے آپ کو آمادہ نہ کرسکے بلکہ بعض کے دل میں شک اور انکار کی سی کیفیت پیدا ہوگئی جس کو بعد میں نبی اکرمﷺ نے بڑی حکمت سے رفع کردیا۔''

چنانچہ ان اَحادیث کا یہ مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان وجوہ متغایرہ میں یہ فرق خفیف اور معمولی نوعیت کا نہیں تھا بلکہ ان وجوہ کے ذریعے ایسا واضح فرق رونما ہوا تھا جن سے ایسے صحابہ جو آپ پر ایمان وایقان کی دولت سے مالا مال تھے کے ذہنوں نے بھی فوری طور پر اس فرق کو قبول کرنے میں پس وپیش کی۔

میرا یہ خیال نہیں کہ اگر وجوہ کے ساتھ پیدا ہونے والے اختلاف کی نوعیت فقط بعض الفاظ کی جگہ دوسرے مترادف الفاظ ادا کردینے تک محدود تھی (مثلاً هَلُمَّ کی جگہ تعال اور إلینا کی جگہ أقبل) تو صحابہ کو اس کے قبول میں اس قدر مشکل پیش نہ آتی۔ لہٰذا صحابہ کا ان وجوہ کی سماعت کے بعد اس حد تک پریشان ہوجانا اس بات پر دال ہے کہ یہ تغایر صرف اور صرف ترادف ہی نہ تھا بلکہ اس میں اختلاف کی اور بھی صورتیں موجود تھیں جیسا کہ بعد میں واضح کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وجوہ کی تیسری صفت یہ ہے کہ ''یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں'' اس قید کو لگا دینے سے ایسے اہل علم کی تردید مقصود ہے جن کا زعم یہ ہے کہ وجوہ کی یہ رخصت مستقل وجوہ کی صورت میں نہیں بلکہ صرف اس حد تک ہے کہ لوگوں کو الفاظ قرآنی میں آسانی کی غرض سے تصرف کی اِجازت دی گئی ہے اور وہ اپنی مرضی سے جو چاہیں تلاوت کرسکتے ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کوئی مستقل وجوہ نہیں جن کی پابندی بہرطور لازمی ہو۔ جبکہ اس قول کی تردید میں ہمارا مؤقف یہ ہے کہ یہ وجوہ صرف اور صرف اللہ کی نازل کردہ ہی ہیں جن کو جبریل علیہ السلام، نبی اکرم ﷺ کو سکھایا کرتے اور اور آپ کو خود اس کی حفاظت کرواتے حتیٰ کہ آپ ﷺ خود اس کی حفاظت کے قابل ہو جاتے۔

بعد ازاں رسول اکرم ﷺ خود بنفس نفیس صحابہ کو ان کی تعلیم دیتے، سکھاتے اور ہر صحابی کو اس کے حالات وظروف کی روشنی میں، اس کی استعداد اور طاقت، زبان اور لہجہ کو مدنظر رکھتے ہوئے (آپ جس وجہ کو مناسب سمجھتے) اس کی تلاوت کا اختیار دیتے۔

وجوہ کا چوتھا وصف جو ہم نے بیان کیا ہے، ''وجوہ من القراءۃ'' ہے۔یعنی ان سب وجوہ کا تعلق قراءت کے ساتھ ہے اور ان میں باہمی اختلاف قراءت کے ضمن میں ہی ہے، کیونکہ حدیث میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ بصراحت موجود ہیں کہ ''مجھے جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر پڑھایا، پھر......'' اسی طرح جبریل علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اُمت کو سات حروف پر قرآن پڑھائیں...... الخ''، بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ''آپ کی امت سات حروف میں سے کسی ایک پر قرآن کی تلاوت کرے'' مزید برآں آپ ﷺ نے احرف کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ''ان سے جو تمہیں آسان معلوم ہو اس پر پڑھو'' اور ''جس حرف پر بھی یہ تلاوت کریں تو خیر کو اور حق کو ہی پہنچیں گے۔''

مذکورہ بالا تمام اَحادیث میں سبعہ احرف کو پڑھنے اور تلاوت کرنے کا حکم ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا تعلق لازماً پڑھنے سے ہی ہے۔ چنانچہ وجوہ کو قراءت سے مقید کرنے والی متعدد احادیث بھی کتب میں موجود ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

''میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ سورہ فرقان کی ایسے حروف (وجوہ) پر تلاوت کر رہے تھے جو کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔'' اسی طرح اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ''میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز شروع کردی۔ سو اس نے ایسے طریقے پر قراءت کی جس کا میں نے اس پر انکار کیا۔ پھر دوسرا شخص داخل ہوا اور اس نے پہلے سے بھی مختلف قراءت کی...... الخ''

چنانچہ یہ تمام الفاظ اس بارے میں صریح ہیں کہ احرف کا لازمی تعلق قراءت سے ہی ہے، جس طرح کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے احرف کو ''قراءات'' سے تعبیر کیا ہے۔اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ ہمیں ایسی کوئی روایت مل نہیں سکی جو اس امر کو ثابت کرتی ہو کہ احرف کا تعلق وجوہ قراءت کے ماسواء سے ہے۔ اسی طرح ایسی بھی کوئی روایت نہیں جو وجوہ کو قراءت کے ساتھ مقید کرنے پر مزید کسی قید کا تقاضا کرے۔اس قید پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ احرف



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے نزول کی وجہ اور بنیادی حکمت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اس کا تعلق قراءت سے ہو۔لہٰذا سبعہ احرف کو اس مفہوم سے بدل کر کسی دوسرے مفہوم میں ڈھالنے کی کوششیں بے جا تصرف اور بلا دلیل من مانی کے زمرے میں آتی ہے۔

احرف کی یہی تفسیر رخصت کے لحاظ سے زیادہ قابل قبول ہے، کیونکہ اصل مشقت تو قراءت میں ہی ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قراءت کی مختلف وجوہ (منزلہ) کی اجازت عطا کردی اور مکلّف کو ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی اجازت دی کہ اس کی زبان پر جو وجہ بسہولت ادا ہوسکے اور اس کے لہجہ اور لغت کے مطابق ہو، اس کو اختیار کرلے۔سو یہی وہ اختیار ہے جس کا شارع حکیم نے اُمت کے لیے ارادہ کیا ہے۔

وجوہ میں اس تعدد کی وجہ سے معانی میں اختلاف یا زیادتی کی قسم کا جو اثر مرتب ہوتا ہے،اس طرح کلام میں اغراض و مقاصد کے لحاظ سے جو تبدیلیاں پیش آتی ہیں اور انواع تغایرہ و اختلاف میں جو کچھ رونما ہوتا ہے، اسی طرح ان سبعہ احرف کے ذریعہ اعجاز اور اسرار بلاغت کا جو انکشاف ہوتا ہے اور عرب کی فصیح لغات سے جس قدر آشنائی اور ان کے کلام سے آگاہی حاصل ہوتی ہے،......تو

مذکورہ بالا تمام اصناف، اس سے حاصل ہونے والے فوائد اور ان کی اقسام کو ہم سبعہ احرف کی ذیلی بحثوں میں شمار کرتے ہیں۔ان کا اس کے مفہوم کے ادراک اور اس کی تفسیر کی بحث اور اس سے مراد کی جستجو سے کوئی اہم تعلق نہیں بلکہ یہ تمام چیزیں اس کے مفہوم اور تفسیر کو سمجھنے میں ایک خارجی حیثیت رکھتی ہیں۔

❷ سبعہ احرف کی توضیح کے ضمن میں ہم نے ان الفاظ کو ذکر کیا تھا کہ ''ان متعدد و متغایر وجوہ میں سے کسی ایک پر بھی قرآن کی تلاوت ہوسکتی ہے اور اس تلاوت کی مثال بعینہٖ وہی ہے جیسا کہ کوئی منزل قرآن کی تلاوت کرے۔''
یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول [ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث صفحہ ۴۴ (رشد، قراءات نمبر، حصہ اول:ص ۱۰۸)] سے مترشح ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان میں سے جس پر بھی تم قراءت کرو گے تو حق وصواب کو ہی پاؤ گے'' یعنی قرآن مجید کو ہی اس مفہوم کے اخذ پر آپ کا ایک قول [حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت جریر صفحہ ۴۶ (رشد، قراءات نمبر، حصہ اول:ص ۱۰۸)] بالکل صریح بھی ہے ''کہ جس نے ان حروف سے کسی ایک پر پڑھا تو گویا اس نے قرآن پر ہی تلاوت کی'' یعنی اس نے قرآن ہی تلاوت کیا۔یہی وجہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ''جو آدمی کسی ایک حرف پر تلاوت کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کو اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے ترک نہ کرے۔اسی طرح ایسا شخص جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوئے حروف میں کسی اور پر قراءت کرتا ہو تو وہ بھی اس کو ہرگز بے رغبتی سے ترک نہ کرے کیونکہ جس کسی نے بھی قرآن کے ایک حصہ (آیت) کا انکار کیا گویا وہ پورے قرآن کے انکار کا مرتکب [۴۸] [حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ (مسند احمد)، (ابن جریر) پہلے گزر چکی ہے۔(ص:۵۳)] ہوا۔''

چنانچہ یہ تمام نازل شدہ وجوہ قرآن ہی ہیں اور سب ہی شافی و کافی ہیں اور ان وجوہ کے مابین کسی قسم کا امتیاز یا ترجیح روا رکھنا قرآن سے دوری ہے کیونکہ ان وجوہ کے مجموعہ پر ہی قرآن قائم ہے یعنی ان سب کو ملا کر ہی قرآن کریم متکون ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مصاحف کی کتابت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شدید خواہش کی کہ تمام وجوہ کو ہر ہر کلمہ میں جمع کردیا جائے یعنی ایک ہی مصحف میں تمام وجوہ یکجا ہوجائیں تاکہ بعد میں آنے والے کسی اُمتی کو ان میں سے بعض کو بعض وجوہ پر ترجیح دینے اور امتیاز روا رکھنے کا وہم بھی نہ ہو۔





محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۳)۔ ہمارا یہ قول کہ ''سبعہ احرف میں لفظ سبعہ سے عدد ہی مراد ہے'' کی وجہ مختلف حدیث کے الفاظ ہیں کیونکہ احادیث میں سات کے عدد کی صراحت ہے۔ بلکہ تمام احادیث کے راوی حدیث کے اس جزء (علی سبعہ احرف) پر مکمل طور پر متفق ہیں۔ اسی بناء پر یہ الفاظ حدیث متواتر لفظی کا مقام رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں سات کے عدد کی تحدید پر اور بھی دلائل ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ان حروف کی تعداد درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑھائی گئی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ''مجھے جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا میں ہمیشہ اس سے حروف میں زیادتی کا خواہشمند رہا اور وہ بھی اس میں اضافہ کرتے رہے (حکم الٰہی کے ساتھ)، حتیٰ کہ یہ اضافہ سات حروف تک جا پہنچا۔''

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس سے مزید وضاحت اور تفصیل موجود ہے کہ ''اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی اُمت کو ایک حرف پر قرآن سکھایئے تو آپ سے میں نے زیادتی کا مطالبہ کیا تاکہ اُمت کے لیے آسانی ہو...... الخ (دیکھئے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی احادیث کے ضمن میں)

چنانچہ ان احادیث کی روشنی میں (کہ جب درجہ بدرجہ اضافے کا سوال کیا جارہا ہو) سبعہ احرف سے تحدید عدد مراد نہ لینے کی صورت میں تمام تدرج بے معنی ہوکر رہ جاتا ہے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ، دوسری مرتبہ، پھر تیسری مرتبہ مسلسل مطالبہ کرتے رہنا اور بار بار بارگاہِ الٰہی میں مراجعت کرنا وغیرہ سب کے سب مکمل طور پر اس امر پر دال ہیں کہ سبعہ احرف میں سبعہ سے تحدید ہی مراد ہو۔

محققین میں سے بعض حاذق علماء نے عدد کی تحدید اور تقیید کرنے والی عبارت (علی سبعۃ احرف) سے ایک لطیف نکتہ اخذ کیا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی احرف کی تقیید یا تحدید کا قصد کیا ہے تو صرف ''علی'' کے حرف کا انتخاب کیا اور کسی دوسرے حرف کو کسی بھی مقام پر استعمال نہیں کیا؟ عین ممکن ہے کہ اس حرف کے ہی خاص استعمال سے آپ شرط کا مفہوم واضح کرنے کا قصد رکھتے ہوں۔ سو مفہوم شرط کو محذوف سمجھنے کی صورت میں عبارت یوں ہوگی کہ:

''ان تقرأ امتك القرآن باحرف متعددة علیٰ الا تتجاوز سبعة احرف''

یہ نکتہ بڑا ہی لطیف اور دقیق ہے کیونکہ پیچھے ذکر کئے گئے صریح قرائن و آثار بھی اس کی ہی تصدیق کرتے ہیں۔ (۲۹)

[انظر فتح الباری) ۲۸/۹] ہمارا یہ قول کہ: (یہاں سبعہ سے عدد مراد ہے) کا مطلب دراصل یہ ہے کہ ''کسی بھی لفظ کو مختلف وجوہ سے پڑھنے کی زیادہ سے زیادہ تعداد سات ہوسکتی ہیں اس سے زیادہ نہیں۔''

ائمہ فن میں سے اس قول کو ابوعبید، ابوالفضل رازی، ابن قتیبہ اور ابوحاتم السجستانی رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے اسی طرح اسی طرح محدثین، قراء اور اُصولیوں کی ایک بڑی تعداد بھی اس کی قائل ہے۔ اس قول کی مخالفت میں سوائے اُس رائے کے جو ابن جریر رحمہ اللہ کی کلام سے سمجھی جاسکتی ہے کوئی اور رائے موجود نہیں۔ چنانچہ ابن جریر رحمہ اللہ کی اس ضمن میں رائے اور اس کی تردید، اسی طرح قاضی عیاض رحمہ اللہ کی رائے کا ابطال بھی گذشتہ اوراق میں گزر چکا ہے۔

جس شخص کو قرآن کریم کی قراءت سے کچھ تعلق اور لگاؤ ہے اور وہ اس کی تحقیق کا خواہاں رہتا ہے اس سے یہ بات مخفی نہیں کہ قرآن کریم قراءات اور روایت کے اعتبار سے دو اقسام پر منقسم ہے۔

**مواضع اتفاق:** قرآن کریم کے ایسے مقامات جہاں فقط ایک ہی وجہ پڑھی جاسکتی ہو اور ان میں کسی دوسری صورت



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے پڑھنے کی کوئی روایت موجود نہیں۔قرآن کے اکثر اور اہم حصہ کی یہی صورت ہے۔

**مواضعِ اختلاف:** ایسے مقاماتِ قرآنی جہاں دو یا اس سے زائد وجوہ پر زیادہ سے زیادہ سات پر) قراءت کرنا جائز ہو۔

ان وجوہ مقروءۃ کے شمار اور تعیین سے قبل لازم ہے کہ چند چیزیں آپ پر واضح ہوں:

❶ قراءات کے ضمن میں ایسا نہیں ہے کہ ہر وہ روایت جو کسی نے بیان کی یا کسی جگہ لکھی ہوئی مل گئی یا پھر سندِ صحیح سے کوئی روایت ثابت ہوگئی تو اس کو قراءات میں شامل کرلیا جائے گا۔ بلکہ علماءِ اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی کسی قراءت کے ثبوت کے لیے اوّلین شرط یہ ہے کہ وہ متواتر ذریعے سے ثابت ہو۔ اس شرط کے ماسوا کسی قراءت کو قرآن میں شامل کر لینے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ جب تک کسی بھی روایت میں تواتر نہ پایا جائے وہ قرآن ہرگز نہیں بن سکتی۔

اس شرط کے بعد علماء کی اکثریت اس امر پر بھی متفق ہے کہ وہ متواتر ذریعے سے ثابت ہونے والی قراءت، مصاحف عثمانی کے رسم کے مطابق بھی ہو۔ تاکہ نبی اکرمﷺ پر آخری دور میں جو قراءات منسوخ ہوئیں ان سے بھی قرآن کو محفوظ رکھا جاسکے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ فقط وہی قراءات پڑھنی جائز ہیں جو آپﷺ نے آخری حیاتِ طیبہ میں ثابت فرما دیں۔

ان دو شروط کے بعد آپ دیکھیں گے کہ کس قدر قراءات ایسی بچ جاتی ہیں جو ان شروط پر پوری اترتی ہیں بلکہ جملہ قراءات کو تواتر کی شرط پر پورا کرتے ہوئے آپ کو معلوم ہوگا کہ ان قراءات کا دسویں سے بھی کم حصہ باقی رہ جاتا ہے، حالانکہ کتب میں قراءات کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر آیت ﴿ملك يوم الدين﴾ میں ابوحیان ؒ نے قراءت کی ۱۵ وجوہ ذکر کی ہیں [البحر المحیط:۱/۲۰] اور ﴿وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ﴾ میں ابوحیان ؒ نے لفظ 'عبد' میں ۲۲ قراءات [نفس المصدر:۳/۵۱۹]، ابن خالویہ ؒ نے ۱۹ [مختصر فی شواذ القرآن، ص:۳۳] اور ابن جنی ؒ نے ۱۰ قراءات ذکر کی ہیں [المحتسب :۱/۲۱۴]۔اسی طرح ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ﴾ میں لفظ 'اُف' میں ابوحیان ؒ نے ۴۰ لغات [البحر المحیط:۶/۲۳]، ابن خالویہ ؒ نے ۱۱ وجوہ [شواذ القرآن، ص:۷۶] اور ابن جنی ؒ نے ۸ وجوہ [المحتسب:۲/۱۸] کو ذکر کیا ہے۔

چنانچہ ان تین آیات میں اَسانید کی چھان پھٹک اور شروط کو پورا کرتے ہوئے یہ معلوم ہوگا کہ:

◉ (مٰلِكِ) کے لفظ میں، متواتر قراءتیں دو ہیں ایک تو مَالِكِ یعنی 'میم' کے بعد الف کے ساتھ، یہ عاصم، کسائی، یعقوب اور خلف ؒ کی قراءت ہے اور دوسری قراءت ملك الف کے بغیر ہے۔ یہ قراءت نافع، ابوعمرو، ابن کثیر، ابن عامر، حمزہ اور ابوجعفر ؒ کی ہے۔

◉ ﴿عَبَدَ الطَّاغُوتَ﴾ میں بھی متواتر وجوہ صرف دو ہی ہیں۔ ایک تو 'عَبُدَ الطّٰغُوْتِ' یعنی عین اور دال پر فتحہ، باء پر ضمہ اور طاغوت کی ت پر کسرہ یہ حمزہ ؒ کی قراءت ہے اور دوسری قراءت ہے عَبَدَ الطّٰغُوْتَ. یعنی عین با اور دال کے فتحہ کے ساتھ، طاغوت (کو مفعول بناتے ہوئے) ت پر نصب، یہ قراءت ہے باقی دس ائمہ کی [راجع فی ذلك اتحاف فضلا، البشر:للدمیاطی، البناء]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



◉ (اُفٍّ ) لفظ قرآن میں تین مقامات پر آیا ہے۔سورہ الاسراء، انبیاء اور الاحقاف میں۔
اس میں تین وجوہِ قراءت جائز ہیں۔ پہلی وجہ ہے 'اُف' میں ف پر شد دوزیروں کے ساتھ، یہ نافع رحمہ اللہ کی روایت ہے، حفص رحمہ اللہ کی عاصم رحمہ اللہ سے روایت ہے اور ابوجعفر رحمہ اللہ کی بھی یہی روایت ہے۔ دوسری وجہ فاء پر فتحہ بغیر تشدید ۔ یہ ابن کثیر، ابن عامر اور یعقوب رحمہم اللہ کی قراءت ہے۔جبکہ اس میں تیسری وجہ فاء کے کسرہ سے بغیر تنوین کے ہے اور یہ باقی دس کی قراءت ہے۔سواس راستے کو اختیار کرنے پر آپ کو بخوبی معلوم ہو سکے گا کہ قرآن میں اختلاف قراء ات والے مقامات میں بھی سات سے زیادہ وجوہ کبھی ممکن نہیں۔

اس بحث کے بعد ہم سیوطی رحمہ اللہ کے اس قول کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے کہا کہ ''اس اصول پر اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن میں بعض کلمات ایسے بھی ہیں جو سات سے زیادہ وجوہ پر تلاوت کئے جاسکتے ہیں۔'' [دیکھیں صفحہ:۱۷۱] اس قول کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ قول تحقیق سے بعید ہے اور حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔

حیرانگی والی بات یہ ہے کہ قول رابع پر تعاقب سے صرف دو، تین سطر پہلے سیوطی رحمہ اللہ نے قول ثالث پر جن الفاظ کے ساتھ تعاقب کیا ہے، ان کے یہ دونوں تعاقب بھی باہم متضاد ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ سبعہ حروف سے مراد سبعہ قراء ات ہیں۔اس پر سیوطی رحمہ اللہ کا تعاقب یہ ہے کہ قرآن کریم میں کوئی بھی ایسا کلمہ نہیں (سوائے چند ایک کلمات کے ) جو سات وجوہ پر پڑھا جاسکتا ہو اور وہ چند کلمات بھی انتہائی کم ہیں۔بطورِ مثال ﴿عَبَدَ الطَّغُوْتَ﴾ اور ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ﴾ کے کلمات ایسے ہیں جن میں سات وجوہ جائز ہیں۔لہٰذا سیوطی رحمہ اللہ کا تیسرے قول پر تعاقب اور چوتھے قول پر تعاقب دونوں باہم متناقض ہیں کہ ایک جگہ وہ ایسے کلمات کا وجود بتا رہے ہیں جن میں سات سے زیادہ وجوہ بھی ممکن ہیں جبکہ اس سے چند سطریں قبل سات حروف والے کلمات کی تعداد بھی بہت محدود کہہ رہے ہیں۔

❷ کوئی شخص پھر بھی ہمارے قول پر سیوطی رحمہ اللہ کے ان اقوال سے یہ اعتراض کرسکتا ہے۔ چنانچہ جواب میں ہم کہتے ہیں کہ: سب سے پہلے تو قرآن میں ایسا کلمہ ہی کوئی نہیں جس کو سات وجوہ پر پڑھا گیا ہو۔جس کی وجہ یہ ہے کہ سبعہ حروف میں سے ایک اہم تعداد کو نبی اکرم ﷺ پر عرضۂ اخیرہ میں منسوخ کردیا گیا تھا اور اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے جبریل پر دومرتبہ قرآن کی تلاوت کرکے بذریعہ نص قرآن کی آخری قراء ات کو ثابت کردیا اور آیات کی ترتیب، گنتی اور منزل وجوہ کی حتمی تعیین کردی۔ چنانچہ اس میں کوئی بھی ایسا حرف باقی نہیں رہا جو مواضع اختلاف میں چھ وجوہ سے زیادہ پر تلاوت ہوسکے۔لہٰذا اب قرآن میں کوئی بھی کلمہ ایسا نہیں ہے جس میں چھ سے زیادہ متواتر وجوہ کی تلاوت جائز ہو۔سوائے ان متواتر روایات کے ذریعے ثابت ہونے والی وجوہ کے جو قراءِ اربعہ نے روایت کی ہیں اور جنہیں 'إتحاف فضلاء البشر' میں 'البناء' نے ذکر کیا ہے۔ان روایات کی اسانید اگرچہ حدتواتر کو نہیں پہنچتیں اور علماء ان پر شاذ قراء ات کا حکم لگانے میں متفق ہیں تاہم یہ قراء ات صحیح الاسناد ہیں اور اہل فن کے ہاں معلوم طرق سے مروی ہیں۔ ان قراء ات کو شامل کرکے ہم مروی وجوہ کی تعداد کسی بھی حرف میں سات تک کرسکتے ہیں لیکن ان کے شامل ہونے کے بعد بھی کوئی ایسا کلمہ نہیں جس میں پھر بھی سات سے زیادہ وجوہ ممکن ہوں۔مثال کے طور پر سورۃ البقرۃ [الآیۃ:رقم ۹۸] میں جبریل اور میکائل کے کلمات ہیں۔

جبریل میں ۵ متواتر وجوہ پر قراء ات صحیح ہے:



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

① ج اور راء کے کسرہ کے ساتھ۔ ہمزہ کو حذف کرنے اور یاء کو باقی رکھنے کی صورت میں! یہ نافع، ابوعمرو، ابن عامر اور حفص کی عاصم رحمہم اللہ سے روایت ہے۔ جِبْرِیْلَ

② ج کے فتحہ اور راء کے کسرہ کے ساتھ، یاء کو باقی رکھتے ہوئے ہمزہ کے حذف کی صورت میں ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کی یہ روایت ہے۔ جَبْرِیْلَ

③ جیم اور راء کے فتحہ کے ساتھ، ہمزہ مکسورہ کے اثبات اور یائے ساکنہ کے ساتھ یہ حمزہ، کسائی اور خلف رحمہم اللہ کی مختار قراءت ہے۔ جَبْرَئِیْلَ

④ تیسری صورت لیکن ہمزہ مکسورہ کے بعد یاء کے حذف کے ساتھ۔ یہ قراءت ہے یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ کی ابی بکر بن عیاش عن عاصم کے طریق سے۔ جَبْرَئِلَ

⑤ پانچویں قراءت حمزہ رحمہ اللہ کی ہے جس میں وقف کے ساتھ ساتھ ہمزہ کی ''تسھیل بیَن بیَن'' ہے۔

یہاں دو وجوہ ایسی اور بھی ہیں جن پر قراءات نہیں کی جاسکتی، پہلی وجہ کو حسن بصری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ حذف اور ہمزہ مکسور سے قبل الف کے اثبات یعنی 'جَبْرَائِلَ'' ! دوسری صورت 'ابن محیصن' کی 'مبھج' سے مروی ہے جو کہ جیم وراء کے فتحہ ہمزہ مکسورہ اور لام مشدد کے ساتھ ہے۔ یعنی جَبْرَئِلَّ

یہ جملہ وجوہ ملا کر سات ہوئیں۔ جن میں صرف ۵ وجوہ متواتر ہیں۔

اسی طرح ''مِیْکَلَ'' میں ۴ وجوہ متواتر ہیں۔ ''مِیْکَائِلَ'' یعنی الف کے بعد ہمزہ ہو لیکن ہمزہ کے بعد 'ی' موجود نہ ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ مِیْکَال کو بروزن مِثْقَالَ کے مِیْکَالَ پڑھا جائے۔ تیسری وجہ ہمزہ اور یاء دونوں کے اثبات کے ساتھ یعنی مِیْکَائِیْلَ اور اس کی چوتھی وجہ حمزہ رحمہ اللہ کے نزدیک وقف کی حالت میں ہمزہ کو تسہیل سے پڑھنا ہے۔

یہاں ابن محیصن رحمہ اللہ کے لیے ایک وجہ اور بھی ہے جو کہ پڑھی نہیں جاتی اور وہ ہے کہ میکائیل کو ہمزہ کے ساتھ یاء کے بغیر اور لام کی تشدید سے یعنی مِیْکَئِلَّ پڑھا جائے اور یہ مبھج کے طریق سے ابن محیصن رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

③ تیسری بات یہ ہے کہ ہم نے سبعہ احرف یا سبعہ وجوہ کو ایک کلمہ کے ساتھ خاص اور مقید کر دیا ہے یعنی سات وجوہ کے ہونے کو کسی کلمۂ واحدہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں کسی بھی کلمہ واحدہ میں زیادہ سے زیادہ سات وجوہ ہوسکتی ہے لیکن چند ایک کلمات کو ملا لینے سے وجوہ کی تعداد کافی زیادہ ہوسکتی ہے۔ چنانچہ سبعہ وجوہ کے ساتھ کلمۂ واحد کی شرط سے دراصل اُن بے شمار طرق سے ان وجوہ کو ممتاز کرنا مقصود ہے جنہیں مختلف کلمات کے جوڑنے کے بعد قراء ثابت کرتے ہیں۔ آپ بھی جب متعدد کلمات کو جوڑ کر وجوہ قراءات کا اندازہ کریں گے تو وجوہ کے باہم ضرب کھانے سے یہ بھی ممکن ہے کہ وجوہ کی تعداد ایک جملہ یا عبارت میں ۱۰۰ تک بھی جا پہنچے۔

چنانچہ اس حسابی جدول اور ضرب کے عمل کے نتیجے میں قراء کرام سورۃ الفاتحہ کو سورۃ البقرہ سے ملانے کی صورت میں ۱۷۱ وجوہ [قارن بما فی غیث النفع، ص:۲۸] بتاتے ہیں۔ اسی طرح کسی بھی صورت کے خاتمے پر عموماً وجوہ کی یہ تعداد بہت بڑھ جاتی ہے، لیکن خیال رہے کہ وجوہ میں یہ طریقہ سلف کے راستے سے ہٹ کر ہے بلکہ ایسا کرنا ایک بدعت ہے اور اس کی ابتداء پانچویں صدی ہجری کے بعد ہوئی ہے۔ پانچویں صدی ہجری سے قبل کوئی اس طرح وجوہ



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے جدول حسابی اورضرب وغیرہ سے واقف نہ تھا۔ لہٰذا اس طریقہ کو محققین اختیار نہیں کرتے اور انہوں نے اس کو مستحسن نہیں گردانا سوائے اس کے کہ تعلیم مقصود ہو، کیونکہ قراءات کی تعلیم کے دوران ان کی مشق اوراجراء کے لیے یہ طریقہ از حد مفید ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ متعلم دوران حفظ کسی سورت کے ختم ہوجانے کی حالت میں ایک ایک کرکے ان قراءات کے اجراء کو مکمل نہیں کرسکتا بلکہ مختصر وقت کے پیش نظر اس کو جملہ وجوہ و روایات کو جمع کرکے پڑھنا ہوتا ہے۔

اس تمام بحث کی وضاحت کے لیے جس سے یہ بحث جلد ذہن نشین ہوجائے، ہم درج ذیل مثال سے اسی معاملہ کو واضح کرتے ہیں، جس طرح ﴿ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ہے۔ اس عبارت میں الرحیم کی یاء کے لیے بحالتِ وقف مد سے تین وجوہ پڑھی جاسکتی ہیں یعنی یا تو یہاں قصر ہو یا توسط، یا پھر اشباع!

اس کے بعد الرحیم کی میم اور ملك کی میم کے مابین دوصورتیں بحالتِ وصل ہیں۔ ادغام کے ساتھ یا پھر عدم ادغام سے، نیز ہردو حالتوں میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملك میں بھی دوطریقے (یعنی الف کے ساتھ یا بغیر الف کے ناجائز ہیں۔

چنانچہ اب جب آپ ان سب وجوہ کو (صرف انہیں وجوہ کا اہتمام کرتے ہوئے جن کو ہم نے ذکر کیا ہے) جمع کریں تو سات وجوہ بنتی ہیں، لیکن یہ سات وجوہ ایک کلمہ میں نہیں بلکہ دوکلمات کو ملانے کی صورت میں ہیں، کیونکہ کلمہ 'رحیم' کی اپنی وجوہ تو صرف تین یعنی بصورتِ مد عارض ہیں جبکہ 'مٰلِكِ' کی ذاتی وجوہ دو (الف اور بغیر الف کے) ہیں۔ اور دونوں کلموں کو ملانے پر دو وجہیں مزید ہیں۔ چنانچہ کسی کلمہ کی وجہ کو گنتے ہوئے (کہ آیا وہ سات سے زیادہ ہیں یا کم؟) دوسرے کلمہ کے ساتھ ملنے کے وجہ سے پیدا ہونے والی وجوہ کو ساتھ نہیں شامل کیا جائے گا بصورت دیگر آپ قراء کے حسابی جدولوں (جوکہ طلسم افلاک کے مشابہ ہے) میں واقع ہوجائیں گے۔

اسی طرح ﴿فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ﴾ کی مثال ہے۔ اس مقام پر فرش [فرش قراء کی اصطلاح میں قراءات میں ہونے والی ایسی تبدیلی کو کہتے ہیں جو اکثر تبدیلیوں کے لیے قراء کے وضع کئے ہوئے اصول وضوابط قراءات کے تحت نہیں آسکی۔ یعنی قراء نے متعدد بار واقع ہونے والی تبدیلیوں کے لیے استقراء کے بعد کچھ مخصوص قواعد (مثلاً مدوقصر، تحقیق وتسہیل وابدال اور فتح وامالہ وغیرہ) وضع کئے ہیں تاکہ ان قواعد کے ذریعے قراءات کا احاطہ کیا جاسکے لیکن جو تبدیلی کسی ایسے ضابطے کے تحت نہ آسکے اور فرداً فرداً اس کو یاد کیا جائے، اسے فرش کہا جاتا ہے۔] سے 'آدم' کے لفظ پر نصب اور 'کَلِمٰتٍ' پر رفع ہے۔ یہ ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کی قراءت ہے جبکہ دوسروں نے اس کے برعکس پڑھا ہے۔ سواس مقام پر دو وجوہ تو یہ ہوئیں۔ پھر 'فَتَلَقّٰى' کے الف میں تین وجوہ (فتح، امالہ اور تقلیل) پڑھی جاتی ہیں، علاوہ ازیں 'آدم' کے لفظ میں الف میں بھی تیں وجوہ یعنی طول، توسط اور قصر ہیں۔ چنانچہ اس جملہ کی مجموعی وجوہ ۱۰ ہوئیں۔ لیکن وجوہ کو یوں جمع کرنا صحیح نہیں، نہ ہی قراء اس کی اجازت دیں گے بلکہ اگر ان کے حساب اور طریقے پر چلا جائے اور ہر کلمہ کی وجوہ کو باہم ضرب دیں تو آپ کے سامنے وجوہ کی ایک بڑی تعداد آجائے گی جس کے بعد آپ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کہ ''میری اُمت پر آسانی فرمائیے'' [انظر غیث النفع، ص:۴۷] کو بھولنا چاہیں گے۔

الغرض ایک جملہ میں وجوہ کی تعداد اَن گنت ہوسکتی ہے یعنی غیر محدود ہے، لیکن ایک ہی کلمہ میں انفرادی طور پر



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وجوہ کی تعداد سات سے ہرگز بڑھ نہیں سکتی بلکہ واقعتاً تو چھ سے زیادہ نہیں ہے۔جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

اس کی ایک اور مثال لیں: ﴿وَسَارِعُوٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ اس جملہ میں وَسَارِعُوٓا کی واؤ میں دو وجوہ متواترہ ہیں ایک تو واؤ کے ساتھ اور دوسری واؤ کے حذف کی صورت میں نافع، ابن عامر اور ابوجعفر رحمہم اللہ نے بغیر واؤ کے سارعوا پڑھا ہے۔جبکہ باقی دس قراء نے واؤ کے ساتھ پڑھا ہے۔دوسرے کلمہ یعنی سَارِعُوٓا میں بھی دو وجوہ ہیں ایک تو امالہ جو کہ کسائی رحمہ اللہ سے منقول ہے اور دوسرا عدم امالہ کے ساتھ تلاوت کرنا۔مزید برآں سارعوا کو آگے ملانے کی صورت میں بھی مد منفصل (ایسی مد کو کہتے ہیں جس میں سببِ مد اور حرفِ مد ایک کلمہ میں نہ ہوں) ہے اور مد منفصل میں بھی دو وجہیں ہیں ایک تو قصر اور دوسری طول۔قصر کی مقدار ایک الف کے برابر ہے۔ایک الف کا اندازہ کسی انگلی کو دوبارہ کھولنے اور بند کرنے سے لگایا جاتا ہے یعنی گھڑی کے تقریباً دو سیکنڈ اس کی مدت ہے۔مد کے مراتب میں بھی قراء میں اختلاف ہے کہ قصر، توسط اور اشباع کی مدت کتنی ہے؟ لیکن بہرحال یہ مراتب وجوہ میں داخل نہیں کیونکہ ہر قاری کی اَدا کے مطابق اس کا اندازہ ہے۔ چنانچہ مد (چاہے کسی مرتبہ سے ہو) کو ایک ہی وجہ شمار کیا جائے گا اور اس کے مقابل قصر ہے۔ الغرض ﴿وَسَارِعُوٓا﴾ کے لئے کل چھ وجوہ ہوئیں، لیکن ہر دو وجوہ دوسری دو وجوہ سے علیحدہ ہیں اور دوسرے کلمہ میں ہیں اور ان کو آپس میں اکٹھا کر کے شمار نہیں کیا جائے گا، بلکہ اکیلے کلمہ سارعوا میں صرف دو وجوہ ہیں باقی تو ساتھ ملانے کی صورت میں ہیں۔

﴿آٰلْئٰنَ﴾ سورہ یونس میں دو مقام پر آیا ہے اور دوسرے ہمزہ میں تین وجوہ پڑھی گئی ہیں (تسہیل بین بین اور الف سے بدل کر مد و قصر، دوسری وجہ ہے ہمزہ کی حرکت لازم کو نقل کرنا اور تیسری وجہ سکتہ یا بغیر سکتہ کے پڑھنا)

چنانچہ دوسرے ہمزہ میں جو کہ ہمزہ وصل ہے کل تین وجوہ ہوئیں لیکن قراء ہر وجہ میں مد کی وجوہ کا بھی اضافہ کرتے ہیں چاہے وہ مد عارض وقفی ہو جو بحالت وقف ہوتی ہے یا مد بدل۔نتیجتاً اس کلمہ میں دسیوں مرکب وجوہ بن جاتی ہیں۔

[قارن بالبدور الزاھرہ، ص۱۴۴]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ القراء قاری محمد طاہر رحیمی☆

# کیا حدیث سبعة أحرف متشابہات میں سے ہے؟

حدیث سبعة أحرف کے بارے میں متجدِّدین کے ایک طبقہ کا خیال ہے کہ یہ 'متشابہات' میں سے ہے، لہٰذا اس حدیث کی بنیاد پر ثابت ہونے والی قراءات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس مسئلہ کے علمی جائزہ کے لیے ہم محقق عالم دین اور فن قراءات کے نامور استاد مولانا قاری طاہر رحیمی رحمہ اللہ کی زیر نظر تحریر کو ہدیہ قارئین کر رہے ہیں، جس میں انہوں نے سبعة أحرف کے ضمن میں وارد شدہ متعدد روایات کو پانچ متنوع اقسام کے تحت جمع فرما دیا ہے، جس سے جہاں سبعة أحرف کے مفہوم میں موجود الجھنیں ختم ہوتی ہیں، وہیں اس دعوی کی بھی تردید ہو جاتی ہے کہ یہ حدیث 'متشابہات' میں سے ہے۔ موصوف کی شخصیت کا امتیاز ہے کہ وہ علمی پختگی اور محدثانہ ذوق کے حامل تھے اور علم قراءات کے بارے میں اُردو دان طبقے کے لئے ان کی خدمات اس قدر عالیشان ہیں کہ انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

یاد رہے کہ مصنف کی یہ مفید تحریر حضرت مولانا عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ کی حالات زندگی پر مرتب شدہ کتاب 'حیات ترمذی' سے اخذ کی گئی ہے، جس کا اصل نام 'ضیافت مدینہ' تھا، لیکن موضوع کی نوعیت کے اعتبار سے ہم اسے 'کیا حدیث سبعة أحرف متشابہات میں سے ہے؟' کے عنوان سے شائع کر رہے ہیں۔ [ادارہ]

درحقیقت سبعہ اَحرف کے متعلق پانچ طرح کی اَحادیث وارد ہوئی ہیں:

**اوّل:** وہ اَحادیث جن میں سبعہ احرف بمعنی 'سبعہ معانی آیاتِ قرآنیہ' ہے، یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں "أنزل القرآن علی سبعة أحرف لکل آیة منها ظهرٌ وبطنٌ ولکل حدٍّ مطلعٌ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں (جیسا کہ شرح السنة میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوعا مروی ہے بحوالہ مشکوٰة المصابیح:۱/۳۵ کتاب العلم الفصل الثانی) مقصد یہ ہے کہ ہر آیت کے سبعہ معانی ہیں:

① ظاہری لغوی معنیٰ ② باطنی تفسیری مقصودی معنی
③ اَسرار و نکاتِ بلاغت ④ خواص و کیفیات
⑤ فوائد و معارف ⑥ اَحکام مستنبطہ
⑦ مسائل سلوک مستنبطہ جن میں سے بعض ظاہری و لغوی اور بعض باطنی تفسیری، اسرار، خواص، فوائد معارف وغیرہ ہیں، پھر ظاہری و باطنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے اس کی حد تک ایک مقامِ ادراک اور آلۂ وذریعۂ

☆ پاکستان میں پانی پتی سلسلہ قراءات کے بانی استاد...... مصنف کتبِ کثیرہ



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


معرفت ہے کہ ظاہری معنی کا مقام ادراک 'ادب عربی' ہے اور باطنی تفسیری کا مقام اِدراک 'حدیث وبیان نبوی ہے۔ اور اس تفسیری معنی کے توابع (اسرار بلاغت،خواص وکیفیاتِ آیات،فوائد معارف ،احکام فقہ، مسائل سلوک) کا مقام اِدراک یہ ہے کہ کسی مردِ کامل کے سامنے پامال ہوکر 'ریاضت' کے ذریعہ غرور وپندار اور خود بینی سے 'نفس کا تزکیہ' کیا جائے پھر 'تقویٰ وطہارت اور قرب خداوندی' کے نتیجے میں خاص وہبی علوم ومعارف اور الہامی وَلَدُنّی مواہب وعطایائے ربانیہ دریچۂ غیب سے حاصل کی جائیں، بالخصوص کیفیاتِ آیات مثلاً یہ کہ عذاب کے موقع پر دل لرزاں وترساں ہو جائے اس کا ذریعۂ حصول یہ ہے کہ اولاً تلاوت کے انوار واَحوال وآثار سے اعضائے بدن پر کپکپی طاری ہو جائے پھر ثانیاً دل خشیت وخشوع کے غلبہ سے لرز اٹھے اور اس پر رقت کی خاص وجدانی کیفیت طاری ہوکر گریہ غالب آجائے جو دراصل باطنی انقلاب کا عنوان ہے نیز یہ کہ تلاوتِ قرآن سے عجب وخود پسندی اور خواہشِ نفسانی سلب ہوکر اس پر یقین وعجز کا نتیجہ مرتب ہو جائے ، کما قال اللہ تعالیٰ:

﴿تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ [الزمر:۲۳]

''کتاب اللہ کی عظمت سے ان لوگوں کی کھالیں لرز کر ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور ان کے دل یعنی قلب وقالب دونوں اللہ کی یاد کے سامنے نرم پڑ جاتے ہیں اور جھک جاتے ہیں۔''

**دوم:** وہ اَحادیث جن میں سبعہ ابواب جنت سے 'سبعہ انواعِ مضامین' پر نزول قرآن کا تذکرہ ہے، ان اَحادیث میں سبعہ احرف بمعنی سبعہ انواعِ مضامین قرآن ہے، مثلاً حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا:

"إن الكتاب الأول نزل من باب واحد على حرف واحد ونزل القرآن من سبعة أبواب على سبعة أحرف زاجر وآمر وحلال وحرام ومحكم ومتشابه وأمثال" [تفسير الطبری:۵۳/۱]

یعنی پہلی کتب سماویہ صرف ایک ایک جنتی دروازے سے صرف ایک ایک مضمون پر ہی مشتمل ہوکر نازل ہوئی ہیں (مثلا زبور میں صرف تذکیر وموعظت کا اور انجیل میں صرف مجد وثناء باری کا ذکر تھا) لیکن قرآن کریم سات جنتی دروازوں سے سات قسم کے مضامین پر مشتمل ہوکر نازل ہوا ہے، وہ یہ ہیں:

① ترك منهى ② علم بالأمر
③ تحليلِ حلال ④ تحريمِ حرام
⑤ علم بالمحكم ⑥ إيمان بالمتشابه
⑦ اتّعاظ بالأمثال

اسی قسم کا قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً بھی مسند احمد:۴۴۵/۱ میں منقول ہے۔

**سوم:** وہ اَحادیث جن میں ابتداءً تسہیل اُمت کے لئے 'سبعہ کلمات مترادفات' کے مطابق قراءتِ قرآن کی اِجازت کا تذکرہ ہے، لیکن بعد میں یہ اجازت عرضۂ اَخیرہ سے بھی قبل منسوخ وموقوف ہوگئی اب قراءتِ بالمترادفات کی قطعاً ممانعت ہے۔ یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں هلُمَّ ، تَعَال ، أَقْبِل وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں۔ ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے نزدیک جو 'سبعہ احرف' بمعنی 'سبعہ کلمات ولغات مترادفات' ہے ان کے اس قول کا مصداق اسی قسم کی اَحادیث کو قرار دینا ضروری ہے۔ 'سبعہ احرف' بمعنی سبعہ مترادفات والی چند اَحادیث حسب ذیل ہیں:



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

① حدیث ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعا: أن جبرائیل علیہ السلام قال: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم إقرأ القرآن علی حرف قال میکائیل علیہ السلام استزدہ قال: أقرأہ علی حرفین قال میکائیل علیہ السلام استزدہ فاستزادہ حتی بلغ سبعة أحرف قال: کل شافٍ کافٍ آیة عذاب برحمة أو آیة رحمة بعذاب، نحو قولك تعال وأقبل وھلم و اذھب وأسرع وعجل

[مصنف ابن أبی شیبة والطبری والطبرانی واللفظ لأحمد، مسند احمد: ۵/۵۱ المطبعة المیمنیة]

''حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! قرآن کو ایک حرف پر پڑھیے حضرت میکائیل علیہ السلام نے عرض کیا زیادتی کا مطالبہ فرما لیجئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے زیادتی کا مطالبہ فرمایا، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا دو حروف پر پڑھیے، میکائیل علیہ السلام نے دوبارہ عرض کیا۔ مزید کا مطالبہ فرما لیجئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطالبہ فرمایا اسی طرح ہوتا رہا حتی کہ سات احرف تک نوبت پہنچ گئی، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ سب کافی وشافی ہیں جب تک کہ آپ عذاب والی آیت کو آیتِ رحمت کے ساتھ یا رحمت والی آیت کو آیتِ عذاب کے ساتھ تبدیل نہ فرمائیں گے اور ان سبعہ احرف کی مثالیں یہ ہیں تَعال، أَقْبِل، هَلُمَّ، اذْهَبْ، أَسْرِع، عَجِّل (سب کا مفہوم واحد ہے)''

② قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ: کقول أحدکم ھلم وتعال [تفسیر الطبری: ۱/۴۵]

③ أثر ابن عباس رضی اللہ عنہما: أن أبي بن کعب کان یقرأ کلما أضاء لھم مشوا فیه مروا فیه سعوا فیه

[تفسیر القرطبی: ۱/۳۲]

④ أثر ابن عباس رضی اللہ عنہما أیضا: أن أبي بن کعب کان یقرأ للذین آمنوا انظرونا للذین آمنوا أمھلونا للذین امنوا أخرونا للذین آمنوا ارقبونا [حوالہ بالا]

⑤ أثر أنس بن مالك رضی اللہ عنہ: قرأ إن ناشئة اللیل ھي أشد وطأ وأصوب قیلاً ''فقیل له: إنما نقرأ 'وأقوم قیلا' فقال أنس: 'وأصوب قیلا' 'وأقوم قیلا' 'وأھیا قیلا' واحدٌ

[تفسیر القرطبی: ۱/۳۶]

⑥ جن احادیث میں ''أنزل القرآن علی سبعة أحرف علیماً حکیما غفورًا رحیماً'' (مصنف ابن أبی شیبة، طبری، أحمد من حدیث أبی سلمة عن أبي ھریرة) وارد ہوا ہے ان کا بھی ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ابتداء اسلام میں اسماء الٰہیہ کی تبدیلی کی اجازت تھی جو بعد میں موقوف ہوگئی ہے۔

**چہارم:** وہ احادیث جن میں تسہیل اُمت ہی کے لئے سبعہ احرف بمعنی 'سبعہ لغاتِ عرب' پر نزولِ قرآن کا تذکرہ ہے جنہیں قراء واہل فن اپنی اصطلاح میں 'اصول' اور 'فروش کلیہ' سے تعبیر کرتے ہیں (مثلاً امالہ نجد میں تمیم قیس کا اور فتح حجاز کا لغت ہے۔ فُعْلٌ میں عین کلمہ کا ضمہ حجازی اور سکون تمیمی اَسدی قیسی لغت ہے۔ ضَعف میں ضاد کا فتحہ تمیمی اور ضمہ حجازی واسدی لغت ہے۔ حتّٰی کی بجائے عتّٰی ہذیل کا لغت ہے۔ تعلمون، اعھد وغیرہ میں علامتِ مضارع کا کسرہ اسدی لغت ہے، ہمزۂ ساکنہ کا ابدال قریشی اور اس کی تحقیق تمیمی لغت ہے، لمبی تا رحمت، نعمتَ وغیرہ پر وقف بالہاء قریشی اور وقف بالتا بنی طے کا لغت ہے، بِزَعْمِهِم میں زا کا فتحہ حجازی اور ضمہ اسدی لغت ہے، یَقْنَطُ میں نون کا فتحہ عام اہل نجد کا اور کسرہ اہل حجاز واسد کا لغت ہے، مَنْ یرتَدّ میں اسی طرح ادغام تمیمی اور مَنْ یَرْتَدِد بالاظہار حجازی لغت ہے، خُطُوٰت میں طا کا ضمہ حجاز واسد کا اور سکون تمیم وبعضِ قیس کا لغت ہے قیل وغیرہ میں اشمام


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


عقیل اسد قیس کا اور خالص کسرہ قریش و بنی کنانہ کا لغت ہے، یاآت زوائد مثلاً یوم یأت لا تکلم اور وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبعنِ ے وغیرہ میں یا کا اثبات حجازی اور حذف ہذلی لغت ہے، یأیُّه السّحرُ وغیرہ میں ہا کا ضمہ بنی اسد کا لغت ہے، یزعمهِم میں زا کا کسرہ بعض بنی تمیم وقیس کا لغت ہے، یَقْنُط میں نون کا ضمہ بھی بعض تمیم وقیس کا لغت ہے(جو باب نَصَرَ سے ہے) قیل کی بجائے قُولَ بنی فقعس کا لغت ہے، ردّوا ،ردّت میں را کا کسرہ اور غیر اٰسن کی بجائے غیر یاسن بنی تمیم کا لغت ہے، علیٰ هذا : ماهذا بشرا بلغتِ ہذیل ،انّ کی بجائے عنّ بلغتِ تمیم ،اعطی کی بجائے انطی بلغتِ سعد بن بکر وہذیل وغیرہ، أنك کی بجائے عنك بلغتِ قیس واسد (وغیر ذلک)

یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں یہ تذکرہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے تخفیف وتسہیل اُمت کی غرض سے بار بار حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دربارِ الٰہی میں واپس بھیجا اور مزید حصولِ تخفیف کی دعاء ودرخواست فرمائی اور اولا جبرائیل امین علیہ السلام ایک حرف کی پھر دوحرف ولغات کی اس کے بعد تیسری مرتبہ میں سبعہ احرف بمعنی سبعہ لغات ولہجاتِ عرب کی اجازت لے کر آئے مثلا: یا أبي أرسل إلی أن أقرأ القرآن علی حرف فرددت إلیه أن هوّن علی أمتي فرُدَّ إليّ الثانية اقرأه علی حرفين فرددت اليه أن هوّن علی أمتي فرد إليّ الثالثة اقرأه علی سبعة أحرف [صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة المسافرین باب بیان أن القرآن أنزل علی سبعة أحرف، نیز نسائی، طبری، مسند أحمد، مسند أبي داؤد الطيالسی ، سنن البيهقي]

نیز یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں مطلق "أنزل القرآن علی سبعة أحرف" کے الفاظ کے بعد کلها شافٍ کافٍ آیا ہے (مثلاً مسند کبیر ابی یعلی میں حدیث سیارہ بن سلامہ عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما) یا أيُّها قرأت أجزاك کے الفاظ وارد ہوئے ہیں (مثلا مسند احمد میں حدیث اُم ایوب الانصاریہ رضی اللہ عنہا) اہل عرب کوسہولت وآسانی کے لئے قرآن کریم کونقل وروایت اور تلقی ومشافہت کی روشنی میں سات لہجات ولغات میں قراءت کرنے کی اجازت دی گئی کہ ان سات لغات والے قبائل میں سے ہر قبیلے کو اپنے لغت کے مطابق تلاوت کرنے کی اجازت ورخصت دے دی گئی۔ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق وہ سات لغات یہ ہیں:

① قریش ② ہذیل ③ ثقیف ④ ہوازن ⑤ کنانہ ⑥ تمیم ⑦ یمن اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ وہ سات لغات یہ ہیں:

① قریش ② خزاعہ ③ سعد بن بکر ④ جشعم بن بکر ⑤ نصر بن معاویہ ⑥ ثقیف ⑦ بنی درام

[فضائل القرآن للامام أبی عبید:ص۲۰۴]

قرآنی چیلنج ہر لغت والے کو تھا، لغاتِ عرب سب کی سب بالجملہ ایک ہی 'لسان عربی' کی مصداق تھیں، سات لغات سے قرآن کریم پورے عرب کے لئے آسان ہوگیا، بلا اجازت سبعہ احرف دعوت اسلامیہ کامیاب نہ ہوسکتی تھی، نیز مختلف لغات وقراءات سے قرآنی معجزہ کا اظہار ہوتا ہے کہ باوجود لفظی اختلاف کے باہم تخالف نہیں پایا جاتا۔ سبعہ لغات پر نزول قرآن ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ﴿يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ﴾ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ ، ﴿وَمِنْ آيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ ان آیات قرآنیہ کے بمصداق ہوا۔ اُمیت (ناخواندگی ونانوشتگی) عرب کا مشہور وصف تھا، اُمیین کے لئے بالخصوص ایک



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حرف ولغت کی پابندی میں زیادہ مشقت کا سامنا ہوتا لہٰذا سبعہ لغات واحرف کی اجازت دی گئی۔اسی طرح سن رسیدہ مردوں عورتوں اور صغیر السن بچوں بچیوں کے لئے بھی ایک لغت کی پابندی کی صورت میں دشواری دو چند ہو جاتی اس وجہ سے بھی صغیر وکبیر عرب امیین کی سہولت کے لئے ان کی لغات کے اختلاف وتفاوت کی رعایت کوملحوظ رکھتے ہوئے سبعہ احرف ولغات عربیہ متعددہ مختلفہ کی اجازت دے دی گئی جس سے یہ غرض مقصود بدرجۂ اتم پوری ہوگئی کہ کم سے کم عرصے میں روئے زمین پر قرآنی قانون نافذ وشائع ہوکر فساد کا قلع قمع ہوجائے۔ ابومحمد عبد اللہ بن قتیبہ رحمہ اللہ اپنی"کتاب المشکل" میں کہتے ہیں:

''حق تعالیٰ نے آسانی عطا کرنے کے لئے اپنے پیارے نبیﷺ کوحکم دیا کہ اپنی امت کو ان کی زبان اور عادت (ولغت) کے موافق الفاظ میں قرآن پڑھائیں چنانچہ

① ہذیل حتّٰی کے بجائے عتّٰی بولتے ہیں۔
② اسدی تِعلَمُونَ ،تِعلَمُ ،وَتِسوَدُّ وُجُوہٌ اورألَمْ إعْهَدْ إلَيْكُمْ میں علامت مضارع کوکسرہ سے ادا کرتے تھے۔
③ بنی تمیم يُؤمِنُونَ ،شِئْتَ ، كَدَأب وغیرہ میں ہمزہ پڑھتے تھے۔
④ اورقریش ابدال کرتے تھے۔
⑤ بعض عرب قِيْلَ لَهُمْ اورغِيْضَ الْمَآءُ میں کسرہ کا ضمہ سے
⑥ اوربِضَاعَتُنَا رُدَّت میں را کے ضمہ کاکسرہ سے اشمام کرتے تھے۔
⑦ اور مَالَكَ لَا تَأْمَنَّا میں ادغام اور ضمہ کا اشمام کرتے تھے۔
⑧ بعض عرب عليهم، فيهم بضمۂ ها
⑨ اوربعض عليهمو، منهمو صلۂ ضمہ سے پڑھتے تھے۔
⑩ بعض قد أفلح ،قل أوحى، خلوا إلى میں نقل کرتے تھے۔
⑪ بعض حضرات موسى، عيسى،اور الدنيا امالہ محضہ سے
⑫ اوربعض تقلیل (چھوٹے امالے) سے پڑھتے تھے
⑬ بعض عرب خبيرا اوربصيرا کوترقیق را سے
⑭ اوربعض الصّلوٰۃ اورالطلاق کولام کی تفخیم سے پڑھتے تھے۔

ابن قتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر ان حضرات میں سے کوئی گروہ یہ چاہتا کہ وہ اپنے لغت کو، اپنی بچپن اور جوانی اور کبر سنی کی پڑی ہوئی عادت کو چھوڑ دے اورکوئی دوسرا لغت اختیار کرے تو اس میں اس کو بڑی دشواری پیش آتی اور انتہائی محنت اٹھانی پڑتی اور عرصے تک مشق کرنے اورزبان کومسخر کرنے اورعادت کوترک کرنے کے بعد یہ ممکن ہوتا اس لیے حق سبحانہ وتعالیٰ نے جس طرح اس امت کو'دین کے احکام' میں آسانی دی تھی اسی طرح اپنے لطف وانعام سے قرآن کے لغات اوراس کی حرکات وسکنات میں بھی وسعت اورمتعدد طرق سے پڑھنے کی اجازت عطا فرما دی۔''

[النشر الكبير:۱/۲۲،۲۳]

علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سبعہ احرف پرانزال قرآن کی اَجَلّ حکمت اور اَہَمّ غرض یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن کی بابت عرب پرتیسیر وآسانی پیدا



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


کر دی جائے ۔احرف سبعہ پر انزال قرآن منجانب اللہ امت محمدیہ پر توسع ورحمت اور تخفیف وتیسیر کا معاملہ ہے، کیونکہ اگر عرب کا ہر قبیلہ فتح و امالہ، تحقیق وتخفیف، مد وقصر وغیرہ کے متعلق اپنی عادی وطبعی لغت کو چھوڑ کر چارو ناچار دوسرے قبیلہ کے لغت کے موافق پڑھنے کا مکلّف قرار دیا جاتا تو اس میں بہت مشقت وتنگی لازم آتی۔''

[البرهان في علوم القرآن للزركشي:۱/۲۲۷]

**پنجم:** وہ اَحادیث جن میں 'سبعہ احرف بمعنٰی سبعہ انواع اختلافاتِ قراء ت' پر نزول قرآن کا تذکرہ ہے جن کو قراء واہل فن اپنی اصطلاح میں 'جزوی فرش الحروف' سے تعبیر کرتے ہیں، یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں جزوِ غالب کے طور پر مختلف قراءات اور مخصوص فرشی اختلافات کی بابت صحابہ کرام ؓ کے باہم مخاصمہ ونزاع کا اور پھر سبعہ احرف پر نزول قرآن کے حوالے سے ہر صحابی کی قراء ت کے متعلق فرمان نبوی ﷺ "قد أحسنتَ" " كذلك انزلَت" "قد أصبتَ" وغیرہ کا بیان ہے، مثلاً سورۂ فرقان کی مختلف قراءآت جَنَّةٌ نَّاکُلُ، تَشَقَّقُ، سُرُجاً اور جَنَّةٌ يَّأكُلُ، تَشَقَّقُ، سِرَاجًا۔ کی بابت حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت ہشام بن حکیم بن حزام ؓ کے مابین مخاصمہ ونزاع والی حدیث میں دونوں حضرات کا اختلاف وتنازع، فرشی اختلافات مخصوصہ کے بارے میں ہوا تھا (لغات کا اختلاف اس لیے نہ تھا کہ دونوں ہی حضرات قریشی تھے) اور حضور اقدس ﷺ نے سب ہی قراءات واختلافات اور فرش الحروف کی تصدیق وتصویب فرمائی تھی۔ [صحيح البخاری کتاب التوحيد باب قول الله عزوجل فاقرؤا ما تيسر من القرآن، کتاب فضائل القرآن باب أنزل القرآن على سبعة احرف، صحيح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف، جامع الترمذی ابواب القراآت باب ما جاء أنزل القرآن على سبعة أحرف، سنن النسائی کتاب الافتتاح، باب جامع ما جاء فی القراءة، سنن ابوداؤد: کتاب الوتر، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف]

وغير ذلك۔ ان احادیث میں سبعہ احرف کا مصداق 'جزوی ومخصوص فرش الحروف کی سبعہ انواعِ اختلافِ لفظی وقراءاتی'' ہیں۔

'حرف' کے اصل معنٰی 'وجہ' اور 'نوع' کے ہیں اور یہاں قراءت وتلفظِ الفاظ قرآنیہ کی سات اوجہ وانواع مراد ہیں جو بقول علامہ محقق ابن الجزری ؒ الحصن الحصین حسب ذیل ہیں:

① تغیر حرکت مع اتحاد المعنٰی أفٍّ، أفِّ ، يَحْسَبُ ، يَحْسِبُ
② تغیر حرکت مع اختلاف المعنٰی وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُم، وَقَدْ أُخِذَ مِيثَاقُكُمْ، وَاتَّخِذُوا ،وَاتَّخَذُوا
③ تغیر حرف مع اتحاد المعنٰی (بصطة ،بسطة)
④ تغیر حرف مع اختلاف المعنٰی دون الکتابۃ (تَبْلُوا، تَتْلُوا)
⑤ تغیر حرف مع اختلاف المعنی والکتابۃ جمیعاً (أشَدّ مِنهُمْ، أشَدّ مِنكُمْ)
⑥ تقدیم وتاخیر (وَقَتَلُوا وَقُتِلُوا، اور وَقُتِلُوا وَقَتَلُوا)
⑦ زیادت ونقص حرف (وَمَا عَمِلَتْهُ، وَمَا عَمِلَتْ) اس اختلاف لفظی وقراءاتی کی توجیہ یہ ہے کہ چند مخصوص حروف وکلماتِ قرآنیہ کو کتاب اللہ کی اعجازی شان کی اظہار کی غرض سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطور تنوع وتفنن یعنی ایک ہی مضمون کو مختلف پیراؤں سے تعبیر کرنے کے لحاظ سے مختلف کیفیات بیان وصیغ تعبیر کے مطابق نازل فرمایا ہے جن کی تعلیم حضور اقدس ﷺ کو جبرائیل امین ؑ نے رمضان المبارک میں قرآن کریم کے ان مختلف ومتعدد


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوروں میں دی جو ہر رمضان المبارک میں وہ حضور ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے مثلا ووصیٰ بها، وأوصیٰ بها ، لئن أنجٰنا، لئن أنجیتنا ، ولا تُسْئل ، ولا تَسْئل وغیرذٰ لک۔

اور ظاہر ہے کہ ایک ہی مضمون ومقصد کو مختلف پیراؤں میں بیان کرنا علم فصاحت وبلاغت اور علم بیان کی خوبیوں میں سے ہے لہٰذا قرآن کریم کو ایسی خوبیوں سے بھی خالی نہیں رکھا گیا۔ پھر حدیث سبعہ احرف کے علاوہ ایسے فرش الحروف کی بابت بعض دیگر جزوی وارد روایات واحادیث بھی ثابت ہوئی ہیں جو سنن ابی داؤد اور جامع الترمذی کے ابواب القراآت میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں مثلاً مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ، تَغْفِرْلَكُمْ خَطِيكُمْ، والعينُ بالعين، هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ، فَلْتَفْرَحُوْا ، هُوَ خَيْرٌ مِمَّا تَجْمَعُون ، إنَّهُ عَمِلَ غَيْرَصالح ، فِي عَيْنٍ حَامِيَةٍ ، فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ، لَا يُعَذَّبُ عَذَابَهُ، ولا يُوثِقُ وَثَاقَهُ۔

یہ تمام فرش الحروف اور قراءات مختلفہ ،جزوی احادیث وروایات سے بھی ثابت ہیں۔اور یہ اختلاف ،لغات واصول اور فروش کلیہ کے علاوہ غیبت وخطاب سے ،توحید وجمع ،تبدل حروف حرکات ،تفنن تعبیرات اور تنوع تراکیب نحویہ وغیرہ کے لحاظ سے ان فرش الحروف اور جزوی اختلافات کے اعتبار سے ہے جو اعجاز قرآنی وتفنن عبارات کی خوبی کے موافق متعدد وجوہ اور مختلف طرق بیان کی شکل میں مستقلاً نازل ہوئے ہیں۔

## مختلف قراآت کی متنوع ومعجزانہ توجیہات وتعبیرات کی چند مثالیں:

❁ **مثال نمبر ۱:** بقرۃ رکوع نمبر ۲ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ میں دوقراءتیں ہیں۔ایک اسی طرح بابِ ضَرَبَ سے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ”منافقین کے لئے دردناک عذاب ہے بسبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے“ دوسری بِمَا كَانُوْا يُكَذِّبُوْنَ باب تفعیل سے،جس کے معنی یہ ہیں کہ ”بسبب اس کے کہ وہ جھٹلاتے بھی تھے۔ فیا سبحان اللہ!

❁ **مثال نمبر ۲:** بقرہ رکوع نمبر ۴ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا میں دوقراءتیں ہیں۔ایک اسی طرح فَاَزَلَّهُمَا ازلال سے ،جس کے معنی یہ ہیں کہ ”شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام دونوں کو جنت سے پھسلا دیا“ دوسری فَاَزَالَهُمَا ازالہ سے ،جس کے معنی یہ ہیں کہ ”شیطان نے ان دونوں کو جنت سے ہٹا دیا اور دور کر دیا۔ پس ان کی اس عیش سے نکال دیا جس میں وہ تھے“ ظاہر ہے کہ پھسلانے کے نتیجے ہی میں دونوں کو جنت سے نکالا گیا لہٰذا دونوں قراءتوں کی تعبیرات کا حاصل مفہوم ایک ہی ہو۔افیا سبحان اللہ!

❁ **مثال نمبر ۳:** بقرہ رکوع نمبر ۴ ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ﴾ بنصب اٰدَمُ ورفع كَلِمٰتٌ۔ میں دوقراءتیں ہیں ایک اسی طرح برفعِ اٰدَمُ ونصب كَلِمٰتٍ ۔جس کے معنی یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی جانب سے کچھ دعائیہ کلمات حاصل کر لئے۔ دوسری فَتَلَقّٰى اٰدَمَ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٌ بنصب اٰدم ورفع كَلِمٰتٌ۔

جس کا معنی یہ ہیں کہ ”آدم علیہ السلام کو اپنے پروردگار کی جانب سے چند کلمات حاصل ہو گئے“ پہلی قراءت حضرت آدم علیہ السلام کی گریۂ وزاری کے لحاظ سے ہے جبکہ دوسری قراءت بارگاۂ الٰہی میں اس گریۂ وزاری کی قبولیت اور پھر اس کے نتیجے میں عطاءِ کلمات کے ذکر پر مشتمل ہے۔ فیاسبحان اللہ۔

❁ **مثال نمبر ۴:** بقرہ رکوع نمبر ۶ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ میں دو قراءتیں ہیں ایک اسی طرح وَلَا يُقْبَلُ بیا التذکیر ، کیونکہ شَفَاعَةٌ کی تانیث غیرحقیقی اور صرف لفظی ہے اور فعل وفاعل میں منها کا فاصلہ بھی ہے اس لیے اس کو



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تذکیر کی یاء سے پڑھا گیا جیسا کہ فَقَدْ جَآءَ كُمْ بَيِّنَةٌ انعام رکوع نمبر۲۰ اور لَوْ لَا أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ القلم رکوع نمبر۲ میں بھی فاعل کی لفظی تانیث کی وجہ سے تذکیر آئی ہے دوسری وَلَا تُقْبَلُ بتاء التانیث کیونکہ اس کا فاعل شَفَاعَةٌ ہے جولفظاً مؤنث ہے اس لیے فعل کا مؤنث لانا بھی بلاشبہ درست ہے۔ فیا سبحان اللہ

**مثال نمبر۵:** بقرہ رکوع نمبر۶ وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ میں دو قراء تیں ہیں ایک اسی طرح بالتوحید، کیونکہ خطیئه سے مراد کفر اور جنسِ کبائر ہے دوسری خَطِيْئٰتُه بالجمع، کیونکہ خطیئات سے مراد کبیرہ گناہ ہیں جو متعدد ہیں نیز کفار بہت سے ہیں جن پر آیت کا آخر فَاُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ دال ہے یا کفر پر قائم رہنے کو بار بار گناہ کے مرتبے میں قرار دیا گیا ہے۔ فیا سبحان اللہ۔

**مثال نمبر۶:** بقرہ رکوع نمبر۱۵ فَاُمَتِّعُهٗ میں دوقراء تیں ہیں ایک اسی طرح بتشدید التاء، باب تفعیل سے، جو کثرت پر دال ہے یعنی ''میں کافروں کو تھوڑے زمانے اور صرف دنیوی زندگی کی حد تک خوب سامان عیش دوں گا'' دوسری فَاُمْتِعُهٗ بتخفیف التاء، باب افعال سے اور یہ قَلِيْلًا کے مناسب ہے جو بعد میں آرہا ہے یعنی ''بمقابلۂ نعمائے آخرت میں کافروں کو صرف دنیوی زندگی کا تھوڑا بہت سامان عیش دونگا'' حاصل یہ ہے کہ تکثیر بلحاظ نعمائے دنیا اور تقلیل بمقابلۂ نعمائے آخرت ہے، ظاہر ہے کہ دونوں ہی قراء تیں اپنی اپنی جگہ برحق ہیں۔ فیا سبحان اللہ

**مثال نمبر۷:** بقرہ رکوع نمبر۱۶ اَمْ تَقُوْلُوْنَ میں دوقراء تیں ہیں ایک اسی طرح بتاء الخطاب، اس میں ماقبل کے چار خطابات قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا، وَرَبُّكُمْ، وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ اور بعد کے دو خطابات ءَ أَنْتُمْ، عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ان چھ ضمائرِ خطاب کی رعایت ہے دوسری اَمْ يَقُوْلُوْنَ بیاء الغیب، اس میں ماقبل کی پانچ ضمائرِ غیب فَاِنْ اٰمَنُوْا، فَقَدِ اهْتَدَوْا، وَاِنْ تَوَلَّوْا، فَاِنَّمَا هُمْ، فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ کی رعایت ہے نیز اس میں قل أتحآجّوننا وغیرہ کے خطابات کے لحاظ سے خطاب سے غیب کی طرف التفات کی خوبی بھی پائی جاتی ہے جیسا کہ سورۂ یونس رکوع نمبر۳ میں ﴿حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ﴾ کے بعد ﴿وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ﴾ میں بھی خطاب سے غیب کی طرف التفات ہے۔ فیاسبحان اللہ!

**مثال نمبر۸:** بقرہ رکوع نمبر۲۸ ﴿وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ میں دوقراء تیں ہیں ایک اسی طرح حَتّٰى يَطْهُرْنَ باب کَرُمَ سے، اس کے معنی یہ ہیں کہ ''حیض والی عورتوں سے صحبت اس وقت جائز ہے جبکہ خون کی بندش کے ذریعہ بس نفسِ طہر انہیں حاصل ہو جائے۔'' یہ ان عورتوں کے بارے میں ہے جن کا خون پورے دس دن پر بند ہوا ہو، دوسری حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ بابِ اِفَّعَّل سے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ'' حیض والی عورتوں سے صحبت اس وقت جائز ہے جبکہ وہ خوب پاک صاف ہو جائیں'' یعنی خون کی بندش کے بعد غسل بھی کرلیں، کیونکہ تخفیف کے مقابلہ میں تشدید معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے، یہ ان عورتوں کے متعلق ہے جن کا خون دس دن سے کم پر بند ہوا ہو ان سے بغیر غسل کیے صحبت جائز نہیں اس طرح دوقراء توں میں سے ہر قراء ت ایک مستقل حکم اور معنی پر دلالت کر رہی ہے۔ فیاسبحان اللہ!

**مثال نمبر۹:** نساء رکوع نمبر۱۳ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا﴾ میں دوقراء تیں ہیں ایک اسی طرح فَتَبَيَّنُوْا، اس کے معنی یہ ہیں کہ ''کسی نومسلم کو جلد سے قتل نہ کردو بلکہ تحقیق کرلو۔'' دوسری فَتَثَبَّتُوْا



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اس کے معنی یہ ہیں کہ ''اطمینان سے کام لو جلدی نہ کرو'' ظاہر ہے کہ دونوں باتوں میں کوئی ضدیت نہیں کیونکہ اوّلا اطمینانیت وسکون سے کام لیا جائے گا تو ثانیاً اسی کے نتیجے میں تحقیقِ صورتِ حال کا وُقوع ہوگا۔ فیا سبحان اللہ

❁ **مثال نمبر ۱۰:** مائدہ رکوع نمبر۲ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ میں دو قراءتیں ہیں ایک اسی طرح وَاَرْجُلَكُمْ بنصب اللام اس کے معنی یہ ہیں کہ ''وضو میں دونوں ٹخنوں تک پاؤں کا دھونا مطلوب ہے'' کیونکہ اس صورت میں یہ لفظ وُجُوْهَكُمْ پر معطوف ہوگا جو مغسول ہے۔ دوسری وَاَرْجُلِكُمْ بجر اللام اس کا مفہوم یہ ہے کہ ''وضو میں پاؤں کا مسح مطلوب ہے'' کیونکہ اس صورت میں یہ بِرُءُ وسِكُمْ کے لفظ رُءُ وسِكُمْ پر معطوف ہوگا جو ممسوح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی تشریح یوں فرمادی کہ یہ دو مختلف حالتوں کے لحاظ سے دو مستقل احکامِ شرعیہ ہیں کہ مسح (علی قراءة الجرّ) موزے پہننے والے کے لئے ہے اور غسل (علی قراءة النصب) موزے نہ پہننے والے کے لئے ہے۔ فیا سبحان اللہ! [النشر: ۲۸/۱، ۲۹، مناهل العرفان للزرقانی: ۱۴۰/۱، ۱۴۱، مقدمۂ کتاب المبانی: ۲۳۰، ۲۳۱]

## دورِ عثمانی میں بعض غیر فصیح سبعہ احرف ولغات کی موقوفیت

دورِ عثمانی کے مصاحفِ عثمانیہ میں 'سبعہ کلماتِ مترادفات' کے ان مواقع میں جن میں الفاظ کئی تھے مگر معنی سب کے ایک ہی تھے ہر ہر جگہ حرفِ قریش کے مطابق صرف ایک ایک اسی کلمۂ مترادفہ کو باقی رکھ کر، جس کے موافق اوّلاً قرآن کریم نازل ہوا تھا۔ عثمانی مصاحف لکھے گئے اور بقیہ چھ لغاتِ مترادفہ کا ان مصاحف میں قطعاً لحاظ نہ رکھا گیا مثلاً قل تعالوا، قُلْ هَلُمَّ میں اَقْبِلُوْا اَسْرِعُوْا اِعْجَلُوْا اور تَعَالٰى اَقْبِلْ اَسْرِعْ اِعْجَلْ کا اور مَشَوْا فِيْهِ میں مَرُّوْا فِيْهِ سَعَوْا فِيْهِ کا اور لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا انْظُرُوْنَا میں اَخِّرُوْنَا اُرْقُبُوْنَا کا اور وَاَقْوَمُ قِيْلًا میں اَصْوَبُ قِيْلًا اَهْيَا قِيْلًا کا لحاظ نہ رکھا گیا۔

مگر مترادفات کے علاوہ ''سبعہ لغاتِ عرب'' اور ''سبعہ انواعِ اختلافِ قراءت'' کا ان مصاحفِ عثمانیہ میں عرضۂ اخیرہ اور لغتِ قریش کی روشنی میں یقیناً لحاظ رکھا گیا تھا۔ اور ان کو ثابت وبدستور رکھا گیا تھا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ دورِ عثمانی میں قریشی حرف ولغت و وجہِ اختلافی کو تو حسبِ سابق کلی طور پر باقی رکھا گیا تھا اور اس کا کوئی فرد بھی موقوف نہ کیا گیا تھا لیکن غیر قریشی باقی چھ احرف ولغات وانواعِ اختلافِ قراءت میں سے جزوِ غالب کے طور پر صرف ان احرف ولغات واختلافاتِ قراءت کو باقی رکھا گیا تھا جو اس عرضۂ اخیرہ اور آخری دورِ نبوی میں بھی مقروء ہوئے تھے جو حضورِ امین ﷺ نے آخری سال وفات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ماہِ رمضان المبارک میں فرمایا تھا اور لغتِ قریش کے تابع ہوکر وہ لغات واختلافات عند قریش بھی معتبر ومتداول ومقبول ومستعمل ہونے لگ گئے تھے اور انہیں کی لغت میں شامل ہوگئے تھے۔

## عرضۂ اُخیرہ کے مطابق اختلافاتِ قراءت

نیز غیر قریشی لغاتِ ستہ فصیحہ معتبرہ عند قریش غیر منسوخ کی امثلہ

① امالہ نجد تمیم کا قیس کا لغت

② فُعل کے وزن میں عین کلمہ کا سکون مثلاً عُذْرًا أَوْ نُذْرًا، نُكْرًا يُسْرًا تمیم اسد قیس کا لغت

③ ضَعف میں ضاد کا فتحہ تمیم کا لغت



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



④ ہمزہ ساکنہ کی تحقیق مثلاً یُؤمِنُوْنَ ، کَدَاْبِ بِئْس وغیرہ تمیم کا لغت
⑤ بزُعْمِهِمْ میں زا کا ضمہ اسدی لغت
⑥ يَقْنَطُ میں نون کا فتحہ نجد کا لغت
⑦ مَنْ يَّرْتَدَّ میں اسی طرح ادغام تمیم کا لغت
⑧ خُطُوٰتِ میں طا کا سکون تمیم وبعض قیس کا لغت
⑨ قِيْلَ وغیرہ میں اشمام عقیل اسد قیس کا لغت
⑩ یا آت زوائد وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِى ے، يَوْمَ يَأْتِے لَا تَكَلَّمُ وغیرہما میں یا کا حذف ہذیل کا لغت
⑪ يٰأَيُّهُ السِّحرُ وغیرہ میں ہا کا ضمہ بنی اسد کا لغت
⑫ لمبی تا مثلا ذِكْرُ رَحْمتِ رَبِّكَ ،يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللهِ وغیرہما وقف بالتّا (رحمت نعمت) بنی طے کا لغت (اورمروّجہ غالب روایت حفص میں بھی ان میں سے اکثر وبیشتر لغات مقروء وموجود ہیں) وغیر ذلک۔

دورِعثمانی میں ایسے اختلافاتِ قراءت اور ایسے لغات قطعاً منسوخ نہ ہوئے تھے بلکہ بحال وبدستور ہی رہے تھے۔ البتہ ان کے علاوہ حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورمبارک میں سداً لباب النزاع واعتباراً لانتهاء الحكم بانتهاء العلّة باجماع صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ان بعض اختلافاتِ قراءت کو جو عرضۂ اخیرہ میں مقروء نہ ہوئے تھے نیز غیر قریشی ان بعض چھ احرف ولغات کو جو نہ تو عرضۂ اخیرہ میں مقروء ہوئے تھے اور نہ ہی وہ عند قریش معتبر ومقبول ومتداول ومستعمل تھے موقوف قرار دے دیا تھا۔ مثلاً وَجَاءَ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ والا اختلاف قراءت موقوف فرما دیا جو عرضۂ اخیرہ میں نہ تھا۔ سورۃ الیل میں وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى والی قراءت کی ممانعت فرما دی جو عرضۂ اخیرہ میں نہ تھی۔ سورۃ الذاریات میں إِنِّي اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ والی قراءت موقوف فرما دی جو عرضۂ اخیرہ میں نہ تھی۔ اسی طرح حَتّٰى کہ جگہ عَتّٰى بلغة هذيل پڑھنے کی اجازت موقوف فرما دی۔ علامت مضارع کا کسرہ تِعْلَمُوْنَ ،إِعْهَد وغیرہ بلغة اسد پڑھنا ناجائز قرار دے دیا، ردُّوا میں بلغة بنی تمیم را کو کسرہ سے پڑھنے کی ممانعت فرما دی، کیونکہ عرب لسانی تعصب کا جو اندیشہ شروع زمانۂ اسلام میں تھا اب اس کا خاتمہ ہو چکا تھا لہٰذا صرف لغات معتبرہ عند قریش پر اکتفا کیا گیا۔ اور پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع واتفاق سے لغات غیر معتبرہ عند قریش کی اجازت موقوف کر دی گئی......

## عرضۂ اخیرہ میں غیر میں غیر مقروء اختلافاتِ قراءت

نیز غیر قریشی لغات ستّہ منسوخہ شاذہ غیر فصیحہ غیر معتبرہ عند قریش کی بعض دیگر امثلہ

① إِذَا جَاءَ فَتْحُ اللهِ وَالنَّصْرُ
② فَالْيَوْمَ نُنَحِّيكَ بِبَدَنِكَ
③ تَبَّتْ يَدَا اَبِي لَهَبٍ وَّ قَدْ تَبَّ
④ جملہ قراءات تفسیریہ مثلاً سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ میں أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ کے بعد فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ۔ سورۃ الانفال رکوع ۱۰ میں وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ۔ سورۃ الجمعہ رکوع ۲ میں فَامْضُوْا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ۔ سورۃ القارعہ میں



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

كَالصُّوفِ الْمَنْفُوشِ ۔سورۃ الکہف ۱۰ میں یَاخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا ۔سورۃ المائدہ رکوع ۶ میں فَاقْطَعُوْا اَيْمَانَهُمَا ۔اسی سورت کے رکوع ۱۲ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ۔سورۃ یٰس رکوع ۲،۴ میں اِنْ كَانَتْ اِلَّا زَقْيَةً وَّاحِدَةً سورۃ الاحزاب رکوع ۱ میں وَاَزْوَاجُه' اُمَّهٰتُهُمْ وَهُوَ اَبُوْهُمْ.سورۃ الاسراء رکوع ۳ میں وَوَصّٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا الخ۔سورۃ الفاتحہ میں صِرَاطَ مَنْ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ... وَغَيْرِ الضَّآلِّيْنَ۔سورۃ الواقعہ رکوع ۳ میں وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَ كُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۔سورۃ النساء رکوع ۲ میں وَلَهُ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِّنْ اُمٍّ۔سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱ میں وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطٰى صَلوٰةِ الْعَصْرِ۔سورۃ القلم رکوع ۲ میں وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْهِقُوْنَكَ۔سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ میں وَعَلَى الَّذِيْنَ يَطَّوَّقُوْنَهُ۔وغیرہ ذلک

۵ بِزِعْمِهِمْ میں زا کسرہ ،بعض بنی تمیم وقیس کی لغت
۶ يَقْنُطُ میں نون کا ضمہ بھی بعض تمیم وقیس کی لغت جو باب نصر سے ہے۔
۷ قِيْلَ کے بجائے قُوْلَ بنی فقعس کی لغت
۸ غَيْرَ يَاسِنٍ بنی تمیم کی لغت
۹ مَا هٰذَا بَشَرٌ بلغت ہذیل
۱۰ أَنَّ کی بجائے عَنَّ بلغت تمیم
۱۱ اَعْطٰى کی جگہ اَنْطٰى بلغت سعد بن بکر وہذیل وغیرہما
۱۲ أَنَّكَ کی بجائے عَنَّكَ بلغت قیس واسد وغیر ذلک

عہد عثمانی میں یہ تمام لغاتِ غیر معتبرہ عند قریش منسوخ کر دی گئی تھیں۔اب اگر لغت قریش کی تابعیت سے قطع نظر کر کے فی حد ذاتہ ان باقی چھ احرف ولغات معتبرہ عند قریش کی طرف نظر کی جائے جو اوّلاً مذکور ہوئیں مثلاً امالہ،سکون عین فعل،فتحہ ضعف،تحقیق ہمزۂ ساکنہ وغیرہ تب تو یہ کہا جائے گا کہ دور عثمانی میں ساتوں ہی حروف ولغات کو باقی رکھا گیا تھا اگر چہ ان میں کلیت واغلبیت کا فرق ضروری تھا لیکن اگر لغت قریش کی تابعیت کو ملحوظ رکھ کر متبوع اور اصل لغت قریش کی طرف نظر کی جائے تو پھر مجازاً بایں معنی کہ تابع محکم متبوع ہی ہوتا ہے یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ دورِ عثمانی میں صرف لغتِ قریش ہی کو باقی رکھا گیا تھا اور اس کے علاوہ باقی چھ احرف ولغات کو جزوِ مغلوب کے طور پر موقوف قرار دے دیا گیا تھا۔

باقی لغت قریش کو متبوع اس لیے کہا گیا کہ وہ جامع اللغات ہونے کے سبب باقی چھ احرف ولغات کے بعض اجزاء کو بھی شامل ومحیط وحاوی تھی اس بنا پر مجازاً ان بعض احرف ولغات ستہ باقیہ معتبرہ عند قریش کو بھی لغت قریش ہی کا نام دے دیا گیا۔

## لغت قریش کے جامع اللغات ہونے اور مصاحف عثمانیہ میں جملہ سبعۂ احرف کی بقائیت کے چند دلائل کا تذکرہ

❁ دلیل نمبر ۱: صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے ’کتاب فضائل القرآن‘ میں ایک باب کا یہ عنوان قائم فرمایا ہے:

باب أنزل القرآن بلسان قریش والعرب قرآنا عربیا بلسان عربی مبین اور پھر اس کے تحت جمع



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عثمانی کی بابت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت فرمائی ہے:

قال عثمان لهم إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت فى عربية القرآن فاكتبوها بلسان قريش فإن القرآن أنزل بلسانهم ففعلوا [صحيح البخاري]

اس حدیث کے ترجمۃ الباب میں 'بلسان قریش' کے ساتھ ''والعرب'' کے اضافہ سے امام بخاری کا یہی مقصد ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف عثمانیہ کی صرف رسم الخط تو خاص 'اصل قریشی لغت' ہی کے اتباع کا حکم صادر فرمایا تھا مگر قراء تاً ان مصاحف عثمانیہ میں جملہ سبعہ اَحرف ولغاتِ عرب موجود تھے (لغت قریش بالکلیہ، لغات ستہ بالاغلبیۃ) نیز یہ کہ لغت قریش میں نزول قرآن کا مقصد یہ ہے کہ بالجملہ قرآن سب ہی لغات عربیہ میں اترا ہے، کیونکہ لغت قریش بقیہ تمام لغات عرب کے جزوی حصے پر مشتمل وحاوی تھی جس کا پس منظر یہ تھا کہ قریش باقی قبائل سے اختلاط رکھتے تھے اور ان کی لغات میں سے جید وفصیح لغات کی چھانٹی کر کے انہیں اپنی لغت میں شامل کرلیا کرتے تھے، لہٰذا لغت قریش میں نزول قرآن کا مقصد یہ ہے کہ بالجملہ قرآن سب ہی لغات عربیہ میں اترا ہے اور حدیث ہذا کے ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمہ اللہ کا یہی ہدفِ مطلوب ہے۔

❁ **دلیل نمبر۲:** لغت قریش اپنے ماحول کی بہت سی لغات سے متاثر ہوئی اور دوسری لغات کے بہت سے الفاظ اور صیغ چن کر قریش نے اپنی لغت میں شامل کرلئے تھے جس کے متعدد عوامل ومواقع انہیں مہیا ہوتے تھے مثلاً وہ بیت اللہ کے مجاورین اور مرجع الخلائق تھے، سردی وگرمی میں قریش دو اسفار کرتے تھے، عرب میں متعدد بازار لگتے تھے، شعر ونقدِ ادبِ عربی کی مختلف مجالس منعقد ہوا کرتی تھیں پس جب ہم لغتِ قریش بولتے ہیں تو گویا ہم اس سے وہ پوری لغت عربیہ مشترکہ مراد لیتے ہیں جو عرب کے ان جملہ چیدہ چیدہ فصیح ادباء، شعراء، خطباء کی مشترکہ زبان تھی جنہیں قرآن نے اپنے مثل صرف ایک سورت یا صرف ایک جملہ ہی بنا کر پیش کرنے کا چیلنج کیا تھا۔

❁ **دلیل نمبر۳:** وكانت قريش أجود انتقاءً لا فصح الالفاظ وأسهلها على اللسان عند النطق وأحسنها جرساً وإيقاعا فى السمع وأقواها إبانة عما يختلج فى النفس من مشاعر وأحاسس وأوضحها تعبيراً عما يجول فى الذهن من فكر ومعان لذلك غدت قريش أفصح العرب [الصاحبى فى فقه اللغة:۲۳]

'قریش' دیگر قبائل کے لغات ولہجات میں سے انتخاب وچناؤ کے بارے میں سب سے زیادہ باذوق واقع ہوئے تھے کہ وہ ایسے الفاظ کا انتخاب کرتے جو انتہائی فصیح ہوتے، بولتے وقت زبان پر بہت آسان، سننے میں پرشوکت، اندرونی جذبات واحساسات کے اظہار میں سب سے قوی اور ذہنی افکار ومعانی کی تعبیر میں انتہائی واضح ہوتے تھے لہٰذا قریش افصح العرب قرار پائے۔''

❁ **دلیل نمبر۴:** قال الفراء: كانت العرب تحضر الموسم فى كل عام وتحج البيت فى الجاهلية، وقريش يسمعون لغات العرب فما استحسنوه من لغاتهم تكلموا به فصاروا أفصح العرب وخلت لغتهم من مستبشع اللغات ومستقبح الالفاظ وذهب ثعلب فى اماليه مذهب الفراء [المزهر:۱/۲۱۱،۲۲۱]

''فراء کہتے ہیں کہ عرب ہر سال موسم میں آتے اور جاہلیت کے طریقے پر حج کرتے تھے، قریش اس موقع پر سب عرب





محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


کے لغات سنتے اور جولغت انہیں اچھی لگتی اسے بولنا شروع کر دیتے تھے اس طرح وہ افصح العرب بن گئے اور ان کی لغت کریہ وقبیح الفاظ سے خالی ومحفوظ ہوگئی۔ امالی میں ثعلب نے بھی یہی فراء رحمہ اللہ والی تقریر کی ہے۔''

❁دلیل نمبر۵:کان القرشيون يستملحون ماشاءُ وْا ويصطفون ما راق لهم من الفاظ الوفود العربية القادمة إليهم من كل صوب وحدب ثم يصقلونه ويهذبونه ويدخلونه فى دائرة لغتهم المرِنة التى اذغن جميع العرب لها بالزعامة وعقدوا لها راية الامامة وعلىٰ هذه السياسية الرشيدة نزل القرآن على سبعة أحرف يصطفىٰ ماشاء من لغات القبائل العربية على نمط سياسة القرشيين بل أوفق، ومن هنا صحّ أن يقال أنه نزل بلغة قريش لأن لغات العرب جمعاء تمثّلت فى لسان القرشيين بهذا المعنى [مناهل العرفان:۱/۱۳۹،۱۴۰]

''قریش کے لوگ موسمِ حج اورعرب کے بازاروں میں نشیب وفراز سے آنے والے وفودِ عرب کے الفاظ میں سے جن الفاظ کو ملیح ولطیف سمجھتے ان کا چناؤ کر لیتے تھے اور پھر مزید تنقیح وتہذیب کے بعد انہیں اپنی اس مسلَّمہ متفقہ ٹکسالی لغت کے دائرہ میں شامل کر لیتے جس کی مقتدائیت سب عرب کے یہاں مسلَّم تھی، اسی سیاست راشدہ کے موافق قرآن کریم سبعہ احرف پر نازل ہوا، قرآن نے قریشیوں کی سیاست کے اندازے سے کہیں اونچے معیار پر قبائل عرب کی لغات میں سے جولغات چاہیں منتخب کر لیں۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کی بناء پر یہ کہنا یقیناً صواب وحق ہے کہ ''قرآن لغت قریش پر نازل ہوا ہے'' کیونکہ اس نکتے کی روشنی میں کل عرب کی سب لغتیں قریشیوں کی ایک ہی لغت میں متشخص ومجتمع ہوگئی تھی۔''

❁دلیل نمبر۶:ولا يغيبن عن بالك أن هذه اللغات كلها تمثّلت فى لغة قريش باعتبار أن لغة قريش كانت المتزعمة لها والمهيمنة عليها ولآخذة منها ما تشاء مما يحلولها ويرِق فى ذوقها ثم يأخذه الجميع عنها حتى صح أن يعتبر لسان قريش هو اللسان العربى العام وبه نزل القرآن [مناهل العرفان:۱/۱۷۴]

''اس بات سے آپ کی توجہ ہرگز نہ ہٹنے پائے کہ لغت قریش جملہ لغات عرب کی قائد ومحافظ تھی، دوسری لغات کے جن الفاظ میں اہل قریش مٹھاس پاتے اور ان کے ذوق میں وہ الفاظ لطیف وفصیح ہوتے اولاً قریش انہیں اخذ کرتے اور پھر ان کی اقتداء میں باقی سب لوگ بھی انہیں اپنے استعمال میں لانے لگتے تھے، اس اعتبار سے لغت قریش میں ان سب لغات کا تشخص موجود ہے اور اس بناء پر یہ کہنا درست ہے کہ ''لسانِ قریش ہی عمومی لسانِ عربی ہے اور اسی میں قرآن نازل ہوا ہے۔''

❁دلیل نمبر۷:ان الوجوه السبعة التى نزل بها القرآن الكريم واقعة كلها فى لغة قريش، ذالك أن قريشاً كانوا قبل مهبط الوحى والتنزيل قد داوَرُوا بينهم لغات العرب جميعاً وتداولوها وأخذوا ما استملحوه من هؤلاء وهؤلاء فى الاسواق العربية ومواسمها وايّامها ووقائعها وحجها وعمرتها ثم استعملوه واذاعوه بعد ان هذّبوه وصقّلوه وبهذا كانت لغة قريشِ مجمع لغات مختارة منتقاة من بين لغات القبائل كافّةً

[مناهل العرفان:۱/۱۸۲،۱۸۳]

''وجوہ سبعہ جن کے موافق قرآن کریم نازل ہوا ہے یہ سب لغتِ قریش ہی کے اندر واقع ہیں۔ جس کا پس منظر یہ



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


ہے کہ قریش زمانہ قبل از نزول وحی وقرآن میں سب لغاتِ عرب کی چھان پھٹک کرتے تھے اور بازار ہائے عرب، مواسم عرب، تاریخی واقعاتِ عرب نیز حج وعمرہ کے مواقع پر جائزہ لیا کرتے تھے اور ہر قبیلے کی لغات میں سے جو الفاظ انہیں چاشنی دار لگتے انہیں اخذ کرلیا کرتے اور پھر مزید تہذیب وتنقیح کے بعد ان کا اپنی زبان میں استعمال شروع کردیا کرتے تھے اس طرح لغت قریش، قبائل عرب کی جملہ لغات میں سے پسندیدہ ومنتخب الفاظ کا مرکز واجتماعی نقطہ قرار پا گئی۔''

**دلیل نمبر۸:** علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

"قول من قال إن القرآن نزل بلغة قريش معناه عندی 'فی الاغلب' - والله أعلم - لأن غير لغة قريش موجودة فی صحيح القراء ات من تحقيق الهمزات ونحوها وقريش لا تهمز''

[تفسير القرطبی:۱/۳۴]

''جس قائل نے یہ کہا ہے کہ ''قرآن لغت قریش میں نازل ہوا ہے'' میرے نزدیک اس کا مقصد یہ ہے کہ ''اکثر وبیشتر ایسا ہی ہے'' واللہ اعلم۔ وجہ یہ ہے کہ قراءات صحیحہ میں غیر لغت قریش بھی موجود ہے مثلاً ہمزات وغیرہ کی تحقیق (بلغة تمیم) باوجودیکہ قریش تحقیق نہیں کرتے (بلکہ ابدال کرتے ہیں)''

**دلیل نمبر۹:** اختلافاتِ قراءات کی بابت مصاحف عثمانیہ میں باہم خلافات پائے جاتے ہیں مثلاً

① مصاحف اہل مدینہ وشام میں سورۂ بقرۃ رکوع ۱۶ میں وَاَوْصٰی بِهَا اور مصحف کوفیین میں وَوَصّٰی بِهَا مرسوم تھا۔
② مصحف اہل حرمین میں سورۃ الانعام رکوع ۸ میں لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا اور مصحف کوفیین میں لَئِنْ اَنْجٰنَا مرسوم تھا۔
③ مصاحف مکیہ وشامیہ میں سورۃ الاسراء رکوع ۱۰ میں قُلْ کی بجائے قَالَ سُبْحَانَ رَبِّیْ مرسوم تھا۔
④ مصاحف مدنیہ وشامیہ میں سورۃ الحدید رکوع ۳ میں فَإِنَّ اللّٰہَ ھُوَالْغَنِیُّ کی بجائے فَاِنَّ اللّٰہَ الْغَنِیُّ بحذف ھو مرسوم تھا، وغیر ذلک۔

اگر مصاحف عثمانیہ میں صرف ایک ہی اختلافی وجہ ہوتی تو قطعاً ان کے مابین اس قسم کے خلافات نہ پائے جاتے۔ معلوم ہوا کہ جزوی فرش الحروف اور مخصوص کلمات خلافیہ کی بابت عرضۂ اخیرہ والے جملہ سبعہ اختلافاتِ قراءت مصاحف عثمانیہ میں موجود تھے۔

**دلیل نمبر۱۰:** دورِ عثمانی کے مصاحف میں سبعہ لغات وسبعہ اختلافاتِ قراءت کی بقائیت کی ایک قوی ترین دلیل یہ ہے کہ دور عثمانی کی رسم میں جو مصاحف لکھے گئے تھے وہ غیر منقوط اور غیر مشکل وبے اعراب تھے تاکہ حرف قریش کے علاوہ دیگر احرف ولغات کی نیز جملہ سبعہ اختلافاتِ قراءت کی بھی رعایت برقرار رہ سکے مثلاً موسٰی میں سین کی کھڑی زبر تاکہ امالے والے لغت کی رعایت بھی ملحوظ رہے۔ وزن فُعل میں عین کلمہ کو سکون سے خالی رکھا تاکہ یہ لفظ لغت ضمہ کا بھی حامل ہوسکے ضُعف میں ضاد کا ضمہ نہ لکھا تاکہ یہ فتحہ والے لغتِ تمیم کو بھی شامل ہو جائے یُؤمِنُونَ وغیرہ میں واو پر جزم نہ بنائی تاکہ تحقیق ہمزہ والے لغت تمیم کی بھی رعایت ملحوظ رہے۔ بِزَعْمِهِمْ میں زا کو فتحہ سے خالی رکھا تاکہ یہ لفظ ضمۂ زا والے اسدی لغت کا بھی حامل ہوسکے۔ وَلَا یُقْبَلُ بقرۃ رکوع ۶ میں یا کے نیچے دو (۲) نقطے نہ بنائے تاکہ تا والی قراءت بھی ظاہر ہو جائے۔ قَدَرُہٗ، بقرہ رکوع ۳۱ میں دال پر زبر نہ بنائی تاکہ جزم والی قراءت کی بھی گنجائش رہے۔ ھَیْتَ میں ہا کو زبر سے، یا کو دو نقطوں سے اور تا کو زبر سے خالی رکھا تاکہ یہی ایک رسم ھَیْتُ، ھِیْتَ، ھِئْتَ والی لغات وقراءات کو بھی شامل ہو جائے۔ خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان مصاحف عثمانیہ کو


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


نقاط واعراب سے خالی رکھا تا کہ وہ مصاحف جملہ لغات واختلافات واحرف وقراءات کے حامل ہوسکیں ، یہ قول علامہ ابن الجزری اور علامہ قرطبی وامام ابوعمرو الدانی رحمہم اللہ وغیرہم سے منقول ہے۔

اس پورے بیان سے معلوم ہوگیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مصاحف عثمانیہ میں حرف ولغت قریش کے علاوہ دیگر لغات واحرف کو بالکلیہ ہی منسوخ نہ فرمایا تھا بلکہ صرف الجزئیہ نادرًا وقلیلًا فقط انہی لغات کوموقوف فرمایا تھا جوعند قریش معتبر ومتداول ومستعمل نہ تھے۔ باقی بالاغلبیہ ان احرف ولغات ستہ کو یقیناً ثابت و باقی رکھا تھا جوقریش کے نزدیک معتبر ومتداول ومستعمل تھے۔ نیز اس تقریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ محض سطحی نظر میں جوبعض حضرات علمائے کرام یہ فرمادیا کرتے ہیں کہ عہد عثمانی میں صرف ایک ہی لغت باقی رہ گیا تھا اور باقی سب لغات ختم ہوگئے تھے اس لیے آج اختلافِ قراءت کی گنجائش نہیں یہ بات سراسر خلاف واقعہ ہے کیونکہ حالیہ جملہ قراءات عشرہ لغت قریش اور اس کے توابع باقی لغات ستہ فصیحہ معتبرہ عندقریش کی روشنی میں اس آخری عرضے والے سبعہ لغات وسبعہ وجوہِ اختلافی قراءت کے مطابق مدوّن ہوئی ہیں جوحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری سال وفات میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ ماہِ رمضان المبارک میں فرمایا تھا۔ اس مضمون کی مزید تفصیلات وتحقیقات ناچیز رقم کی تازہ ترین تالیف ’’دفاع قراءات‘‘ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

## ایک شبہ اوراس کا جواب

شبـــہ:

یہ ہے کہ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے بقول دورعثمانی میں سبعہ احرف میں سے صرف ایک قریشی حرف ہی کو باقی رکھا گیا تھا اور باقی غیرقریشی چھ احرف کوموقوف قرار دے دیا گیا تھا، پھرسبعہ احرف کی بقائیت کا قول کیونکر درست ہوا؟

الجـــواب:

طبری رحمہ اللہ نے جمع عثمانی میں سبعہ احرف میں سے جوصرف ایک ہی حرف قریش کے بقاء کا قول کیا ہے طبری رحمہ اللہ کے یہاں راجح اورآخری تحقیق کے مطابق اس کا مقصد یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں بدوی قسم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رعایت کی وجہ سے سات کلمات ولغات کی حدتک ہم معنی متبادل کلمہ ولغت پڑھنے کی اجازت تھی لیکن پھر اولاً حضور علیہ السلام کی حیات مبارکہ ہی میں یہ اجازت ختم کر دی گئی اس کے بعد ثانیاً جمع عثمانی کے وقت ان ستّہ مترادفات کی منسوخیت کی مزید اشاعت وتشہیر کی گئی اب خاص اس ایک ہی قریشی کلمۂ مترادفہ کے پڑھنے کی اجازت ہے جس کے مطابق اولاً قرآن کریم نازل ہوا تھا مثلاً هَلُمَّ کی جگہ تَعَالَ پڑھنے کی اجازت قطعاً موقوف قرار دے دی گئی۔ علامہ طبری رحمہ اللہ قطعاً اس کے قائل نہیں کہ ’’سبعہ لغات غیرمترادفات‘‘ اورسبعہ وجوہ انواع اختلافِ قراءت‘‘ میں سے بھی صرف ایک ہی قریشی لغت اورصرف ایک ہی اختلافی وجہِ قراءت پڑھنے کی اجازت ہے اور باقی چھ لغات اور چھ اختلافی وجوہ قراءت ختم کردی گئی ہیں۔ اس کی قوی ترین دلیل یہ ہے کہ علامہ طبری رحمہ اللہ نسخ مترادفات ستہ کے باوجود اختلافِ قراءت کے یقیناً مثبت وقائل ہیں جیسا کہ

① تفسیرطبری میں مختلف قراءات کا تذکرہ موجود ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

② نیز طبری مقدمہ 'کتاب المبانی ص:۲۳۰ میں فرماتے ہیں:
"أن القراء ات التی تختلف بها المعنی صحیحة منزلة من عند الله ولکنها خارجة من هذه السبعة الأحرف"
''یہ سب قراءات جن میں معانی بھی مختلف ہو جاتے ہیں صحیح اور منجانب اللہ نازل شدہ ہیں ولیکن بایں ہمہ یہ ان سبعہ احرف (بمعنی کلمات مترادفہ مختلفۃ المادہ) سے خارج وجداگانہ ہیں۔''

③ نیز خود طبری رحمہ اللہ قراءۃِ حمزہ رحمہ اللہ اور روایت ورش بطور خاص پڑھا پڑھایا کرتے تھے۔ [مقدمۂ تفسیر طبری:۱۴]

④ بلکہ طبری رحمہ اللہ نے 'الجامع' نامی ایک بڑی کتاب قراءات پر تالیف کی جس میں بیس سے زائد قراءات کا تذکرہ کیا۔ [النشر:۳۴/۱] ظاہر ہے کہ یہ تمام قراءتیں 'سبعہ لغات غیر مترادفہ' اور 'سبعہ انواع اختلافِ قراءت' کی روشنی میں مدوّن ہو کر معرض وجود میں آئی ہیں لہٰذا یقیناً یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ طبری رحمہ اللہ کے یہاں بھی 'سبعہ احرف بمعنی سبعہ مترادفات' اور 'سبعہ احرف بمعنی سبعہ لغات غیر مترادفہ' اور 'سبعہ انواع اختلافِ قراءت' یہ تین مستقل انواع واقسام کی احادیث ہیں جن میں سے 'سبعہ احرف بمعنی مترادفات' والی احادیث تو صرف ابتدائے اسلام کے زمانے میں معمول تھیں اور اس کے بعد موقوف ومنسوخ ہو چکی ہیں لیکن 'سبعہ احرف بمعنی سبعہ لغاتِ غیر مترادفہ' نیز 'سبعہ احرف بمعنی سبعہ انواعِ اختلاف قراءت' والی احادیث اب بھی بتفاصیل محررہ صدر یقیناً معمول وباقی ہیں اور یہ لغات واختلافات قراءت عرضۂ اخیرہ اور قریشی لغت کی روشنی میں بدستور ہیں منسوخ قطعاً نہیں۔

چنانچہ علامہ طبری رحمہ اللہ نے 'کتاب القراء ات' میں اپنی تحقیقی رائے کی ترجمانی یوں فرمائی ہے:
"کل ما صح عندنا من القراء ات أنه علّمه رسول الله ﷺ لأمته من الاحرف السبعة التی اذن الله له ولهم أن یقرؤوا بها القرآن فلیس لنا أن نخطئَ من قرأ إذا کان ذلك به موافقا لخط المصحف" [الابانة:۲۰،۱۲]
''ہر وہ قراءت جس کے متعلق بروئے صحت یہ بات ہمارے نزدیک ثابت ہو چکی ہو کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کو اس کی تعلیم دی ہے وہ ان احرف سبعہ میں سے ہے جن کے موافق اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو اور آپ کی امت کو تلاوت قرآن کی اجازت عنایت فرمائی ہے لہٰذا جب کوئی شخص ایسی قراءت پڑھے بشرطیکہ وہ رسم عثمانی کی موافقت کرنے والا ہو ہمیں قطعاً اس کی تغلیط کا حق نہیں پہنچتا۔''
والله یقول الحق وهو یهدی السبیل


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


قاری محمد ادریس العاصم☆

# حدیث سبعة أحرف اور اس کا مفہوم

تمام تعریفات اللہ رب العلمین کے لئے جس نے انسانیت کی رشد وہدایت کے لئے قرآن مجید نازل کیا اور درود سلام ہوں نبیﷺ کی ذات مقدسہ پر جنہوں نے اپنی اُمت کی آسانی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ سے قرآن مجید کو سات حروف پر پڑھنے کی اجازت طلب فرمائی۔

یہ سات حروف تا قیامت نہ صرف باقی رہیں گے بلکہ ان کے معانی ومفاہیم اورطرق ادا بھی محفوظ ومامون رہیں گے۔اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ہرگوشے اور ہر دور میں لاکھوں افراد پیدا فرمائے جنہوں نے ودیعت کردہ تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خدمتِ قرآن کا حق ادا کیا۔یوں ان کی خدماتِ جلیلہ کی وجہ سے آج تواتر کے ساتھ قرآن مجید بغیر کمی وزیادتی کے ہم تک پہنچا۔

قرآن مجید رشد وہدایت کا منبع اور ماخذ ہے۔مسلمان تمام تر معاملات میں اسی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اعداء اسلام کی روز اوّل سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ کسی طرح مسلمانوں کو اس کتاب ہدایت سے دور کرسکیں۔اس لیے کبھی تو انہوں نے اسے اختراع محمد ﷺ کہا اور کبھی گذشتہ اقوام کی کہانیاں۔

مرورِایام کے ساتھ ساتھ یہ اعتراضات نیا سے نیا روپ دھارتے رہے انکارقرآن کے لئے کبھی فتنہ انکار حدیث اٹھایا گیا کبھی جمع وتدوین قرآن کے کام کو مشکوک ٹھہرایا گیا،کبھی حدیث سبعہ احرف کی موضوع قرار دیا گیا اور کبھی قراءات قرآنیہ کو اختراع قراء کہا گیا،لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حفظ وضمانت کا وعدہ پورا کرتے ہوئے ہر زمانہ میں ایسے ہی ابطال جلیل اوردین کے داعی علماء پیدا فرمائے جنہوں نے دفاعِ قراءت کا بیڑا اٹھایا انہوں نے تمام قرآنی علوم کو فرداً فرداً نکھار کرلوگوں کے سامنے پیش کیا۔

زیرنظر مضمون میں ہم سبعۂ احرف کے متعلق اپنا نقطۂ نظر واضح کریں گے،مگر اس سے پہلے چند ایسی اَحادیث کا تذکرہ کرتے ہیں جو احرف سبعہ کے منزل من اللہ ہونے اور اس کی وضاحت میں قطعی حیثیت کی حامل ہیں۔

## حدیث نمبر ❶

”عن عمر بن الخطاب قال سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان في حياة رسول اللهﷺ فاستمعت بقراء ته فإذا هو يقرأ على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسوَل اللهﷺ فكدت أن أساوره في الصلوٰة فتصبرت حتّى سَلَّمَ، فلببته بردائه فقلت من أقرأك هذه السورة التي سمعتك تقرأ قال أقرأنيها رسو ل اللهﷺ فقلت له كذبت فإن رسول اللهﷺقد أقرأنيها على غير ما قرأت فانطلقت به أقوده إلى رسول اللهﷺ فقلت إني سمعت هذا يقرأ سورة

☆ مدیر المدرسة العالیة تجوید القرآن، جامع مسجد لسوڑی والی، لاہور



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الفرقان على حروف كثيرة لم تقرئنيها فقال أرسله، إقرأ يا هشام! فقرأ القراء ة التى سمعته فقال رسول اللهﷺ كذلك أنزلت، ثم قال اقرأ يا عمر فقرأت القرأء ة التى أقرأنى فقال كذلك أنزلت، إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاء و ما تيسر منه“

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی زندگی میں ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو کئی ایسے حروف پر سورۃ الفرقان (نماز میں) پڑھتے ہوئے سنا، جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے، قریب تھا کہ میں نماز میں ان پر لپکتا، مگر میں نے ان کے سلام پھیرنے تک انتظار کیا (جب انہوں نے سلام پھیرا) تو میں نے ان کے گلے میں انہی کی چادر کو کھینچتے ہوئے پوچھا کہ آپ کو یہ سورت کس نے پڑھائی ہے؟ انہوں نے جواباً کہا کہ مجھے اللہ کے نبی ﷺ نے پڑھائی ہے میں نے کہا تم غلط کہہ رہو کیونکہ مجھے نبی ﷺ نے یہ سورت اورطرح پڑھائی ہے میں انہیں کھینچتا ہوا آپ ﷺ کے پاس لے آیا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہشام رضی اللہ عنہ سورۃ الفرقان کو کئی ایسے حروف (یعنی قراءات) پر پڑھ رہے تھے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے آپ ﷺ نے فرمایا ہشام کو چھوڑ دو اور آپ نے ہشام کو تلاوت کا حکم فرمایا انہوں نے ویسے ہی قراءت کی جس طرح میں نے سنی تھی آپ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ ”یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے“ پھر آپ ﷺ نے مجھے تلاوت کا حکم دیا تو میں نے اسی طرح پڑھ دی جس طرح آپ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اسی طرح نازل ہوئی“ یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے جو آسان لگے اسے پڑھ لو“ [متفق عليه]

## حدیث نمبر ۲

”عن أبى بن كعب قال كنت فى المسجد فدخل رجل يصلى فقراء قراء ةً أنكرتها عليه ثم دخل اٰخر فقرأ قراء ةً سوى قراء ة صاحبه فلما قضينا الصلوٰة دخلنا جميعا على رسو ل اللهﷺ فقلت إن هذا قرأ قراء ةً أنكرتها عليه ودخل آخر فقرأ سوى قراء ة صاحبه فأمرهما النبىﷺ فقرأ فحسن شأنهما فسقط فى نفسى من التكذيب ولا إذ كنت فى الجاهلية فلما راٰى رسول اللهﷺ ما قد غشينى ضرب فى صدرى ففضت عرقاً فكانما أنظر إلى الله تعالىٰ فرقًا، فقال لى يا أبى ارسل الى ان اقرأ القران على حرف فرددت إليه أن هون على أمتى فرد إلى الثانية اقرأه على حرفين فرددت إليه أن هون على أمتى فرد إلى الثالثة اقرأه على سبعة أحر ف فلك بكل ردة رددتكها مسألةً فقلت اللهم اغفر لامتى، اللهم اغفر لامتى واخّرت الثالثة ليوم ير غب إلى الخلق كلهم حتى إبراهيم عليه السلام“

”حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا تو ایک آدمی آیا وہ نماز پڑھنے لگا اس نے ایسی قراءت کی جسے میں نے درست نہیں سمجھا پھر ایک دوسرا آدمی آیا اس نے اس کے خلاف قراءت کی، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے میں نے کہا بے شک اس نے ایسی قراءت کی ہے جسے میں نے درست نہیں سمجھا، اور دوسرا آیا تو اس نے پہلے کے خلاف قراءت کی، آپ نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا انہوں نے پڑھا تو آپ نے ان دونوں کی توثیق کی، میرے دل میں تکذیب کا وسوسہ پیدا ہوا جو کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی نہ تھا، جب آپ نے میری حالت دیکھی تو میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میں پسینہ پسینہ ہوگیا، گویا کہ خوف کی وجہ سے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابی! میری طرف فرشتہ بھیجا گیا کہ میں قرآن کو ایک طریقہ پر پڑھوں میں نے تکرار کی کہ



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


میری امت پر آسانی فرمائیں! دوسری مرتبہ میری طرف فرشتہ بھیجا گیا کہ میں قرآن کو دو طریقوں (قراءتوں) پر پڑھوں، میں نے تکرار کی کہ میری امت پر آسانی فرمایئے! تیسری مرتبہ میری طرف فرشتہ بھیجا گیا کہ میں قرآن کو سات قراءتوں پر پڑھوں، جتنی مرتبہ آپ نے سوال کیا ہر ایک میں ایک عطا کرتا ہے تو میں نے کہا اے اللہ! میری امت کو بخش دے اور تیسری دعا کو میں نے اس (قیامت کے) دن تک موخر کر دیا ہے جب لوگ میری طرف (سفارش کی) خواہش کریں گے۔حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔'' [صحیح مسلم:]

## حدیث نمبر ۳

عن أبي بن كعب قال لقي رسو ل اللهﷺ جبرائيل فقال يا جبرائيل إني بعثت إلى أمة أميين منهم العجوز والشيخ الكبير والغلام والجارية والرجل الذى لم يقرأ كتاباقط قال يا محمدﷺ إن القرآن أنزل على سبعة أحر ف .

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کی فرمایا اے جبرائیل! بے شک میں ایک ان پڑھ امت کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں ان میں بوڑھے، بوڑھیاں، بچے، بچیاں اور ایسے لوگ ہیں جنہوں نے کبھی کتاب نہیں پڑھی وہ کہنے لگے۔اے محمد ﷺ! بیشک قرآن سات قراءتوں پر اتارا گیا ہے۔'' [سنن الترمذی:]

**وفي رواية:** لاحمد وأبي داؤد قال ليس منهم إلا شاف كاف وفي رواية للنسائي قال إن جبرائيل وميكائيل أتياني فقعد جبرائيل عن يميني وميكائيل عن يساري فقال جبرائيل اقرأ القرآن على حرف قال ميكائيل استزده حتى بلغ سبعة أحرف فكل حرف شاف كافٍ

''اور احمد، ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے ہر ایک شافی اور کافی ہے اور نسائی کی ایک روایت میں ہے فرمایا بے شک جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تو جبرائیل علیہ السلام میری دائیں طرف اور میکائیل علیہ السلام میری بائیں طرف بیٹھ گئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ایک قراءت کے مطابق آپ قرآن پڑھیں، میکائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان سے زیادہ مطالبہ کرو حتی کہ سات قراءتوں تک پہنچا اور ان میں سے ایک قراءت شافی اور کافی ہے۔''

## حدیث نمبر ۴

وعن ابن مسعود قال سمعت رجلاً قرأ وسمعت النبي يقرأ خلافها فجئت النبيﷺ فأخبرته فعرفت في وجهه الكراهية فقال:« كلاكما فلا تختلفوا فإن من كان قبلكم اختلفوا فهلكوا»[صحيح بخاري:]

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے نبی ﷺ کو اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا میں اسے آپ ﷺ کے پاس لے گیا میں نے آپ کی خبر دی تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر (اعتراض کی وجہ سے) کراہت محسوس کی، فرمایا تم دونوں اچھا پڑھنے والے ہو پس تم اختلاف نہ کرو، بے شک تم سے پہلے لوگ نے جب اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہو گئے۔''

## حدیث نمبر ۵

وعن ابن عباس قال إن رسول اللهﷺ قال أقرأني جبرائيل على حرف فراجعته فلم أزل أستزيده ويزيدني حتى انتهى إلى سبعة أحرف قال ابن شهاب بلغني أن تلك السبعة


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الاحرف إنما هی فی الامر تکون واحداً لا تختلف فی حلال و لا حرام[متفق علیه]

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے ایک قراءت پر قرآن پڑھایا میں نے ان سے تکرار کیا، میں ان سے زیادہ آسانی طلب کرتا رہا، اور مجھے زیادہ آسانی دیتے رہے حتی کہ سات قراءتوں تک پہنچے۔ ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سات حروف (قراءتیں) امور میں متفق ہیں جو حلال وحرام میں اختلاف نہیں کرتیں۔''

## حدیث نمبر ❻

عن أبی بن کعب أن النبی ﷺ کان عند إضاء ة بنی غفار فأتاه جبرائیل فقال إن الله یأمرك أن تقرىء أمتك القرآن وإن أمتی لا تطیق ذلك ثم أتاه الثانیة فقال إن الله یأمرك علی حرفین فقال ﷺ... ثم جاء ه الثالثة فقال اسأل الله معافاته ... ثم جاء ه الرابعة إن الله یأمرك ... علی سبعة أحرف فأیما حرفٍ قرء وا علیه فقد أصابوا[صحیح مسلم:۱۹۰۳، سنن أبوداؤد:۱۴۷۷]

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ اضاء ۃ بنی غفار کے پاس تھے آپ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یقیناً اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھایئے، آپ نے فرمایا میں اللہ سے معافی اور بخشش کا سوال کرتا ہوں، میری امت (ایک حرف) پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی، دوسری دفعہ کہا ہے بے شک یہ اللہ کا حکم ہے کہ دو حرفوں پر پڑھایئے آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ آئے تو تین حروف پڑھنے کا کہا۔ آپ ﷺ نے وہی جواب دیا۔ چوتھی بار آئے تو کہا کہ اللہ حکم دیتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کو سات حروف پر قرآن پڑھایئے۔ پس جو بھی وہ حرف پڑھیں گے، درستگی کو پالیں گے۔

## حدیث سبعۃ احرف پر بحث

اس حدیث کو محدثین نے متعدد طرق سے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق اقوال آئمہ پیش کیے جاتے ہیں۔

① امام ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کہ حدیث سبعۃ احرف متواتر ہے اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔[فضائل القرآن:۳۸]

② امام محمد بن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کہ اس حدیث کو تقریباً سترہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے باختلاف الفاظ نقل کیا ہے اور چند مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام بھی ذکر کیے ہیں۔''

## اسمائے صحابہ

عمر بن خطاب، ہشام، عبدالرحمٰن بن عوف، ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوہریرہ، عبداللہ بن عباس، ابوسعید خدری، حذیفہ بن یمان، ابوبکرۃ، عمرو بن عاص، زید بن ارقم، انس، سمرۃ بن جندب، عمر بن ابی سلمی، ابوجہم، ابوطلحہ، ام ایوب انصاریۃ۔ رضی اللہ عنہم [النشر فی القراء ات العشر:۲۱/۱]

③ امام ابوشامہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'المرشد الوجیز' میں سبعہ احرف کی تمام روایات کو جمع کیا ہے اور یہ اہتمام مفسر ابن جریر طبری رحمہ اللہ اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## حدیث سبعہ اَحرف صحابہ کے ہاں بھی متواتر تھی

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں منبر پر کھڑے ہوکر صحابہ کرام سے پوچھا میں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جس نے یہ الفاظ:

''إن هذا القرآن أنزل علی سبعة أحرف کلهاشاف کاف''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں وہ کھڑا ہو جائے ، اس پر لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کھڑی ہوگئی کہ ان کو شمار کرنا ناممکن ہو گیا آخر میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر گواہی دی۔ [مسند أبي یعلی، مسند عثمان:۹]

گویا کہ کثیر تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی تھی اس لحاظ سے یہ ان کے ہاں تواتر کا درجہ رکھتی ہے۔

لہٰذا اس حدیث میں لفظی ومعنوی دونوں طرح تواتر موجود ہے۔

## اَحادیث سبعہ احرف سے ثابت شدہ مسائل

مذکورہ اَحادیث سے اِن مسائل کی وضاحت ہوتی ہے:

| مسائل | دلیل | حوالہ |
|---|---|---|
| ◉ اختلاف قراءات منزل من اللہ ہے | إن هذا القرآن أنزل علی سبعة أحرف | حدیث نمبر۱ |
| ◉ قراءات بحکم الٰہی نازل ہوئیں | إن الله یأمرك أن تقرأ أمتك القرآن علی سبعة أحرف | حدیث نمبر۶ |
| ◉ حروف اور قراءات ایک ہی چیز کے دو مختلف نام ہیں | قال عمر إني سمعت هذا یقرأ علی حرف کثیرة فقرا القراء ة التی سمعته | حدیث نمبر۱ |
| ◉ سبعۃ احرف سے مراد تعدد نہیں بلکہ معین عدد مراد ہے۔ | حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ | حدیث نمبر۲ |
| ◉ صحابہ کرام کا اختلاف نطق اور ادائیگی میں تھا نہ کہ تغیر احکام میں | حدیث عمر رضی اللہ عنہ و ہشام رضی اللہ عنہ | حدیث نمبر۱ |
| ◉ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مختلف تلفظ کے ساتھ قرآن پڑھایا | حدیث نمبر۱ | حدیث نمبر۱،۲ |
| ◉ قرآن کی صحت اور حفاظت کے میں صحابہ نہایت بیدار مغز تھے | اَحادیث مخاصمات صحابہ | حدیث نمبر۱،۲ |
| ◉ صحابہ کرام قرآن مجید کو نہایت غور وفکر، تدبر اور شوق سے سنتے تھے | فقال عمر فاستمعت له | حدیث نمبر۱ |
| ◉ تنوع قراءات میں آسانی ہے۔ | فاقرء و ماتیسر منه | حدیث نمبر۱،۲،۳ |
| ◉ قرآن کو کئی طرح کے تلفظ سے پڑھنا | | |



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| | | |
|---|---|---|
| نبی ﷺ کی خواہش اور دعا کا ثمرہ ہے | حدیث ابی بن کعب، حدیث ابن عباس | حدیث نمبر۶ |
| ⦿ منقول اختلاف قراءات کو سبب نزاع نہ بنایا جائے | لا تختلفوا | حدیث نمبر۴ |
| ⦿ نزاع کی صورت میں معاملہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹایا جائے | حدیث مخاصمات صحابہ | حدیث نمبر۱،۲،۳ |
| ⦿ دلیل آنے کے بعد نزاع ختم ہونا چاہیے | احادیث مخاصمات صحابہ | حدیث نمبر۱،۲ |
| ⦿ نبی نے جبرائیل علیہ السلام سے تلقی کے ساتھ قراءات حاصل کیں | قال اقرأني جبرائيل | حدیث نمبر۵ |
| ⦿ قراءات کو پڑھنا اور پڑھانا اللہ کا حکم ہے | إن الله يامرك ان تقرىء القرآن | حدیث نمبر۶ |
| ⦿ قراءات کو نماز میں بھی پڑھا جا سکتا ہے | حدیث عمر وحدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہما | حدیث نمبر۲،۳،۶ |
| ⦿ آسانی تلفظ کی دعا نبی ﷺ نے متعدد جگہ اور مواقع پر فرمائی | احادیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ | حدیث نمبر۲،۳،۶ |

## 'حرف' کا معنی باعتبار لغت

لغوی اعتبار سے حرف تقریباً چھ معانی میں استعمال ہوا ہے، حافہ، ناحیہ، وجہ، طرف، حد کسی چیز کا ٹکڑا۔

[لسان العرب:۹/۴۱،۴۲ تحت لفظ الحرف، القاموس المحیط:۱/۲۲۲،۲۲۳، تحت لفظ الحرف]

**نوٹ:** لفظ 'حرف' جو اَحادیث سبعہ احرف میں وارد ہو رہا ہے اس کی مزید تشریح وتوجیہ ان شاء اللہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

نکتہ: یاد رہے کہ سبعہ احرف کی تعبیر مختلف ائمہ نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔

① سبعہ اَوجہ ② سبعہ لغات ③ سبعہ قراءات

ان تینوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔مزید وضاحت آگے آرہی ہے (ان شاء اللہ) ہمارے زمانے میں سبعہ احرف سے مراد سات قراءات یا کلمات میں (سات طرح کا تغیر) مشہور ہو گیا ہے۔

## سبعہ اَحرف کی وضاحت میں اَقوال کا اختلاف اور اس کا حل

سات حروف کی وضاحت میں اہل علم کے ہاں مختلف اقوال ملتے ہیں:

### ① تعدد

کچھ کے ہاں سبعہ اَحرف سے تعدد مراد ہے۔

**رد:** یہ قول محل نظر ہے، کیونکہ یہ حدیث کے خلاف ہے۔حدیث سبعہ میں لفظ سبعة سے مراد معین عدد ہے تعدد ہرگز نہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## ② أقسام احکام

کچھ نے سبعہ احرف سے مختلف قسم کے احکام مراد لیے۔اس طرح کے اقوال کی تعداد ۴۰ کے لگ بھگ ہے۔

رد: یہ قول بھی حدیث سبعۃ کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ مخاصمات صحابہ والی حدیث میں قراءت کا پڑھنا نماز کی حالت میں ہے اور نماز میں قرآن کے متن کی تلاوت ہوتی ہے نہ کہ تفسیر بیان کی جاتی ہے اور نہ اس طرح کی کوئی اورتشریح جیسا کہ مسئلہ نمبر۴ کے تحت یہ بات گزری چکی ہے۔

گویا کہ صحابہ کرام کا نزاع کلمات میں تلفظ کے تغیرات پر تھا نہ کہ تفسیر و احکام میں۔لہٰذا یہ قول بعید از عقل معلوم ہوتا ہے۔

## ③ مرویات أئمہ سبعہ

بعض کو غلط فہمی اس حد تک لگ گئی ہے کہ سبعۃ اَحرف سے مراد سات قراء کی قراءات ہیں یا ان کی مرویات ہیں۔

رد: یہ قول تو انتہائی مردود ہے وجہ واضح ہے کہ نبی ﷺ نے 'سبعۃ احرف' والی اَحادیث میں سات مشہور قاری مراد نہیں لیے تھے۔یہ قراء تو اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔گویا آپ ﷺ کے فرمان سے مراد کلمات میں تغیر بالاداء والنطق تھا نہ کہ قراء سبعہ۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”لا نزاع بین العلماء المعتبرین أن الأحرف السبعة التی ذکر النبی ﷺ أن القران أنزل علیها لیست هی القراء ات القراء السبعة المشهورة“

’’اس بات میں اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں کہ جن احرف سبعہ کو نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے اس سے مراد مشہور قراء سبعہ کی قراءات نہیں ہیں۔‘‘ [دقائق التفاسیر:۱/۶۸]

اس بات کو اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ قراء سبعہ کی قراءات ہی سبعہ احرف نہیں بلکہ یہ بھی سبعہ احرف ہیں قراءات قراء سبعہ، سبعہ احرف کے تابع ہیں نہ کہ سبعہ احرف ان کا تابع ہے۔

## سبعہ احرف کے متعلق راجح اَقوال

اہل علم کے ہاں جمہور علماء کے اَقوال درست اور صحیح سمجھے جاتے ہیں۔

- حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”إن المراد بالسبعة ، سبعة أوجهٍ من المعانی المتفقة بالفاظ مختلفة“

’’سبعۃ اَحرف سے مراد (پڑھی جانے والی) سات وجوہ ہیں کہ جو الفاظ (یعنی تلفظ و ادا اور نطق میں) مختلف ہیں اور معانی میں اتفاق رکھتی ہیں۔[عون المعبود:۱/۵۵۰]

لغت میں حرف کا معنی وجہ ہے لہٰذا حرف اور وجہ کہنے میں کوئی تضاد نہیں۔

- امام خلیل الفراهیدی النحوی رحمہ اللہ:

’’احرف سبعۃ سے مراد قراءات ہیں۔‘‘ [البر هان فی علوم القرآن:۱/۲۱۴]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


◉ امام ابوداؤد رحمہ اللہ:

''امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کی کتاب ابوداؤد شریف میں حدیث سبعہ احرف لانے کے لئے باب اس طرح قائم کیا ہے۔''

"أبواب القراءات عن رسول اللہ ﷺ"

معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے ہاں سبعہ احرف سے مراد قراءات قرآنیہ ہے۔

◉ امام نووی رحمہ اللہ:

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیث سبعہ احرف سے مراد اداءِ کلمات کی کیفیت ہے جیسے ادغام، اظہار، تفخیم، ترقیق، امالہ، مد وقصر، کیونکہ اہل عرب کے ہاں مختلف لغات تھیں اور اللہ نے انہیں اجازت دی کہ جو ان کی لغت کے موافق ہو وہ پڑھیں تا کہ ان کی زبانوں پر آسانی ہو۔ [عون المعبود:۱/۵۴۹]

◉ علامہ سندی رحمہ اللہ:

''سبعہ احرف سے مراد سات مشہور فصیح لغات ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مصاحف میں جمع کیا تا کہ لوگ اختلاف میں نہ پڑیں۔ اور قرآن مجید کی تکذیب نہ کریں۔'' [عون المعبود:۱/۵۵۰]

◉ مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ:

"إن الأحرف السبعة التی نزل بها القران هی لغات متفرقة فی القران"

''بے شک وہ سبعۃ احرف جن پر قرآن نازل ہوا وہ متفرق لغات ہیں۔ جو قرآن مجید میں موجود ہیں۔'' [الابانۃ:۷۱]

اَقوالِ ائمہ ذکر کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ سبعۃ احرف کو بعض نے (سبعة أوجه) اور بعض نے (سبعة لغات) اور بعض نے (سبعة قراءات) کہا۔ ان تینوں شروح یا تینوں ناموں میں بظاہر الفاظ کا تو فرق ہے البتہ مفہوم ایک ہی ہے گویا یہ اہل علم کی اصطلاحات ہیں۔

یعنی من حیث التلاوۃ ان کو قراءات کہا جاتا ہے۔ چونکہ لفظ قراءۃ مصدر ہے جس کا معنی ہے پڑھنا۔ تو اسی مناسبت سے احرف سبعہ کو قراءات کا نام دے دیا گیا۔ اور ''من حیث اللغة العربية'' ان کو لغات کہتے ہیں جیسا کہ مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ نے ''الكشف عن وجوه القراءات'' میں جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۳ پر لکھا ہے۔

بِرَبْوَۃٍ عاصم رحمہ اللہ اور ابن عامر شامی رحمہ اللہ نے بفتح الراء پڑھا ہے۔ بِرُبْوَۃٍ نافع، ابن کثیر، ابوعمرو، حمزہ اور کسائی رحمۃ اللہ علیہم نے بضم الراء پڑھا ہے۔

مکی رحمہ اللہ نے کہا (وهما لغتان مشهورتان) وہ دو مشہور لغتیں ہیں۔

اور کئی دیگر مواقع پر ایسا ہی لکھا ہے۔

اسی طرح ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے سبعہ اوجہ حرف بمعنی 'وجہ' کہہ کر سبعة أحرف کی تشریح کی ہے۔

ان تینوں میں کوئی منافات نہیں۔

آئمہ کے تمام اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے سبعہ احرف کی تعریف اس طرح کریں گے۔

"اوجه مقروءۃٌ مختلفة لا تزید عن السبعة"

''سات پڑھی جانے والی وجوہ جو (تلفظ وادا میں) مختلف ہیں اور سات سے زیادہ نہیں۔''





محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## محدث ومقری امام ابن جزری رحمہ اللہ کی تشریح

موصوف قراءت میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ ایک لاکھ حدیث کے حافظ ہیں فرماتے ہیں:
کہ میں حدیث سبعہ احرف پر تیس سال تک جستجو میں لگا رہا ہوں اس کے بعد تمام صحیح اور شاذ قراءات کو سامنے رکھا تو معلوم ہوا کہ ان قراءات میں تلفظ وادا کے لحاظ سے سات طرح کا تغیر وتبدل ہوتا ہے۔

① اَسماء میں واحد، تثنیہ جمع کا اختلاف

| | | |
|---|---|---|
| **مثالیں:** فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِين | فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِين | [البقرة:۱۸۴] |
| فاصلحوا بين اخويكم | فاصلحوا بين اخوتكم | [الحجرات:۱۰] |
| اٰية للسآئلين | آيات للسآئلين | [يوسف:۷] |

② افعال میں ماضی، مضارع اور امر کا اختلاف

| | | |
|---|---|---|
| **مثالیں:** تَطَوَّعَ خَيْرًا | يَطَّوَّعْ خَيْرًا | [البقرة:۱۵۸] |
| رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا | رَبَّنَا بَعَّدَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا | [النساء:۱۹] |
| قَالَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ | قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ | [الانبياء:۴] |

③ نقص وزیادہ کا اختلاف

| | | |
|---|---|---|
| **مثالیں:** سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ | وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ | [آل عمران:۱۵۳] |
| يَا بُشْرَایَ هٰذَا غُلَامٌ | يَا بُشْرٰى هٰذَا غُلَامٌ | [يوسف:۱۹] |
| تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ | تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ | [التوبة:۱۰۰] |

④ وجوہِ اعراب کا اختلاف

**مثالیں:**

| | | |
|---|---|---|
| لا تسئل عن أصحب الجحيم | لا تسئل عن اصحب الجحيم | [البقرة:۱۱۹] |
| لا يضآرَّ | لا يضآرُّ | [النساء:۲۲۸] |
| فتلقّى اٰدمُ من ربه كلماتٍ | فتلقّى اٰدمَ من ربه كلماتٌ | [البقرة:۳۷] |

⑤ تقدیم وتاخیر کا اختلاف

| | | |
|---|---|---|
| **مثالیں:** قُتِلُوا وَقٰتَلُوا | قٰتلوا وَقُتِلُوا | [آل عمران:۱۹۵] |
| فَيُقْتُلُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ | فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ | [التوبة:۱۱۱] |
| وَنَاٰ بِجَانِبِه | وَنَآءَ بِجَانِبِه | [الاسراء:۸۳] |

⑥ اختلاف بالابدال (بالبدل)

| | | |
|---|---|---|
| **مثالیں:** كَيْفَ نُنْشِزُهَا | كَيْفَ نُنْشِرُهَا | [البقرة:۲۵۹] |
| فَتَبَيَّنُوا | فَتَثَبَّتُوا | [النساء:۹۴] |
| فَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ | وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ | [الشعراء:۲۱۷] |



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



⑦ لہجات کا اختلاف

اس سے فتح امالہ، تسہیل، تحقیق، تفخیم، ترقیق اور قبائل عرب کی لغات مراد ہیں۔

ساتواں اختلاف جو لہجات کا ہے وہ ماہر استاذ سے سننے کے بعد بھی سمجھ آ سکتا ہے، کیونکہ یہ کتابت کے ذریعہ بالکل واضح نہیں ہوسکتا اس کا تعلق تلقی کے ساتھ ہے۔قراءات میں سارا انحصار تلقی پر ہوتا ہے۔

نوٹ: جن لوگوں نے لفظ لغات استعمال کیا اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تمام اختلافی کلمات کو اگر سامنے رکھا جائے تو اس میں مرادفات وغیرہ کا اختلاف تعداد میں کم اور لغات متفرقہ کا اختلاف زیادہ تعداد میں موجود ہے۔ اس لحاظ سے انہوں نے جمیع اختلاف پر لغات کا لفظ بول دیا۔تلقی پر مفصل بحث عنقریب آئے گی۔ ان شاء اللہ

## بزبان رسول ﷺ سبعۃ احرف کی تشریح نہ ہونے کی وجہ

آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر (سبعہ احرف) کے الفاظ مختلف الفاظ کے ساتھ ذکر فرمائے، لیکن سبعة أحرف کی وضاحت کسی ایک موقع پر بھی ثابت نہیں نہ کسی صحابی نے اس کے متعلق کوئی سوال کیا۔

اس کی وجہ واضح طور پر یہ نظر آ رہی ہے کہ جو بات لوگوں کے ہاں معروف ہوا کرتی ہے اس کی وضاحت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ تحصیل حاصل ہوتا ہے چونکہ نبی ﷺ کی مراد سبعة أحرف کے الفاظ میں کلمات میں پایا جانے والا تلفظ وادا کا اختلاف تھا۔لہٰذا آپ ﷺ نے وضاحت نہ فرمائی۔ چونکہ صحابہ کرام بھی اس کا مفہوم سمجھتے تھے، لہٰذا انہوں نے سوال کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی اگر یہ معاملہ اس طرح نہیں تھا تو ڈائریکٹ منصب نبوت پر الزام آئے گا کہ آپ ﷺ نے (بلغ ما أنزل......) کے خلاف کیا ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ کے بارے میں ایسا کہنا تو درکنار سوچنا بھی خارج از اسلام ہونے کے برابر ہوگا۔آپ ﷺ نے ہر بات کی وضاحت فرمائی ہے جو بات عند الناس مشہور تھی اس کی وضاحت کوئی ضروری نہیں ہوتی۔

جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابہ کرام کو لفظ 'ظلم' کا مفہوم سمجھ نہ آیا تو انہوں نے فوراً نبی ﷺ سے سوال کر کے وضاحت پوچھ لی، لیکن سبعة أحرف کے متعلق کبھی کوئی سوال نہ کیا۔ چونکہ وہ اس کا مفہوم اور اس کی مراد سے بخوبی واقف تھے۔

## لغات کے نزول کے ساتھ دیگر اختلافی تلفظ اور مرادفات کا نزول

نبی ﷺ نے آسانیٔ اُمت کی دعا لغات کے اختلاف کی وجہ سے فرمائی، لیکن لغات مختلفہ میں آسانی کی اجازت کے ساتھ ساتھ دیگر چیزیں بھی نازل کر دی گئیں، مثلاً بعض جگہ مرادفات کا استعمال کیا گیا۔اس کی توجیہ یہ ہے:

① کچھ اختلافات کے نزول کا مقصد کلام الٰہی کو فصاحت وبلاغت کا نمونہ ثابت کرنا ہے۔

② کچھ اختلافات تفسیری کلام ومسائل کی وضاحت کے لئے استعمال ہوئے۔ جیسے لِأَهَبَ لِيَهَبَ

آیت: ﴿لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا﴾ [مریم:۱۹]

﴿لِيَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا﴾ [مریم:۱۹]

لِأَهَبَ والی قراءت میں فرشتہ اپنی طرف نسبت کر کے مریم علیہا السلام کو کہہ رہا ہے کہ

''میں تجھے پاکباز لڑکا عطا کروں گا۔''





محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اور دوسری قراءت بصیغہ واحد مذکر غائب ہونے کی وجہ سے مفہوم یہ نکلے گا ''وہ اللہ تجھے پاکباز لڑکا عطا کرے گا۔'' اگرچہ واحد متکلم والی قراءت میں فرشتے کی طرف نسبت مجازی ہے ممکن ہے کوئی باطل عقیدہ شخص اس سے غلط مفہوم اخذ کر لیتا کہ اگر فرشتہ مریم کو بیٹا عطا کرسکتا ہے تو کیا آج کے بزرگ یا اولیاء اللہ کسی کو بیٹا نہیں دے سکتے ؟ مگر دوسری قراءت لانے سے باطل عقیدہ لوگوں کا رد ہو گیا کہ اولاد کا عطا کیا جانا اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔

④ کچھ اختلافات لانے کا مقصد صرف اعجازِ قرآنی کو واضح کرنا ہے۔

گویا کہ لغات مختلفہ نزول کے ساتھ ساتھ دیگر کئی طرح کے اختلافات کا مقصدِ نزول اضافی فوائد کا حامل ہے۔

(والحمد للہ علی ذلك)

## ہر کلمہ میں سات وجوہ۔ایک اِشکال

کچھ لوگوں کو یہ غلط فہمی لگ گئی ہے کہ شاید ہر کلمہ میں سات وجوہ ہوتی ہیں یاد رہے کہ سبعة أحرف کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ ہر کلمہ سات طرح پڑھا جاتا ہے اگر سبعہ کی تشریح وتوضیح جو ہم بیان کر چکے ہیں اس کو سامنے رکھا جائے تو سبعة أحرف کی وضاحت میں اشکال پیدا نہیں ہوسکتا۔اس سلسلہ میں امام ابوعبید قاسم بن سلام کبار تابعی کا قول ان شاء اللہ کافی ہے۔فرماتے ہیں:

''ولیس معنی تلك السبعة أن یکون فی حرفٍ واحدٍ یقرأ علی سبعة أحرفٍ ، هذا شیءٌ غیرُ موجودٍ لکنه عندنا أنه نزل علی سبع لغات متفرقةٌ في جمیع القرآن من لغات العرب''

''سبعة أحرف کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سات وجوہ ایک کلمہ میں پائی جاتی ہیں بلکہ وہ سات لغات متفرق طور پر پورے قرآن میں موجود ہیں اور یہ سات لغات عرب کی لغات سے ہیں۔'' [فضائل القرآن:۳۳۹]

لہٰذا اگر کوئی اس کا دعویدار ہے تو وہ غلطی پر ہے اس کے پاس اس کی ادنی سی دلیل بھی نہیں۔

## ہمارے ہاں سبعة أحرف کا کُل موجود ہے یا بعض؟

قرآن مجید کے آغاز سے انتہاء تک مختلف احکامات نازل ہوتے رہے اور کچھ منسوخ کئے جاتے رہے اسی طرح عرضۂ اخیر میں غیر فصیح وجوہ کو منسوخ کیا گیا اور صرف فصیح وجوہ کو باقی رکھا گیا۔جیسے کچھ قبائل حَتّٰی کو عَتّٰی اور تَعۡلَمُوۡنَ کو تِعۡلَمُوۡنَ پڑھتے تھے۔

## مزید وضاحت

سبعة أحرف کا کل موجود یا بعض اس بارہ میں علماء دو حصوں میں تقسیم ہیں۔بعض کا کہنا ہے کہ سبعہ احرف کا کل موجود ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سبعہ احرف کا کل موجود نہیں بلکہ بعض ہے۔

ان دونوں باتوں میں بظاہر تضاد وتناقض کی شکل نظر آرہی ہے لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں۔اس بات کو اگر اسی طرح سمجھ لیا جائے تو تضاد اور اشکال حل ہو جاتا ہے کہ سبعہ احرف سے مراد سبعہ اوجہ یا سبعہ لغات یا سبعہ قراءات ہیں تو کوئی شک نہیں کہ یہ سبعہ لغات یا اوجہ یا قراءات اب بھی ساتوں کی ساتوں قرآن میں موجود ہیں۔البتہ ساتوں انواع میں سے ہر نوع کے تحت واقع ہونے والا جمیع اختلاف اس وقت موجود نہیں، وجہ واضح ہے کہ بہت سارا


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اختلاف عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہو چکا ہے۔اس لحاظ سے سبعہ احرف کا بعض موجود ہے۔
چنانچہ ایک لحاظ سے سبعة أحرف کل موجود ہے اور ایک لحاظ سے بعض۔
سبعہ احرف میں اصلاً سات طرح کا تغیر فی الکلمات مراد ہے یہ اصل اب بھی ساتوں شکلوں میں موجود ہے۔البتہ ہر وجہ نوع کے تحت آنے والا مکمل اختلاف اب معمول بہا نہیں ہے۔

## کیا اِجازت نبوی کے بغیر صحابہ قرآن میں لغات استعمال کرتے تھے؟

بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جب اہل عرب کو ان کی لغات پر قرآن پڑھنے کی اجازت مل گئی تو ہر وہ شخص جو قرآن پڑھتا اپنی مرضی سے جس طرح چاہتا وہ تلفظ اور ادا اختیار کر لیتا۔

### وضاحت

اس بات میں عموم نہیں تھا۔بلکہ جید صحابہ کرام حتی کہ تمام قبائل کے لوگ تلفظ میں اتنا اختیار رکھتے تھے جتنا نبیﷺ نے ان کو دیا ہوتا اور نبیﷺ بھی اتنا اختیار رکھتے تھے جتنا اللہ نے ان کو دیا تھا آگے چل کر ان شاء اللہ اس پر بھی بحث کریں گے کہ قراءات میں اختیارات صرف اللہ کی طرف ہوتے تھے آپﷺ اپنی مرضی سے کوئی رد وبدل نہ کر سکتے تھے اس بات پر چند عبارتیں اور اقوال پیش کیے جاتے ہیں تا کہ مسئلہ کھل کر واضح ہو سکے۔

① مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اہل عرب کو اجازت اس بات کی دی گئی کہ جو اختلاف قراءت نبیﷺ سے ثابت ہے وہی پڑھا جائے ،اس میں عموم نہیں تھا، یہ تغیر وتبدل ہر کسی کے لئے نہ تھا بلکہ اس کے لئے تھا جس کو نبیﷺ نے اجازت بخشی تھی ،اسی پر اکثر ائمہ سلف وخلف ہیں۔ [تحفة الأحوذی:۱/۵۵۱]

② علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہے:

سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کسی لفظ کا مرادف نبیﷺ سے سیکھا ہوتا تو اس لفظ کی جگہ استعمال کر لیتے تھے،تو ظاہر بات یہ ہے کہ ان دونوں نے نبیﷺ سے سنا کہ آپ کسی لفظ کی جگہ اس کا فلاں مرادف استعمال کرتے ہیں۔یہی وہ متنوع اور معروف اختلافات ہیں جنہیں قراءات کہا جاتا ہے۔اور یہی بات ارباب اہل الشان کے ہاں مشہور ہے۔[عون المعبود:۱/۵۵۱]

## قراءات کے نزول کی ابتداء مکہ میں ہوئی یا مدینہ میں؟

مناسب ہے کہ اس تفصیل میں جانے سے پہلے چند ایک باتیں شیخ الدکتور محمد سالم محیسن رحمہ اللہ کی کتاب 'رحاب فی القرآن الکریم' سے نقل کی جائیں۔
الدکتور محمد سالم محیسن رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ قراءات کا نزول مکہ میں شروع ہوا یا مدینہ میں اس کے متعلق اہل علم کے دو اقوال ہیں:
**قول اوّل:** قراءات مکہ میں نازل ہوئیں اس کے بارے میں متعدد شواہد اور قرآئن موجودہ ہیں۔
**قول ثانی:** قراءات مدینہ میں نازل ہوئیں۔اس موقف کو اختیار کرنے والوں نے مخاصمات صحابہ کے واقعات کو بنیاد


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بنا کر یہ بات کہی ہے۔

## تعقیب وترجیح

میں سمجھتا ہوں پہلا موقف زیادہ واضح ہے کہ قراءات کا نزول مکہ میں ہوا یہ قول راجح ہے اور اسی پر قلب مطمئن ہوتا ہے۔اور اس پر کوئی اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا ہے۔

رہی دوسرے موقف کی بات تو اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔اس کی وجہ سے یہ قول مرجوح ہے۔اعتراض یہ ہے کہ ۸۳ سے زیادہ سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں۔اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ سبعة أحرف کے مطابق نازل ہوئیں، کیونکہ کسی قوی سند تو کیا ضعیف سے بھی ان سورتوں کے دوبارہ مدینہ میں نازل ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔پس ان مکی سورتوں کا دوبارہ نازل نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ قراءات مکہ میں نازل ہوئیں۔

[رحاب فی القرآن الکریم:۲۲۲،۲۲۴]

شیخ محمد سالم رحمہ اللہ کا موقف کا درست معلوم ہوتا ہے کہ قراءات کے نزول کی ابتدا مکہ میں ہو چکی تھی اب ہم اس پر مزید کچھ قرائن وشواہد پیش کرتے ہیں۔

### ◉ دلیل اوّل

جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے آسانیٔ امت کی خاطر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور یہ دعا کوئی ایک موقع یا ایک وقت میں نہیں کی بلکہ متعدد بار کی ہے اور مواقع بھی مختلف معلوم ہو رہے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ سے اس بارہ میں جو روایات ہم تک پہنچی ہیں وہ مختلف الالفاظ ہیں۔اور روایت کرنے والے صحابہ بھی الگ الگ ہیں۔اس کے متعلقہ روایات میں سے صرف ایک روایت پر ہم بحث کریں گے۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت جو ''مسلم'' میں ہے کہ نبی ﷺ اضاءۃ بنی غفار کے قریب جبرائیل علیہ السلام سے ملے تو آپ نے آسانی امت کی سفارش کی......إلی آخرہ

إضاءۃ بنی غفار کس جگہ کو کہتے ہیں؟ پہلے اس کی وضاحت ضروری ہے۔

مؤرخین اور علماء دو حصوں میں تقسیم ہیں:

ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یہ جگہ مدینہ کے قریب ہے جیسے طبرانی رحمہ اللہ اور ابن احجر رحمہ اللہ وغیرہ اور کئی دیگر علماء کا قول ہے کہ یہ جگہ مکہ کے قریب ہے۔

① محقق تاریخ دمشق ''علی شیری'' نے لکھا ہے کہ اضاءۃ بنی غفار مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

[تاریخ دمشق:۲۴۲/۴۷]

② اضاءۃ بنی غفار موضع قرب مکة[خلاصة الوفا باخبار دار المصطفی:۳۰۳/۱]

''اضاءۃ بنی غفار مکہ کے قریب ایک جگہ ہے۔''

اب ہم اضاءۃ بنی غفار کے ارد گرد جگہوں کا جائزہ لیتے ہیں تا کہ واضح ہو کہ اضاءۃ بنی غفار مکہ کے قریب ہے یا مدینہ کے؟

① إضاءۃ فوق سرف[معجم البلدان:۴۲۶/۱]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اضاءۃ سرف کے اوپر جگہ کا نام ہے۔''

گویا کہ سرف اور اضاءۃ قریب قریب ہیں۔اب سرف کی وضاحت چاہے۔

② حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"سرف، يقرب مكة، مذكورة في الحديث"

''سرف مکہ کے قریب ہے، حدیث میں اس کا ذکر ہے۔'' [تبصرة المنتبه بتحرير المشتبه:۱/۱۹۵]

③ سرف مکہ کے قریب جگہ کا نام ہے نبیﷺ کی میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی یہیں ہوئی تھی اور میمونہ رضی اللہ عنہا نے اسی جگہ وفات پائی اور وہی دفن ہوئیں اسی جگہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔[الاعلام للزر قاني:۷/۳۴۲]

④ محقق تاریخ دمشق علی شیری کہتے ہیں:

"التناضب عند موضع لبني غفار، قرب سرف"

''تناضب بنی غفار اور سرف کے قریب ایک جگہ ہے۔گویا یہ تیسری جگہ ہے جو سرف اور اضاءۃ کے قریب ہے۔''

⑤ میمونہ بنت حارثہ رضی اللہ عنہا (زوجة النبي ﷺ) کے قبر وادی سرف اور اضاءۃ بنی غفار کے مابین یعنی (الثُّنيَّه) جگہ پر ہے۔ (مکہ کے اطراف میں) چوتھی جگہ (الثنية) ہے۔سرف میں ان کی شادی نبیﷺ سے ہوئی۔ پس وہ سرف میں فوت اور دفن ہوئیں۔[اخبار مكة للفاكهي:۷/۳۷۷]

⑥ حافظ ابن کثیر نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی هجرت إلى المدينة کے بارے میں لکھا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پہلے بیس آدمیوں کے ہمراہ ہجرت کی آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کرنے والوں کو کہا تھا کہ مقام سرف سے اضاءۃ بنی غفار کے قریب تناضب مقام پر اکٹھے ہو جاؤ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں۔[سيرت ابن كثير:۲/۲۲۰]

## خلاصہ بحث

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ مذکورہ اقوال میں چار جگہوں کا نام آیا ہے، یہ چار مکہ کے قریب واقع ہیں۔

آپ ﷺ کا اضاءۃ بنی غفار پر یا اس کے قریب آنا مکی زندگی میں معلوم ہوتا ہے ورنہ مدنی زندگی میں آپ ﷺ کا یہاں تشریف لانا بالکل ثابت نہیں ہو رہا۔

⑦ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ سے غروب شمس کے قریب نکلے پس آپ ﷺ نے سرف میں آ کر نماز پڑھی یہ موضع مکہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔[أخبار مكة:۷/۳۷۸]

⑧ علامہ فاکہی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ سفر طائف کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت آپ ﷺ إضاءۃ بنی غفار کے قریب تشریف لائے تھے۔اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے ملاقات کی تھی۔آپ ﷺ سے ملاقات کی تھی۔آپ ﷺ نے آسانی امت کی خاطر قرآن کے تلفظ میں سہولت کی دعا کی تھی۔اور نخلہ یمانیہ میں جنات کا مسلمان ہونا مشہور واقعہ ہے۔[أخبار مكة:۷/۴۶۵]

**نوٹ:** آپ ﷺ کا اضاءۃ بنی غفار اور قرب وجوار میں تشریف لانا کئی بار ثابت ہے۔

(ا) میمونہ رضی اللہ عنہا کا نبی ﷺ کے ہاتھ پہ بیعت کرنا۔

(ب) نبی ﷺ کی میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


(ج) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غروب شمس کے قریب تشریف لانا۔
(د) سفر طائف کے لئے جاتے وقت وہاں تشریف لانا۔

اگر اضاءۃ بنی غفار یا سرف نامی جگہ مدینہ کے قریب ہوتو غروب شمس سے کچھ وقت پہلے چل کر مدینہ کے قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز ادا کر کے عقل سے بعید چیز ہے۔ لہٰذا یہ مکی زندگی کا واقع سمجھا جائے گا۔

خلاصۂ بحث یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ کے قرب وجوار میں خصوصاً اضاءۃ بنی غفار کے قریب آنا مکی زندگی کے واقعات میں سے ہے۔ انہی سفروں کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءات قرآن میں آسانی کی درخواست فرمائی۔ لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ قراءات کے نزول کے ابتدا مکہ سے ہو چکی تھی۔

## دلیل ثانی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا جو فرمائی تھی وہ آسانی امت کی دعا کہ نہ آسانی قریش کی۔

جو شخص مدینہ میں نزولِ قراءات کی ابتدا کا دعویدار ہے اسے چاہیے کہ واضح کرے کہ مکی زندگی میں اسلام لانے والوں کو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی تلفظ پر مجبور کر کے قرآن پڑھاتے تھے جو لوگ مکی زندگی میں مکہ اور دیگر عرب علاقوں سے حاضر ہوتے تھے۔ یہ سب ایک قراءت اور تلفظ کو اپنا سکتے تھے تو بعد میں ہونے والے مسلمان بھی سیکھ سکتے تھے دوسرے لفظوں میں یہ کہیں گے کہ پھر آسانی اُمت کی دعا کرنے کا معنی اور مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

یہاں وضاحت کرتے چلیں کہ امت میں عجمی اور عربی سب شامل ہیں۔ قراءت قرآن جہاں عرب کا مسئلہ تھا بعینہ عجم کا بھی، کیونکہ قراءات پڑھاتے وقت یہ بات تجربات میں آئی ہے کہ بعض طلبہ کو اختلاف قراءات پر زبان سیدھی کرنے کے لئے کافی محنت ومشقت کرنا پڑتی ہے خصوصاً تسہیل، تقلیل، بعض جگہ نقلِ حرکت وغیرہ میں مسائل ہیں۔

مکی زندگی میں مکہ باہر سے آنے والے حضرات کے نام جو مسلمان ن ہوئے مورخین اور سیرت نگاروں لکھے ہیں۔ چنانچہ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں:

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، اور بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حماد ازدی، یمن کے باشندے اسعد بن ضرارہ قبیلہ ازدشنوءۃ یثرب سے، عوف بن حارث (بنی نجار) رافع بن مالک (بنی زریق)، عتبہ بن عامر بن حدیرہ (بنی سلمہ) عقبہ بن عامر (بنی حرام بن کعب)، حارث بن عبداللہ بن راب (بنی عبید بن غنم) اور سوید بن صامت یہ سب مکی زندگی میں مسلمان ہوئے۔ [الرحیق المختوم:۲۱۴]

مکی زندگی کے اوائل اور اواخر میں مسلمان ہونے والے بہت سے لوگ غیر قریشی تھے۔ اگر وہ سب لغت واحد کے مطابق قرآن سیکھ سکتے تھے تو بعد والوں کے لئے دعا کرنے کی ضرورت نہ تھی معاذ اللہ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کیا بے فائدہ سمجھی جائے گی؟ مزید لکھتے ہیں:

ایک بات کی اور وضاحت کرتے چلیں کہ سبعہ احرف کا نزول بتدریج ہوتا رہا ہے۔ شروع شروع میں ایک قراءات پھر دو پھر تین پھر چار اور آخر میں سات قراءات تک اجازت مل گئی۔ تفصیل کے لئے دیکھیے مضمون کے شروع میں حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حدیث نمبر۲۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


## مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

آپ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ سنۂ نبوت میں مدینہ کا معلم بنا کر بھیجا، چونکہ یثرب سے ۱۲ آدمی اسلام قبول کرنے کے لئے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں ان کے ساتھ بھیج دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسعد بن ضرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرے، مدینے والے آپ کو (المقری) 'پڑھانے والا' کہا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ اہل یثرب کو قرآن پڑھایا کرنا۔[تاریخ طبری:۱۱۶/۱]

**نوٹ:** اسلام میں سب سے پہلے (المقری) کا لفظ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے لئے بولا گیا۔

## وضاحت

قبائل مکہ اور مدینہ میں لغت عرب کا کافی اختلاف تھا۔ اگر مصعب رضی اللہ عنہ ان کو قریشی لغت پڑھاتے تو ان پر گراں گذرتا بلکہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ان لوگوں کو مصعب رضی اللہ عنہ انہیں کی لغت پر قرآن پڑھاتے تھے۔ کیا ایسے شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم استاد بنا کر بھیجیں گے جو سامعین کو اپنی گفتگو ہی نہ سمجھا سکے اور قبول اسلام کے لئے آئے لوگوں پر تلفظ کے معاملہ میں مشقت ڈال دے۔ بلکہ ان لوگوں کو انہی کی لغت پر قرآن پڑھایا جاتا تا کہ زیادہ زیادہ سے لوگوں کا دل قرآن اور اسلام کی طرف مائل ہو سکے اور انہیں دین سیکھنا اور سمجھنا آسان لگے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قراءات کو جلانا اور مصاحف عثمانیہ پر ایک بحث

مستشرقین اور منکرین قراءات وحدیث نے اس مسئلے کو ہمیشہ توڑ مروڑ کے پیش کیا یہ لوگ یا تو اہل تشیع کی روش پر کار بند ہیں یا محض ہٹ دھرمی کی بنیاد پر کتمان حق کر رہے ہیں۔

جس طرح شیعہ نے اَصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے کے لئے اِیڑی چوٹی کا زور لگایا بعینہٖ منکرین حدیث وقراءات نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات پر بہت بڑا الزام لگایا کہ انہوں نے قراءات متواترہ اور وحی الٰہی کو جلا دیا تھا اور بعض نے غلط فہمی کے بنا پر یہ کہہ دیا کہ انہوں نے صرف لغت قریش کو باقی رکھا باقی لغات کو جلا دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فن قراءات نہایت دقیق مسائل کا حامل ہے اسی طرح اس کے متعلقہ جو معلومات واقوال ملتے ہیں انہیں بھی فراخ دلی کے ساتھ واضح کرنا ہوگا نہ کہ حق کو دبانے کے لئے کے بعض کو چھوڑ دیا جائے۔ لہٰذا اس بحث میں دو اقوال پر بحث کی جائے گی ایک یہ کہ انہوں نے تمام قراءات کو ختم دیا دوسرا یہ کہ انہوں نے علاوہ لغت قریش کے باقی سب کو جلا دیا تھا۔ (طحاوی ودیگر رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی موقف ہے)

## بحث:

مستشرقین کے اعتراضات پر بھی کئی طرح کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں کیونکہ ان کی بات نہایت کمزور اور دلائل غیر واضح ہیں۔

مصاحف عثمانیہ میں اختیار کیا جانے والا رسم الخط بذات خود اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس الزام سے بری ہیں۔ اسی طرح جلیل القدر صحابہ کی وہ کمیٹی جنہوں نے نے قرآن مجید کی کتابت خلافت کے حکم پر مکمل کی وہ بھی اس سے بری ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو قرآن مجید لکھوائے تھے ان کو اعراب ونقاط اور دیگر علامات وغیرہ


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے بالکل خالی رکھا، کیونکہ ان چیزوں کے استعمال سے کلمات کا تلفظ مقید ہو جاتا تھا یہ قرآن چونکہ متفق علیہ تھے اس لیے جو اعراب ان پر لگا دیا جاتا وہ صحیح سمجھا جاتا تھا اور باقی اختلافات قراءات کا سراسر انکار ہوتا تھا۔

چنانچہ رسم قرآن پر قلم اٹھانے والی ہستیوں نے اس مسئلہ پر اپنی کتابوں میں وضاحت فرمائی ہے۔صحابہ کرام کے قلم اللہ کے حکم سے اس طرح چلے کہ ایسا رسم الخط تیار ہوا جس سے قراءات کے تمام منقول اختلافات اَخذ ہو سکتے تھے لہٰذا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محافظ سبعہ قراءات ہوئے۔ اسی طرح زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ بھی قرآن مجید کے محافظ ہیں۔

باقی رہی دوسری بات کہ صرف لغت قریش کو باقی رکھا گیا اس کی بھی کوئی دلیل نہیں، کیونکہ ہماری قراءات وروایات میں اِمالہ وتسہیل اور دیگر کئی طرح کے اختلافات بلا شبہ لغت قریش نہیں ہیں بلکہ دیگر قبائل مثلا اہل نجد اسد، تمیم، قیس، وغیرہ کے لغت ہیں۔ یہ اب تک موجود کیوں ہیں؟ دنیا کے تمام ممالک میں ناقلین قراءات اس پر کیوں عمل پیرا ہیں؟ جس ہستی مقدس نے حفاظت کا دعوی کیا تھا وہ اپنی کتاب کی حفاظت سے عاجز آ گیا؟ معاذ اللہ

کچھ لوگوں کو صحیح بخاری کی روایت سے غلط فہمی ہوگئی جس کا پس منظر ’’إذا اختلفتم أنتم وزید بن ثابت فاکتبوہ بلغة قریش ‘‘ ابن حجر بیان کرتے ہیں:

کہ التابوت کی تا میں اختلاف ہوا کہ اس گول ۃ سے لکھا جائے یا لمبی تا سے۔ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے جب مسئلہ رکھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو قریش کے لغت پر لکھو۔ انہوں نے لغت قریش پر کتابت کا حکم دیا تھا نہ یہ کہ باقی لغات کو ختم کر کے قریش کی لغت کو باقی رکھنے کا گویا کہ انداز تحریر اس طرح کا اختیار کیا گیا کہ ایک ہی طرح کے رسم سے تمام ناقلین اپنے اَساتذہ سے ثابت اور منقول اختلافات کو نکال لیں۔ تا کہ اُمت فتنے میں نہ پڑے اور سبعہ احرف کا محفوظ و مامون رہیں۔

## منکرین کا اعتراض قرآن کے خلاف

قرآن یہ کہتا ہے کہ وحی کو منسوخ کرنا صرف اللہ کے اختیار میں ہے نہ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اختیار میں۔ چنانچہ ان کا موقف قرآن کے سراسر خلاف ہے۔ ہم قرآن آیات کی روشنی میں نسخ وحی کے مسئلہ پر وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

## نسخ وحی صرف اللہ کے اختیار میں

### دلیل اوّل:

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾ [البقرۃ:۱۰۶]

’’جو بھی آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی کی مثل لے آتے ہیں۔‘‘

اس آیت میں نسخ وحی کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


## دلیل ثانی

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَإِذَا تُتْلٰی عَلَیهِمِ اٰیتُنَا بَینٰتٍ قَالَ الَّذِینَ ...... عَذَابَ یَومٍ عَظِیمٍ﴾[یونس:۱۵]

''اور جب ان پر ہی ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہ (اے نبیﷺ) اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن لے آؤ یا اس میں رد وبدل کردو۔فرما دیجئے میرے لائق نہیں کہ میں اسے اپنے پاس سے بدل دوں میں تو وحی کا پیروکار ہوں اگر میں نے نافرمانی کی تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔''

## وضاحت

وحی میں تبدیلی یا کسی کلمے یا آیت کا بدلنا نبیﷺ کے اختیار میں نہیں ہے۔

## دلیل ثالث

تیسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَلَوتَقُولَ عَلَینَا بَعضَ الأقَاوِیلِ. لَأخَذْنَا مِنهُ بِالیَمِینِ. ثُمَّ لَقَطَعنَا مِنهُ الوَتِینَ. فَمَا مِنکُم مِن أَحَدٍ عَنهُ حَاجِزِینَ﴾[الحاقۃ:۴۴۔۴۷]

''اگر نبیﷺ ہماری طرف من گھڑت باتیں کہتے ہیں (یا منسوب کرتے) تو ہم ان کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ہم ان کی شہ رگ بھی کاٹ دیتے اور تم میں سے کوئی ہمیں اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔''

آیات کا مفہوم آسانی سے واضح ہے اگر عثمان رضی اللہ عنہ نے کثیر تعداد میں متواتر قراءات کو جلا دیا اور کسی صحابی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ بلکہ اس الزام سے نہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلکہ تمام صحابہ جو اس وقت موجود تھے سب کی شخصیت مجروح قرار پائے گی۔(العیاذ باللہ)

## دفاع سبعۃ احرف اور دفاع عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام ابن حزم رحمہ اللہ کی شاندار تقریر

امام ابن حزم رحمہ اللہ (۳۸۴ھ تا ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے وقت میں خلیفہ بنے جب تمام جزیرۃ العرب مسلمانوں، قرآنوں، مسجدوں اور قاریوں سے بھرا ہوا تھا اسی طرح تمام مصر، کوفہ بصرہ وغیرہ میں اتنے قاریان قرآن تھے کہ ان کا شمار سوائے اللہ رب العزت کے کوئی نہیں کرسکتا۔ یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صرف ایک قراءت پر جمع کیا تو یہ باطل ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کام پر قادر نہیں ہو سکتے تھے اور نہ ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا۔ ہاں انہوں نے متفق ہوکر چند قرآن لکھے اور ہر سمت ایک قرآن بھیج دیا کہ اگر وہم کرنے والا وہم کرے یا بدلنے والا بدلنے کی کوشش کرے تو متفق علیہ قرآن کی طرف رجوع کر لیا جائے۔ اور یہ کہنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف مٹا دیئے تو ایسا کہنے والا جھوٹا ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ساعت اسلام میں نہ رہتے اور اسلام سے خارج ہو جاتے یہ ساتوں حروف ہمارے ہاں موجود ہیں۔ جیسے تھے ویسے ہی قائم ہیں۔ مشہور ومنقول اور ماثور قراءتوں میں محفوظ وثابت ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین

[الملل والنحل:۲۱۸،۲۱۹،مترجم:مطبوعہ المیزان]

ابن حزم رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ وہ ساتوں حروف اب بھی موجود ہیں، سے مراد یہ ہے کہ عرضۂ اخیرہ میں جو باقی رکھے



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گئے وہ اب موجود ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہہ سکتے تھے کہ ہمیں آپ کی ثقاہت، عدالت، امامت اور جلالت علمی پر پورا اعتماد ہے، لہٰذا آپ چند قرآن لکھ کر دیں، لیکن انہوں نے نہایت احتیاط سے کام کیا اور کئی ایک صحابہ (۱۲ صحابہ) کو آپ کا معاون مقرر کر دیا۔ لہٰذا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کہ سبعہ احرف کو ختم کرنا بہتان عظیم ہے۔ بالفرض اگر یہ کام انہوں نے کیا تھا تو آخر کس نے انہیں یہ اجازت دی؟ اللہ نے یا اس کے رسول نے؟ کہ وہ قراءات جو بحکم الٰہی نازل ہوئیں نبی ﷺ کی خواہش اور دعا کا نتیجہ تھیں آپ ﷺ نے صحابہ کو پڑھائیں کہ ان کو جلا دیا جائے۔

## عثمان رضی اللہ عنہ کا مصاحف جلانا

اس میں کوئی شک نہیں کہ متفق علیہ قرآن مجید کہ جن کی تعداد چھ یا سات یا آٹھ تھی۔ ان کی کتابت مکمل ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے باقی تمام قرآنوں کو ایک جگہ جمع کیا اور جلا دیا۔

میرے خیال میں مستشرقین یہیں سے بے مقصد دلیل اخذ کرتے ہیں کہ انہوں نے سبعۃ احرف کو جلا دیا تھا۔ یاد رہے کہ ان جلائے گئے قرآنوں میں جہاں فصیح وجوہ درج تھیں وہیں غیر فصیح منسوخ کلمات اور منسوخ آیات اسی طرح تفسیری کلمات تفسیری جملے بھی تھے۔ ان کو جلا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت اچھا کام کیا تاکہ آئندہ کوئی ان قرآنوں سے تفسیری جملوں کو غیر فصیح اور منسوخ کلمات اور آیات کو قراءات کا حصہ سمجھ کر روایت نہ کرے۔

کیونکہ آرمینیا کے محاذ پر جاری جنگ کے دوران جو قراءات میں اختلاف ہوا تھا اس کا سبب یہ ساری چیزیں تھیں، اسی اختلاف کو سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ لے کر بارگاہ خلافت میں پہنچے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مسئلہ کا حل نکالنے کی گذارش کی۔

<u>نوٹ:</u> جو آیات منسوخ تھیں، یا غیر فصیح وجوہ عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہو چکی تھیں اور کئی صحابہ کو ان کا علم نہ ہو سکا یہ منسوخ اشیاء بلاشبہ عرضۂ اخیرہ سے پہلے سبعة أحرف کا حصہ تھیں۔

یہاں سے مستشرقین نے محسن اُمت وجامع القرآن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو مشکوک قرار دینے کے لئے رافضی فتنہ کا ساتھ دیا۔ اور کہا کہ انہوں نے سبعۃ احرف جلا دیئے تھے، لیکن مستشرقین نے جان بوجھ کر اُمت کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کی اگر وہ کہتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ سبعہ احرف جلائے جو عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے تو میرا خیال ہے کہ پھر کسی قسم کا اشکال اور تردد باقی نہ رہتا۔

## خلاصۂ بحث

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو سبعۃ احرف جلائے وہ عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے تھے۔ البتہ جن قراءات، لغات یا وجوہ کی منشاء الٰہی نے باقی رکھا وہ اُس زمانے سے لے کر آج تک محفوظ ومامون ہے۔ اور ان پر ہمیشہ خالق کائنات کی حفاظت رہے گی۔ قرآن مجید کا معاملہ تو ایسا ہے کہ اس میں کسی آیت کو اگر بدلنے کی کبھی بھی ناکام کوشش ہوئی تو ایسا کرنے والے کو ہمیشہ ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ متن میں تبدیلی کرنے والے تو کیا اس کے غلط مطالب ومعانی نکالنے والے ذلیل ورسوا ہو گئے اگر امت کے کثیر تعداد میں قراءات نقل کرنے والے افراد غلط بات پر قائم ہوتے تو کب سے ان کی شکلیں مسخ ہو چکی ہوتیں۔





محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بعض لوگوں کے بے تکے اعتراضات اور انکار قراءت پر تعجب ہوتا ہے کہ ان قراءات متواترہ کے علاوہ کئی قراءات کو اکثر مفسرین نے اپنی تفسیروں میں درج کیا ہے۔جلیل القدر محدثین نے بھی اپنی کتب میں بعض کئی ایک کلمات کو درج کرتے ، پڑھتے پڑھاتے اور ان قراءات کو تحریری شکل میں زینت قرطاس بناتے تو کیا اصول ہے کہ ان کی تحریر تو جائز، لیکن ان کے ساتھ تلاوت کرنا اور پڑھنا پڑھانا ناجائز؟

دوسرا یہ کہ جن حضرات نے قراءات کی حفاظت میں عمر گذار دی ان قراءات کا استعمال کر کے تفسیری اشکالات حل کرتے رہے کیا ان کے لئے کچھ اجر وثواب کی اُمید بھی رکھنی چاہیے؟ ان لوگوں کا کیا بنے گا؟ آج بھی دنیا کے بیشتر ممالک میں مختلف قراءات پر عمل ہو رہا ہے۔ مثلا ملک مصر میں روایت ورش اور حفص عام ہے اور ان روایتوں میں قرآن بھی موجود ہیں اسی طرح روایت قالون ، دوری بصری وغیرہ میں قرآن مجید چھپے ہوئے ہیں (راقم الحروف کی لائبریری میں موجود ہیں۔الحمد للہ اور سوڈان ، ایتھوپیا وغیرہ میں امام دوری بصری کی روایت عام پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ تیونس میں روایت قالون عام ہے۔ جیسے ہمارے ہاں بعض لوگ سوائے روایت حفص کے باقی روایات سے ناواقف ہیں اسی طرح وہاں پر بھی عامۃ الناس ہمارے ہاں عام ہونے والی روایت حفص سے ناواقف ہیں وہ اپنی نمازوں میں بھی پڑھتے ہیں کون فتوی دے سکتا ہے کہ یہ تمام لوگ ثواب سے خالی ہیں؟ اور ان کی نمازیں بھی ضائع ہو رہی ہیں کسی شخص نے اگر کوئی علم پڑھا نہیں یا اس کے رموز واسراء سے بالکل ناواقف ہے تو اس کے نہ ماننے سے علم کی حقانیت اور وجود کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ (اللہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے)

## مصاحف عثمانیہ کے ساتھ اساتذہ کا بھیجا جانا

علامہ خلف الحسینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن شہروں میں بھیجا، لیکن اس سے کام ختم نہیں ہوا

اس مصحف کو اس زمانے کے رسم الخط کے مطابق بغیر نقطوں اور اعراب کے لکھا گیا ان نسخوں کا اس حالت پر پڑھنا صرف پڑھے لکھے لوگوں کے بس میں تھا اور عوام کو پڑھانے کے لئے ذہین استادوں کی ضرورت تھی۔ اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ہر نسخے کے ساتھ ایک متبحر اور موثق حافظ اور جید قاری کو بھی بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو قراءت کی تعلیم، مطالب کے فہم اور اس کے اَحکامات پر عمل کرنے کی تعلیم دے سکے۔ روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مدینہ کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو قرآن کے ساتھ مکہ میں ، مغیرہ بن شہاب مخزومی رضی اللہ عنہ کو شام میں ، ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ تابعی کو مصحف کے ساتھ کوفہ میں اور عامر بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ کو قرآن کے ساتھ بصرہ میں بھیجا ان لوگوں نے قرآن مجید جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا یا ان کے اصحاب سے حاصل کیا ویسا ہی اس خطے کے لوگوں کو سکھایا اور بعد میں تابعین نے ان سے حاصل کیا اسی لیے قراءتِ قرآن کو عام طور پر ان سے نسبت دی جاتی ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ نے ایک مصحف بحرین اور یمن میں بھیجا لیکن ان مصاحف کے ساتھ کن اساتذہ کو بھیجا اس کا تذکرہ نہیں مل رہا۔

[دلیل الحیران:۴۳، وتاریخ المصحف:۶۰]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


## سبعۃ احرف میں حکمتیں اور فوائد

### ❶ اُمت محمدیہ کے لئے تلفظ میں سہولت وتخفیف

سبعۃ احرف پر قرآن مجید کا نزول حکمتوں اور فوائد سے بھرا ہوا ہے چند ایک کی وضاحت یہاں پر کی جارہی ہے۔ ان میں پہلی بات یہ ہے کہ امت کی آسانی ۔ یہ نبی کی حد درجہ خواہش تھی جس کے لیے آپ ﷺ نے متعدد بار کئی مواقع پر دعا فرمائی۔ چونکہ اہل عرب کے ہاں باہمی بول چال تلفظ وادا اور لہجات میں کافی فرق تھا اور ان میں حد درجہ کی لسانی تعصب بھی موجود تھا اگر انہیں ایک ہی لہجے کا مکلّف بنا دیا جاتا تو ان کے لئے انتہائی مشقت والا کام ہوتا وحی الٰہی نے شفقت فرماتے ہوئے ان کو اپنی لغات پر تلاوت کی اجازت دی۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر اہل عرب ایک لغت پر قرآن مجید پڑھتے تو ان پر یہ مشکل امر تھا اور اس طرح ان کو ایک حرف پر مجبور کرنا فتور کا سبب بنتا۔ [عون المعبود:۵۵۰/۱]

یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ اجازت ملنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اہل عرب جس طرح چاہیں قرآن کا تلفظ اور اپنی مرضی سے اختیار کریں۔ بلکہ اجازت اس حد تک تھی جتنی وحی نے دی یہ اجازت سماع نبوی پر موقوف تھی اگر اجازت عامہ سمجھیں تو بخاری ، مسلم کی یہ روایت:

خذوا القرآن من أربعة [صحیح بخاری] اقرأ القرآن من أربعة [صحیح مسلم]

’’یعنی چار صحابہ (ابن مسعود ،سالم مولی ابی حذیفۃ، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے قرآن پڑھو ان کا کوئی مفہوم نہیں بنتا۔‘‘

ایک بات مزید یہ کہ اگر نبی ﷺ ساری زندگی اہل عرب کو قرآن کا تلفظ سکھانے میں صرف کر دیتے تو اسلام کے باقی اَحکام ومسائل ان کو کس وقت سکھاتے؟ چونکہ قرآن کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے اس لیے لوگوں کو سہولت دی گئی تاکہ ہر کوئی تلاوت قرآن کی مٹھاس سے لطف اندوز ہو سکے۔

### ❷ تالیف قلوب

قراءات کے نزول سے آسانی دے کر زیادہ زیادہ سے لوگوں کی دلجوئی اور ان کے دلوں کو قرآن اور اسلام کی طرف مائل کرنا مقصد تھا کہیں تعصب کی بنا پر کتاب اللہ سے بے رغبت نہ ہو جائیں۔

### ❸ اعجاز قرآن

نزول قراءات سے قرآن کے اعجاز کو چار چاند لگ جاتے ہیں کہ باوجود کلمات میں تغیر ہونے کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں آتا، بلکہ ایک قراءت دوسری کے مفہوم کی تبیین اور خوب وضاحت کرتی ہے اس طرح ایک کتاب کئی معجزات کی حامل کہلاتی ہے ایک قراءات ایک معجزہ دوسری دوسرا معجزہ۔

کلمات قرآنیہ کی دو قسمیں ہیں:

متفق علیہ اور مختلف فیہ۔ پوری دنیا میں تمام ناقلین کے ہاں اختلافی کلمات میں ایک ہی طرح کا اختلاف ہے۔ یعنی اگر دو قراءتیں ہیں تو سب کے ہاں دو اگر کسی کلمہ میں تین یا چار ہیں تو تمام ناقلین کے ہاں اتنی ہی ہوں گی۔ یہ نہیں ہوتا کہ ایک ملک میں اختلاف کچھ اور دوسرے میں کچھ یہ بھی اعجاز قرآن ہے، جیسے مٰلك اور مَلك میں پوری دنیا کے قراء کے ہاں دو قراءتیں ہیں، تیسری نہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


### ④ مثل قرآن لانے کا چیلنج

جیسا کہ یہ بحث پیچھے گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سات حرفوں کی اجازت دی پھر چیلنج کیا سبعۃ احرف کا نزول نہ ہوتا تو قریش کے علاوہ سب لوگ یہ اعتراض کر سکتے تھے کہ قرآن کونسا ہماری لغت پر نازل ہوا؟ پھر یہ چیلنج قریش کے لئے ہے ہمارے لیے نہیں۔ عالم الغیب نے اس اعتراض کے ہونے سے پہلے ہی قرآن میں آسانی کر دی اور دیگر لغات پر بھی قرآن نازل کر دیا۔ اے اہل عرب اب یہ آپ کی لغات پر نازل ہو چکا ہے لہٰذا اب اس کے مثل بنا کے لاؤ۔

### ⑤ معنوی خوبیاں

قراءات کے نزول سے قرآنی آیات کے مفہوم میں بہت سی معنوی خوبیاں پیدا ہوگئیں۔ ایک معنی دوسرے کی موافقت و وضاحت کر رہا ہوتا ہے۔

### ⑥ حل الاشکالات

قراءات کے نزول سے بہت سارے مسائل میں پیدا ہونے والے اشکالات حل ہوئے کتنے ہی احکام ومسائل میں اختلاف ختم ہوگیا اور امت فتنے سے محفوظ ہوگئی۔ جیسا کہ لاھب اور لیھب کی بحث پیچھے گذر چکی ہے۔

### ⑦ دو اختلافی حکموں کا جمع ہونا

یعنی دونوں مرادفات سے دو مختلف مسئلے ثابت ہو رہے ہیں۔ جیسے یطَّھَّرْنَ (سورۃ البقرۃ) میں ایک قراءت بالتشدید ہے اور دوسری بالتخفیف (یَطْھُرْنَ)۔ تخفیف والی قراءات انقطاع کے بعد جماع کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور تشدید والی غسل یعنی اچھی طرح پاک صاف ہونے کے بعد۔

### ⑧ ایک دوسرے کے بدل دو شرعی مسائل کا بیان

ایک کی جگہ دوسری قراءات استعمال کرنے سے دو علیحدہ علیحدہ شرعی مسئلے واضح ہوتے ہیں لیکن وہ ایک دوسرے کے قائم مقام ہیں۔ جیسے أَرْجُلَکُم إِلَی الکَعْبَین اور أَرْجُلِکُم إِلَی الْکَعْبَیْن

### ⑨ کثرت ثواب

بعض دفعہ ایک قراءات میں کلمہ کے حروف کی تعداد کم ہوتی ہے اور دوسری قراءات میں تعداد زیادہ ہوجاتی ہے اس سے پڑھنے والوں کے ثواب میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے ''علیھم'' پڑھنے سے ۵۰ نیکیاں ملتی اور صلہ کے ساتھ ''علیھموا '' پڑھنے سے ساٹھ نیکیاں ملتی ہیں۔

اور لفظ 'ارجہ' سے چالیس نیکیاں اور دوسری قراءات (یعنی 'أرجئہ' سے ۶۰ نیکیاں ملیں گی۔

### ⑩ فوقیت قرآن

پچھلی کتابوں کو یہ مقام و مرتبہ اور فضیلت حاصل نہ ہوا۔ قراءات کے نزول سے قرآن مجید کی فوقیت تمام کتب پر اور زیادہ مسلم ہوگئی۔

### ⑪ حفاظت قرآن

قراءات کے تنوع سے کلام الٰہی کی حفاظت مضبوط طریقے پر ہوئی، کیونکہ تمام اختلافی کلمات کی تعداد اور ان میں



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


وراد ہونے والی مختلف انواع پر مشتمل اختلاف تمام اُمت کے ہاں یکساں ہے لہٰذا اگر کوئی شخص یا باطل گروہ کوئی انوکھا کلمہ قرآن میں داخل کرنے کی کوشش کرے گا تو ماہرین سبعۃ احرف (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کی برکت سے مسلمانوں کو اس فتنے سے بھی بچالیں گے اور قرآن کی حفاظت کا ثبوت بھی پیش کر دیں گے۔

**نوٹ:** امام ابن حزم رحمہ اللہ نے ایک باطل گروہ کو بہت عمدہ جواب دیا ہے۔

## باطل گروہ

آپ مسلمان کہتے ہیں کہ تورات وانجیل میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے یہ اختلاف تو آپ کے قرآن میں بھی موجود ہے۔ (جسے قراءات کہا جاتا ہے)

امام ابن حزم رحمہ اللہ: جس کو آپ اختلاف کہتے ہیں ہم سب مسلمانوں کا اس پر بھی اتفاق ہے۔[الملل والنحل]

مطلب یہ کہ اسے صرف اختلاف کا نام دیا گیا ہے حقیقی لحاظ سے وہ بھی اتفاق ہے، کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے اگر یہ غیر اللہ سے ہوتا تو پھر اس پر اعتراض کی گنجائش بالکل موجود رہتی۔

فرمان الٰہی: ﴿وَلَو كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيراً﴾[النساء:۸۲]

’’اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ لوگ اس میں اختلاف کثیر پاتے۔‘‘

### ⑫ کمال فصاحت وبلاغت کا نمونہ

قرآن مجید فصاحت وبلاغت کا شاہکار ہے اہل عرب کے کئی افراد اسی چیز کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اسی طرح سبعۃ احرف کے نزول سے عرب کے بڑے بڑے شعراء، ادباء اور زبان دان لوگوں کے منہ بند ہو گئے اور ان کا غرور ٹوٹ گیا کلام اللہ کے معجزے نے انہیں بے بس کر دیا۔

### ⑬ ناقلین قراءت کا مرتبہ

ماہرین سبعۃ احرف کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے سب سے زیادہ محنت کی ہوتی ہے تو اس میں مبالغہ نہ ہوگا اس کی وضاحت خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ فرمان الٰہی: ﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾[المزمل:۵]

’’اے نبی ﷺ! جلد ہم تجھ پر بھاری کلام ڈالیں گے۔‘‘

قرآن کو سمجھنا آسان اور متن پر زبان درست کرنا کافی محنت سے آتا ہے اس کا اندازہ آپ کسی ناظرہ کی کلاس میں بھی لگا سکتے ہیں کہ ایک استاد کسی طالب علم کو سو مرتبہ سے بھی زیادہ سبق کہلواتا ہے تب جا کر اس کی زبان درست ہوتی ہے۔ اسی طرح دن رات مشق کرنے والے اپنی زبان کو صاف رکھنے والے اور وحی کو دن رات یاد کرنے والے پڑھنے پڑھانے والوں کو بھی اللہ کبھی ضائع نہ کرے گا انہیں دنیا آخرت میں ضرور عزت سے نوازے گا۔ شرط یہ کہ اخلاص وتقوی پر قائم رہیں تو قاریان قرآن قراءت کو فن سمجھ کر نہیں پڑھتے بلکہ وحی سمجھ کر اور ہر قراءت کو قرآن سمجھ کر اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے تلاوت کرتے ہیں۔ والحمد لله على ذلك

## عربی لغت کی فضیلت

ویسے تو عربی زبان کی فضیلت روایات وآثار کی روشنی میں مسلم ہے مگر قرآن کا عربی میں نازل ہونا بالخصوص مختلف لغات اور مترادفات کے ساتھ اترنا اس کی فضیلت میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ شرف دنیا کی کسی زبان کو نہیں ملا۔


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


### ⑮ اُمت مصطفیٰ کی فضیلت

جس طرح دیگر خصوصیات کی بنا پر نبی کی امت افضل واشرف ہے اسی طرح قرآن مجید ان کے حصہ میں آیا ہے شرف مزید بڑھ گیا۔ان کو ایسی کتاب ملی جو تلفظ میں مختلف کلمات کی حامل ہے اور ان میں تضاد وتناقض کی بالکل گنجائش نہیں ہے ہر مسلمان اس وجہ سے صاحب شرف ہے اس شرف سے دوسری تمام امتیں محروم ہیں۔

## صحابہ کرام میں حفاظ وماہرین سبعۃ احرف

یوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کثرت حفاظ قراء موجود تھے مگر جن کو زیادہ شہرت ہوئی ان میں چند حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں:

* عبداللہ بن مسعود * زید بن ثابت * ابی بن کعب * ابوہریرۃ * عبداللہ بن عباس
* ابوموسیٰ اشعری * انس بن مالک * ابوبکر صدیق * عمر * عثمان
* علی بن ابی طالب * مصاور * عبارۃ * عمرو بن العاص * ابوالدرداء
* معاذ بن جبل * ابوزید * سالم بن عبید الانجعی * طلحہ
* سعد بن وقاص * عبداللہ بن السائب * عائشہ * حفصہ * ام سلمۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین

## تابعین میں مشہور قراء کرام

### مدنی قراء:

* مسلم بن جندب * ابوجعفر یزید بن قعقاع * سعید بن مسیّب * عروۃ بن زبیر سالم
* عمر بن عبدالعزیز * امام زہری زید بن اسلم * عطا بن یسار

### مکی قراء:

* عطا بن ابی رباح * ابن کثیر مکی * طاوس * مجاہد * ابن ابی ملیکہ * عکرمۃ

### بصری قراء:

* ابوالعالیۃ * حسن بصری * نصر بن عاصم اللیثی * ذکی بن یعمر عدوانی

### شامی قراء:

* مغیرہ بن شہاب * خلیفہ بن سعد * امام ابن عامر شامی وغیرہ

### کوفی قراء:

* علقمہ الاسود * مسروق * ابوعبدالرحمٰن سلمی
* شعبی * الاعمش * ابن جبیر * امام عاصم * ابراہیم نخعی رحمہم اللہ

## قراء سبعۃ کی وجہ شہرت اور ان کی قراءات کا منتخب کیا جانا

ان قراء کی قراءت کو سب سے پہلے امام ابن مجاہد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کتاب السبعۃ میں جمع کیا ان حضرات کی ساری زندگی خدمت قرآن میں گزری کوئی ستر سال اور کوئی چالیس ایک ہی مسند پر فائز رہا اور ان کے شاگردوں کی


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں ہے۔ یہ لوگ اہل تقوی، پاکباز، سچ بولنے والے، متقن، قوی الحافظہ ہر لحاظ سے بااعتماد تھے اسی لیے جوقبول عام ان کی مرویات کو حاصل ہوا دوسروں کو نہیں۔ کچھ لوگوں نے انہی قراء کی مرویات کو (انزل القرآن علی سبعۃ احرف) کا مصداق سمجھا جس کی تردید ہم اپنے مضمون کے شروع میں کر چکے ہیں۔

ابن مجاہد رحمہ اللہ نے سات مصاحف کی تعداد کے ساتھ توافق قائم کرنے کے لئے صرف سات مشہور قراء کی قراءت جمع کر دیا اور ابن مجاہد رحمہ اللہ بھی سبعۃ احرف سے سات قاری مراد نہیں لیتے تھے بلکہ کلمات میں تلفظ کا تغیر مراد لیتے تھے۔ ان کے اقران اور ناقلین قراءت نے خیال کیا کہ ان جیسی بزرگ ہستیاں تا قیامت پیدا نہ ہوں گی۔ لہٰذا اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے صحیح قراءات کا ذخیرہ ان کے نام لگ گیا اور آج تک انہی کی طرف منسوب ہے۔ اللہ رب العزت کو بھی یہ ہی منظور تھا کہ ان کی مرویات کو دوام بخشا جائے گا۔ اور اسی طرح قراءات ثلاثہ کو بھی سمجھنا چاہیے ان کی اسناد بھی ہر لحاظ سے صحیح ہیں اور انہیں بھی مقبول عام کا مرتبہ حاصل ہے۔ اب ان بزرگ ہستیوں کے متعلق ان کے اقران نے جو تعریفی کلمات کہے ہیں وہ بیان کیے جاتے ہیں مزید طوالت سے بچنے کے لئے قراء عشرہ کے مکمل حالات درج نہیں کیے جو کوئی ان کے حالات جاننے کا خواہش مند ہو تو وہ صرف ان تین کتابوں کی طرف ہی رجوع کر لے تو ان شاء اللہ اس کو قراء عشرہ کے حالات پر تفصیلی باتیں مل جائیں گی۔ کتابوں کے نام

[سیر اعلام النبلاء، معرفۃ القراء الکبار، طبقات القراء]

اکابر محدثین ائمہ حدیث ائمہ رجال کا قراء سبعہ سے شرف تلمذ حاصل کرنا اور ان کی نظر میں قراء سبعہ کی عظمت ومنزلت کی ایک جھلک۔

**امام نافع مدنی رحمہ اللہ:** آپ نے ستر تابعین سے قران پڑھا۔

**مالک بن انس رحمہ اللہ:** ان کے تلمیذ عبد اللہ بن وہب فرماتے ہیں قراءۃ نافع سنۃ (نافع کی قراءت مسنون ہے۔)

**لیث بن سعد رحمہ اللہ:** امام اہل مصر کا قول ہے:

"حججت ثلاث عشرۃ ومائۃ وإمام الناس فی القراءۃ یومئذ نافع بن أبی نعیم وأدرکت أھل المدینۃ وھم یقولون قراءۃ نافع سنۃ"

''میں نے ۱۱۳ھ میں حج کیا اور اس وقت قراءات میں لوگوں کے امام حضرت نافع بن ابی نعیم رحمہ اللہ تھے اور میں نے اہل مدینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قراءۃ نافع سنت ہے۔''

**ابن ابی اویس رحمہ اللہ:** کہتے ہیں مجھ سے امام مالک نے فرمایا:

"قرأت علی نافع" میں نے نافع سے قرآن پڑھا۔

**امام عبد اللہ بن کثیر مکی رحمہ اللہ:** موصوف نے امام مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ تابعین سے قرآن پڑھا بقول بعض عبد اللہ بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ صحابی سے بھی پڑھا ہے جلالت قدر کے باوصف ائمہ اہل بصرہ کی ایک جماعت نے موصوف سے قرآن پڑھا ہے مثلاً ابوعمرو بن العلاء، عیسی بن عمر، خلیل بن احمد، حماد بن ابی سلمۃ، ابن زید رحمہم اللہ صحیحین میں آپ کی حدیث کی تخریج کی گئی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے ابن کثیر رحمہ اللہ کی قراءت نقل کی ہے اور اس کی تعریف فرمائی ہے۔

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ابن کثیر رحمہ اللہ شاگرد اسماعیل بن قسطنطین رحمہ اللہ قاری اہل مکہ سے قرآن پڑھا اور فرمایا:



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


”قراءتنا قراءة عبد الله ابن كثير وعليها وجدت أهل مكة من أراد التمام فليقرأ لا بن كثير“
”ہماری قراءت قراءۃ عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ ہے اہل مکہ کو میں نے اس قراءات پر کاربند پایا جو شخص قراءۃ کاملہ کا خواہاں ہے وہ قراءۃ ابن کثیر پڑھے۔“

**امام ابن عمرو بن العلاء بصری رحمہ اللہ:** آپ نے اہل حجاز وعراق کے اجلہ تابعین کی ایک جماعت سے قرآن پڑھا مثلاً مجاہد، عکرمۃ، سعید بن جبیر، یحییٰ بن یعمر، ابوالعالیہ رحمہم اللہ۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر قراءاتیں مختلف ہوگئیں ہیں آپ مجھے کس قاری کی قراءت کے پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا قراءۃ ابی عمرو بن العلاء البصری پڑھا کرو۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أبي عمرو أحب القراءات إليّ هي قراءة قريش وقراءة الفصحاء“
”قراءۃ ابی عمرو مجھے سب قراءتوں سے زیادہ پسند ہے کہ یہ قراءۃ قریش اور قراءۃ فصحاء ہے۔“

**امام عبداللہ بن عامر دمشقی رحمہ اللہ:** آپ قراء سبعہ میں سے سب سے زیادہ قدیم العمر اور عالی السند ہیں صحابہ کی ایک جماعت سے قرآن پڑھا ہے حتی کہ بقول بعض حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بھی پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ میں سے معاویہ رضی اللہ عنہ، فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے پڑھا ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ ہی ان کے قائم ومقام اور جانشین بنے اہل شام نے آپ کو بالاتفاق 'امام القراء' تسلیم کیا، صحیح مسلم میں آپ کی حدیث تخریج موجود ہے آپ کے بالواسطہ شاگردوں میں حضرت ہشام بن عمار رحمہ اللہ بھی ہیں جو حضرت امام ابوعبداللہ البخاری رحمہ اللہ کے مشائخ میں سے ہیں۔

**امام عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ:** آپ نے ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ اور زِر بن حبیش رحمہ اللہ سے قرآن پڑھا ہے جو حضرت عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے تلامذہ میں سے ہیں حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد عاصم رحمہ اللہ ہی ان کے قائم مقام امام القراء قرار پائے۔ حضرت سلمی رحمہ اللہ سے عاصم رحمہ اللہ نے ۱۰۰ھ سے قبل قرآن وحدیث دونوں کو حاصل کیا۔ آپ کے معاصرین اجلہ ائمہ حدیث وغیرہم کے یہاں آپ کی قراءات جلیلہ خطیرہ مختارہ تھی۔ چنانچہ حضرت صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد گرامی احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا آپ کو کون سی قراءات زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا قراءۃ نافع! میں نے کہا اگر کسی کو یہ قراءات میسر نہ ہو تو پھر کون سی؟ فرمایا قراءۃ عاصم! احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہی کا قول ہے، أهل الكوفة يختارون قراءته وأنا اختارها، اہل کوفہ قراءۃ عاصم کو پسند کرتے ہیں میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔

**امام حمزہ بن حبیب زیات کوفی رحمہ اللہ:** آپ رجال صحیح مسلم میں سے ہیں ائمہ اہل کوفہ کی ایک جماعت سفیان ثوری، شریک بن عبداللہ، شعیب بن حرب، علی بن صالح، جریر بن عبدالحمید اور وکیع رحمہم اللہ وغیرہم نے آپ سے قرآن پڑھا ہے اور آپ کے زہد وورع کی بہت تعریف فرمائی ہے حضرت جریر بن عبدالحمید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ایک مرتبہ سخت گرمی کے دن میں امام حمزہ رحمہ اللہ کا میرے پاس سے گذر ہوا میں نے پینے کے لئے پانی پیش کیا تو انکار فرمایا کیوں کہ میں آپ سے قرآن پڑھا کرتا تھا۔

**امام علی بن حمزہ کسائی کوفی رحمہ اللہ:** آپ نحاتِ کوفہ کے امام ہیں، قراء اور غیر قراء سبھی حضرات نے آپ سے کسب



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


فیض کیا ہے۔ امام حمزہ رحمہ اللہ کے بعد قراءت کی سرداری آپ ہی پر منتہی ہوتی تھی، ہارون الرشید رحمہ اللہ کے یہاں آپ کو بڑی قدر ومنزلت حاصل تھی، مستفیدین کا اتنا اژدہام ہوتا کہ آپ کی قراءت سن سن کر ہی وہ حضرت سے اختلافات قراءت اخذ کرتے اور اپنے مصاحف میں نقطے لگاتے جاتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''من أراد يتبحر في النحو فهو عيال على الكسائي''

''جو شخص علم نحو پر عبور حاصل کرنا چاہتا ہے وہ کسائی کا دست نگر ہے۔''

اسماعیل بن جعفر مدنی رحمہ اللہ (جو امام نافع کے کبار تلامذہ میں سے ہیں) فرماتے ہیں:

''ما رأيت اقرأ كتاب الله من الكسائي''

''میں نے کتاب اللہ کا کسائی سے بڑھ کر کوئی قاری نہیں دیکھا۔''

وفات کے بعد کسی نے امام کسائی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: ما فعل الله بك (اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا)؟ فرمایا غفرلي ورحمني ربي بالقرآن (قرآن کریم کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحمت فرمائی) اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا صلہ دیا؟ فرمایا: جنت! اس نے پوچھا امام حمزہ زیات رحمہ اللہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا وہ ہم سے اوپر کے درجے میں ہیں، ہم انہیں چمکدار ستارے کی مانند دیکھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ امام کسائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے میری پیشی ہوئی، فرمایا کہ کیا تم علی بن حمزہ کسائی ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا قرآن پڑھو، میں نے سورۃ الصافات کے شروع سے 'ثاقب' تک پڑھا، فرمایا: کسائی! میں قیامت کے روز تمہارے ذریعہ اُمتوں پر فخر کروں گا۔

[ملخّصاً من مقدمة إبراز المعاني لابی شامة المقدسی]

اب کیا خیال ہے کہ محدثین وائمہ رجال واکابر حدیث کا تعلق قراء سبعہ کے ساتوں اسکولوں سے ہوا یا نہ ہوا؟ ان حضرت نے ان اسکولوں سے کسی اسکول میں قرآن پڑھایا یا نہیں؟





محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


پروفیسر قاری تاج افسر*

# اَحرف سبعہ اوران کامفہوم

## قراءات قرآنیہ کے تناظر میں

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے تعارف اور اپنی صفات کے اظہار کے لئے کائنات کوتخلیق کیا تو اس کی رہنمائی کے اَسباب بھی ساتھ ہی پیدا کر دیئے یہاں تک کہ خلافت اَرضی کے لئے انسان کونفسانیت اور روحانیت کے حسین اِمتزاج سے پیدا کر کے قدرتِ کاملہ کا اِظہار بھی فرما دیا اور اس کی رہنمائی کے لئے ان ہی میں سے کامل ترین ہستیوں یعنی انبیاء کومنتخب فرمایا اوروحی کا سلسلہ جاری فرما کران کی تربیت کاخصوصی انتظام اپنے دست غیب سے کیا۔

پھر جب اجتماعی عقل انسانی اپنے عروج کو پہنچی تو امام الانبیاءﷺ کی بعثت فرما کرایسی کتاب کی نعمت سے نوازا جس کی حفاظت کا ذمہ خودلیا اورخود لینے کا مفہوم قطعاً یہ نہیں کہ فرشتوں کے ذریعے حفاظت کی بلکہ انسانوں میں سے ہی اہل حق نے اس کا ذمہ قبول کیا اورکتاب ایسی جامع کہ قیامت تک آنے والی اِنسانیت اپنے ہر دور میں پیش آنے والے مسائل اوراجتماعی ترقی کا راز اس میں پاسکتی ہے جیسا کہ رسول اللہﷺ نے ارشادفرمایا کہ عنقریب تاریک رات کی طرح فتنے پیدا ہوں گے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا یا رسول اللہﷺ ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟ تو حضورﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ کی کتاب قرآن حکیم کے ذریعے سے، کیونکہ اس میں پہلے لوگوں کے واقعات اورتجربات آئندہ آنے والے حالات کے متعلق پشین گوئیاں اور زمانہ حال کے لوگوں کے لئے راہنمائی کے اَسباب موجود ہیں یہ کتاب مقدس ایک حقیقت ہے جھوٹ اورلغونہیں ہے جس نے غرور کی بنیاد پراس کوچھوڑا تو اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا اورجس نے اس کے علاوہ کہیں سے ہدایت تلاش کی تو اللہ تعالیٰ اس کوگمراہ کردے گا اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

[سنن الترمذي باب ما جاء فی فضل القرآن:۲۱۸/۸،ط:اسلام آباد]

اللہ تعالیٰ کے پیغمبرﷺ کے ارشاد کی تصدیق انسانیت کی تاریخ نے کردی۔ اپنی جگہ یہ موضوع خاصی طوالت رکھتا ہے جس کا یہ محل نہیں البتہ اس کے دو بڑے اوراہم ترین اعجاز ہیں جو ہر دور کے منکرین کوجھنجھوڑتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک چیلنج کرتے رہیں گے ایک یہ کہ دنیا جتنی بھی ترقی کرلے اور بلندی کی جن چوٹیوں تک پہنچ جائے قرآن کو وہ رہنما ہی پائے گی۔ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ

اور دوسرا یہ کہ کلام مقدّس عرب کے جتنے لغات پر اترا ہے ان لغات میں بمع روایات اورطرق آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک یہ قراء ات، روایات اورطرق ایسے ہی محفوظ رہیں گے الا یہ کہ جووجوہ حضورﷺ کی حیاتِ مطہرہ میں ہی منسوخ ہوچکی تھیں، لیکن چونکہ حق کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ہی باطل کی تاریخ بھی چلتی ہے لہٰذا غیر مسلموں نے اس

* پروفیسر کلیہ اُصول الدین، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کلام مجید میں شکوک وشبہات ڈالنے کی کوشش کی اور قراءاتِ مختلفہ کو تواتر إلی الرسول کے بجائے اختلاف رسم الخط کا نتیجہ قرار دیا۔[مذاهب التفسير الإسلامی از گولڈزیہر:ص۸،۹]

اپنوں نے بھی ان قراءاتِ متواترہ پر اعتراضات کر کے ان کی تنقیص میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگوں سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ اختلافِ قراءات قاریوں کی خوش الحانیوں کا نتیجہ ہے اور بس۔

لہٰذا ضروری تھا کہ اس موضوع کو اُجاگر کر کے ان شبہات کا اِزالہ کر دیا جائے تا کہ لِيَهْلَكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ہو جائے اس کے لئے اس تحریر کو چند مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

## پہلی بحث: قراءاتِ متواترہ کے بارے میں اَحادیث اور ان کی اِسنادی حیثیت

① صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے جبرائیل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا میں مسلسل اس میں تخفیف کا مطالبہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات اَحرف پر بات ختم ہوگئی۔'' [صحيح البخاري، باب أنزل القرآن علی سبعة أحرف:۱۹/۲۷،۲۸، صحیح مسلم:۱/۲۷۳]

② صحیحین ہی کی دوسری روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنا۔ ان کی قراءت میری حضور علیہ السلام کی سکھائی ہوئی قراءت سے مختلف تھی تو میں نے ان کو پکڑنا چاہا، لیکن تھوڑی مہلت دی یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ میں نے انہیں چادر سے کھینچا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ سورۃ الفرقان کی تلاوت کسی اور طرح سے کر رہا ہے جب کہ مجھے آپ نے دوسری طرح سے پڑھائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو کہ کچھ سنائے تو انہوں نے اسی طرح سنادی پھر مجھ سے سنی میں نے اپنے انداز سے سنا دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو فرمایا کہ قرآن اسی طرح نازل ہوا ہے پھر فرمایا کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے جو تمہیں آسان لگے پڑھ لو۔

[صحيح مسلم، باب بيان القرآن أنزل علی سبعة أحرف:۲۱۸/۸]

③ صحیح مسلم کی روایت کے راوی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا۔ ایک شخص آیا اور نماز میں قراءت ایسی کرنے لگا جو مجھے ناگوار گزری پھر ایک اور شخص آیا اس نے پہلے سے بھی زیادہ اختلاف سے قراءت کی جب ہم نماز سے فارغ ہو چکے تو سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے سارا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے سنانے کا مطالبہ کیا اور سن کر دونوں کی تصحیح کر دی تو مجھے وہ شرمندگی ہوئی جو جاہلیت میں بھی کبھی نہیں ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا میرے پسینے نکل گئے اور میں گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔ پھر فرمایا اے ابی رضی اللہ عنہ! میری طرف یہ پیغام بھیجا گیا کہ میں قرآن کو ایک حرف پر پڑھوں تو میں نے دعا کی کہ میری اُمت کے ساتھ نرمی کی جائے تو مجھے دو حرف پڑھنے کی اِجازت دے دی گئی پھر میں نے اُمت کے ساتھ نرمی کی درخواست کی تو مجھے سات حروف پر تلاوت کی اجازت دے دی گئی اور تینوں دفعہ مجھے ایک زائد دعا کا اختیار بھی مل گیا جس میں سے دو دفعہ میں نے اپنی اُمت کے لئے مغفرت کی دعا مانگی اور تیسری قیامت کے لئے محفوظ کر لی جس دن تمام لوگ انبیاء کرام یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی آئیں گے۔ [صحيح مسلم:۱/۲۷۲،۲۷۳]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

④ سنن الترمذی کی روایت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام! میں ان پڑھ امت کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور ان میں عمر رسیدہ بوڑھے، بوڑھیاں اور نوعمر بچے بھی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو قرآن حکیم سات حروف میں پڑھنے کا حکم دیں۔[سنن الترمذي،باب ماجاء أن القران أنزل علی سبعة أحرف:۲۱۸/۸]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ان اَحادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ روایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد سے منقول ہے، جن میں اکیس اَجلاء صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء بھی ذکر کیے ہیں اور وہ یہ ہیں: ابی بن کعب، انس بن مالک، حذیفہ بن یمان، زید بن ارقم، سمرۃ بن جندب، سلمان بن صرد، ابن عباس، عبد الرحمان بن عوف، عثمان بن عفان، عمر بن خطاب، عمرو بن ابی سلمہ، عمرو بن العاص، معاذ بن جبل ، ہشام بن حکیم، ابوبکرہ، ابوجہیم، ابوسعید الخدری، ابوطلحہ الانصاری، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم۔[الاتقان فی علوم القرآن للامام جلال الدین السیوطی:۴۵/۱]

ڈاکٹر حسن ضیاء الدین نے ان پر مزید تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اضافہ کیا ہے وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور اُم ایوب رضی اللہ عنہا ہیں۔

[تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں ھو الأحرف السبعة ومنزلة القراء ات منہا للدکتور حسن ضیاء الدین:۱۰۸]

اور محقق ابن الجزری رحمہ اللہ نے ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ سے صراحتاً تواتر نقل کیا ہے۔

[النشر فی القراء ت العشر لابن الجزری:۳۱/۱]

اور امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور قسم دے کر لوگوں سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن سات حروف میں اُتارا گیا ہے تمام کے تمام شافی وکافی ہیں؟ تو صحابہ کے مجمع سے اتنی بڑی جماعت کھڑی ہوگئی کہ جس کا شمار مشکل ہوگیا پھر امیر المؤمنین نے فرمایا میں بھی اس پر گواہ ہوں۔[الاتقان للسیوطی:۴۵/۱]

فقیہ کبیر ملا علی قاری الہروی رحمہ اللہ نے ان اَحادیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ کے تواتر کا دعویٰ الفاظ کے متواتر ہونے کا ہے ورنہ تواتر بالمعنی میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔

[المرقاۃ شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری:۱۶/۵]

گویا یہ روایت متواتر اللفظ والمعنی ہوئی جو انتہائی نادر ہے۔

مشہور یہودی مستشرق گولڈزیہر کے حسد اور قرآن دشمنی کی انتہا یہ ہے کہ ان تمام حقائق سے نظر پھیرتے ہوئے ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ کی طرف اس حدیث کے ضعف کا قول منسوب کیا ہے۔

[تفصیل کے لئے ملاحظ ہو مذاهب التفسیر الاسلامی:۵۴] فلعنة الله علی الكاذبين

## دوسری بحث: سبعہ احرف کا مفہوم اور اہل علم کا اس میں اختلاف

جب قرآن حکیم کا نزول سبعہ احرف پر ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہو چکا تو پھر 'احرف' سے کیا مراد ہے؟ اور موجودہ قراءات کی 'احرف سبعہ' کے ساتھ کیا نسبت ہے؟

یہ ایک ایسا مشکل مسئلہ ہے جو سلفاً خلفاً مختلف فیہ چلا آرہا ہے، کیونکہ 'حرف' لفظ مشترک ہے جو حافہ، ناحیہ، وجہ،



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طرف، حداد اور ٹکڑا کے معنی میں آتا ہے۔

چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس بارے میں اہل علم کے چالیس اَقوال نقل کئے ہیں۔[الاتقان:۱/۴۵]

تاہم ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں بلکہ کبھی تو وہ اس حدیث کے مضمون کے مخالف نظر آتے ہیں مثلاً

① یہ کہ سبعہ احرف سے مراد یہ سات اشیاء ہیں: مطلق، مقید، عام، خاص نص، موول، ناسخ ومنسوخ، مجمل ومفسر، استثناء اوراس کی اقسام، اور یہ بعض اُصولیین کا مذہب ہے۔

② یہ کہ اس سے مراد حذف وصلہ، تقدیم وتاخیر، قلب واستعارہ، تکرار وکنایہ، حقیقۃ ومجاز، مجمل ومفسر ظاہر اور غریب ہیں اور یہ بعض اہل لغت کا مذہب ہے۔

③ یہ کہ سبعہ اَحرف سے مراد تذکیر وتانیث، شرط وجزا، تصریف واعراب، اقسام اور جواب اقسام جمع وتفریق، تصغیر وتعظیم اور اختلافات ادوات (جس سے معنی میں تبدیلی آ رہی ہو یا نہیں)۔ یہ بعض نحویوں کا مذہب ہے۔

④ یہ کہ اس سے مراد معاملات کی سات اَقسام ہیں اور وہ یہ ہیں: زہد وقناعت، حزم وخدمت، سخاوت واستغناء، مجاہد ومراقبہ، خوف ورجاء، صبر وشکر اور محبت وشوق یہ بعض صوفیاء کا مذہب ہے۔

⑤ یہ کہ سبعہ احرف سے مراد وہ سات علوم ہیں جن پر قرآن حکیم مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں:

❶ علم الاثبات والایجاد جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...﴾[آل عمران:۱۹۰]

❷ علم التوحید والتنزیہ جیسے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ [الاخلاص:۱]

❸ علم صفات الذات جیسے: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ﴾[المنافقون:۸] ﴿اَلْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ﴾[الجمعة:۱]

❹ علم صفات الفعل جیسے: ﴿وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾[النساء:۳۶]، ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾[البقرة:۴۳]، ﴿لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا﴾[آل عمران:۱۳۰]

❺ علم صفات العفو والعذاب جیسے: ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْ اَنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾ [الغافر:۴۹]

❻ علم الحشر والحساب جیسے ﴿إِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ﴾[الحج:۴۹]، ﴿اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾[الاسراء:۱۴]

❼ علم النبوات والامامات جیسے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [سورۃ النساء:۵۹، البرھان :۱/۲۲۴، الاتقان:۱/۴۸] یہ اقوال چند وجوہات کی بنا پر صحیح معلوم نہیں ہوتے۔

**اَولاً:** اِن اقوال کے قائلین اپنے اقوال پر کوئی دلیل شرعی ذکر نہیں کرتے اور نہ کسی بحث علمی کی بنیاد پر یہ بات کہی گئی ہے بلکہ اس سے ہر طبقہ کے اپنے تخصص کی عکاسی ہوتی ہے کوئی نحوی ہے تو اس نے نحوی اُصولوں کو بنیاد بنایا کوئی صوفی ہے تو اس نے اپنے تصوف کی روشنی میں توجیہ کر دی ہے یہی معاملہ فقہاء اور اُصولیین کا بھی ہے۔

**ثانیاً:** ان میں سے کوئی قول بھی دلالت حدیث کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اس لیے کہ حدیث میں جو اَحرف سبعہ کو موضوع بنایا گیا ہے اس کا تعلق قراءات اور کیفیات نطق کے ساتھ ہے اور اسی بنیاد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اختلاف حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اختلاف دوسرے قاری کے ساتھ ہوا۔ جبکہ مذکورہ اَقوال کا تعلق مفاہیم اور علمی استنباطات سے ہے۔

**ثالثاً:** سبعہ اَحرف کے یہ مفاہیم قرآن کے سبعہ اَحرف پر نازل ہونے کی حکمتوں کے ساتھ بھی مطابقت نہیں رکھتے اس لئے کہ وہ حکمت تسہیل اور تیسیر علی الأمۃ تھی تاکہ تمام لوگ قرآن حکیم کی تلاوت کرسکیں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طلب، تسہیل امت کے لئے کی تھی۔

چنانچہ حدیث مذکور میں کہا گیا ہے: یا جبرائیل إنی بعثت إلی أمة أميين منهم العجوز والشيخ الكبير والغلام والجارية والرجل الذي لم يقرأ كتابا قط قال يا محمد: إن القرآن أنزل على سبعة أحرف

جبکہ مذکورہ بالا مفاہیم اس کو اور زیادہ مشکل بنا رہے ہیں۔

**رابعاً:** ان آراء میں سے اکثر باہم متداخل بھی ہیں یا اس قدر قریب ہیں کہ ان کو مستقل رائے شمار نہیں کیا جاسکتا۔

## بعض دوسرے قابل ذکر اقوال

**پہلا قول:** پہلا قول أبو جعفر بن سعدان النحوی رحمہ اللہ (ابوجعفر محمد بن سعدان النحوی رحمہ اللہ مشہور قراء میں سے ایک ہیں۔ قراءت میں پہلے امام حمزہ کے متبعین میں سے تھے پھر خود ایک قراءت کی نسبت کے ساتھ مشہور ہوئے۔ ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔[أنباہ الرواۃ:۳/۱۴۰]) کا ہے کہ سبعہ احرف والی حدیث ان مشکلات میں سے ہے جن کا معنی کوئی بھی نہیں معلوم کرسکتا۔ اس لیے کہ حرف کبھی حروف ہجاء کے ایک حرف پر بھی بولا جاتا ہے اور کبھی کسی پوری غزل یا قصیدے کو بھی حرف کہہ دیتے ہیں اور حرف جهة کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔[البرهان في علوم القرآن:۱/۲۱۳] تو ایسے مشترک لفظ کے مفہوم کی تحدید انتہائی مشکل ہے یہی رائے علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی بھی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ سنن نسائی کی شرح زهر الربی:۱/۱۵۰ میں فرماتے ہیں:

”إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف في المراد به أكثر من ثلاثين قولا حكيتها في الاتقان والمختار عندي انه من المتشابه الذي لا يدري تاويله“ [ط: القاهره]

لیکن یہ رائے کچھ زیادہ وجیہ معلوم نہیں ہوتی اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کے درمیان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور جن نمازیوں سے ان کا قراءت میں اختلاف ہوا تھا ان کے درمیان فیصلہ فرماتے ہوئے سب کی قراءت کو سن کر ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن حکیم سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ تو اس بات سے اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ اس کا معنی گو کہ متعین کرنا مشکل ہے لیکن معنی احتمالی کی گنجائش موجود ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر ان معانی پر غور کیا جائے تو لغوی اعتبار سے بھی سوائے ایک کے متعین نہیں کیا جاسکتا مثلاً اگر حرف بمعنی کلمہ (کلمہ بمعنی قصیدہ اور غزل کے ہے اور یہ لغت عرب میں مستعمل ہے) لے لیا جائے تو یہ محال ہے اس لیے کہ قرآن سات کلمات سے مرکب تو نہیں ہے بلکہ ہزاروں کلمات پر مشتمل ہے۔ اگر حروف ہجاء میں سے حرف مراد لیا جائے تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ قرآن میں صرف سات حروف ہجاء ہی تو استعمال نہیں ہوئے بلکہ پورے ۲۹ حروف ہجاء استعمال ہوئے ہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس سے حرف بمعنی جھۃ خود بخود متعین ہو جاتا ہے، البتہ مفہوم اور مراد کا اختلاف رہ جاتا ہے جس کی تفصیل آرہی ہے۔[منہج الفرقان فی علوم القرآن للشیخ محمد علی سلامۃ:ص۲۰]

## دوسرا قول:

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا ہے ان کے ہاں 'سبعہ احرف' سے مراد آسانی اور سہولت ہے خاص عدد مراد نہیں ہے ان کی دلیل عرب کے استعمالات ہیں کہ وہ سبع بول کر کثرت مراد لیتے ہیں سبعون سے مراد عشرات اور سبع مائة سے مراد سینکڑے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں یہی مراد ہے۔

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ﴾[البقرۃ:۲۶۱، الاتقان:۱/۴۶]

اور اس رائے کی طرف محمد جمال الدین قاسمی مصری رحمہ اللہ کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے۔[محاسن التاویل :۱/۲۸۷، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی رائے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: والا ظهر ما ذكرنا من إرادة الكثرة من السبعة لا التحديد فيشمل ما ذكره ابن قتيبة وغيره]لیکن یہ رائے بھی احادیث کے ساتھ مطابقت نہ رکھنے کی وجہ سے محل نظر ہے، مثلاً

(ا): حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کے واسطہ سے سوال کیا کہ میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اورانہوں نے دو حرف پر پڑھنے کو کہا پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا بعض روایات کے مطابق چوتھی مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حکم لائے کہ آپ کی اُمت کو 'سبعہ احرف' پر پڑھنے کی اجازت ہے۔

[اس حدیث کو امام مسلم، امام نسائی، امام ابوداؤد اور امام احمد رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے]

اس بار بار سوال کرنے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے جواب لانے سے حدیث کا سیاق ایک خاص عدد کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

(ب) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں یہ صراحت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حرف پر قرآن پڑھایا تو آپ نے زیادہ کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ سات حروف پر بات ختم ہوگئی۔[حدیث درج ذیل ہے۔عن عبد الله بن عباس أن رسول الله ﷺ قال أقرأني جبرائيل على حرف فراجعته فلم أزل استزيده فيزيدني حتى انتهى إلى سبعة أحرف، صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن:۹/۲۷، ۲۸، صحیح مسلم:۱/۲۷۳]

اس حدیث سے بھی سات کے عدد کی صراحت معلوم ہوتی ہے۔ نیز احادیث ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مفہوم نکلتا ہے۔

## تیسرا قول:

خلیل بن احمد متوفی رحمہ اللہ ۱۷۰ھ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ سبعہ احرف سے مراد سبع قراءات (سات قراءات) ہیں گویا حرف بمعنی قراءت ہے۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس قول پر لازم آتا ہے کہ ہر کلمہ قرآنی سات دفعہ نازل ہوا، لیکن یہ محال ہے اس


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


لیے کہ سات دفعہ مختلف انداز سے پڑھنا بہت کم حرف میں ثابت ہے،لیکن اگران کے استدلال پرغور کیا جائے اور وہ حدیث عمرؓ سے ہے جس میں حضرت ہشام بن حکیمؓ کے بارے میں فرماتے ہیں: فقرأ القراءة إلی سبعة یقرأ جبکہ یہی حضرت عمرؓ چند جملے پہلے یہ فرما چکے ہیں یقرأ علی حروف کثیرة تو اس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ کی مراد حرف سے قراءت ہے اور ابی بن کعبؓ کی حدیث بھی اس سے ملتی جلتی ہے۔ فرماتے ہیں فقرأ قراءة أنکرتها علیه اور چند جملے بعد اسی لفظ کو دھرایا اور فرمایا ان هذا قراءة سوی قراءة صاحبه جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اختلاف حروف میں تھا اس لئے یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ حضرات حرف سے مراد قراءت ہی لیتے ہیں اس کلام کے بعد یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خلیل بن احمدؒ کی مراد قراءة سے المقروء ، ہے اور مقروء وہی مختلف اوجہ لغات ہیں یہی جمہور کا مسلک ہے کہ ''احرف'' سے مراد اوجہ لغات ہیں اور اگر ان کی مراد کوئی اور ہے تو علی المعترض البیان۔

## چوتھا قول:

بعض کا خیال ہے کہ سبعہ احرف (سات حروف) سے مراد احکام کی سات اصناف ہیں اور ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی وہ حدیث ہے جس میں انہوں نے حضور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ پہلی کتاب ایک دروازہ اور ایک ہی حرف پر نازل ہوئی تھیں جب کہ قرآن سات دروازوں اور سات حروف پر نازل ہوا ہے اور وہ زجر و امر، حلال وحرام محکم ومتشابہ اور امثال ہیں۔[اس حدیث کی تخریج امام طبری نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔تفصیل کے لئے جامع البیان عن تاویل القرآن:۱/۲۷،۲۸ دیکھ لی جائے،الاتقان:۱/۴۸] لیکن یہ رائے بھی مضبوط اشکالات کے سامنے کمزور پڑ جاتی ہے۔ مثلاً۔

① حدیث میں سبعہ احرف کا تعلق قراءت اور کیفیت نطق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ جبکہ مذکورہ بالا اشیاء کا تعلق احکام سے ہے الفاظ کی ادائیگی سے نہیں۔

② علامہ ابن عبدالبرؒ نے اس حدیث کے ضعف پر اجماع نقل کیا ہے اور امام بیہقیؒ نے بھی اس کا انقطاع ثابت کیا ہے اس طرح کہ یہ حدیث ابوسلمہ بن عبدالرحمان حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کررہے ہیں جبکہ ابوسلمہ کی ملاقات ابن مسعودؓ سے ثابت نہیں ہے۔لہٰذا حجت نہ ہوئی۔[البرھان:۱/۲۱۶،۲۱۷،فتح الباری:۹/۲۴]

③ اس رائے کے قائلین کو حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے استنباط میں غلطی لگی ہے اصل بات یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے دو چیزوں کا اجمالی ذکر ابتدا میں کیا ایک سبعہ ابواب اور دوسری سبعہ احرف۔ پھر تفصیل بیان کرتے وقت ایک کی تفصیل بیان کردی اور وہ مذکورہ بالا اشیاء ہیں۔امر، زجر،حلال وحرام،محکم ومتشابہ اور امثال، تو درحقیقت یہ تفصیل سبعہ ابواب کی ہے نہ کہ سبعہ احرف کی۔[النشر:۱/۲۵]

## پانچواں قول

'سبعہ احرف' سے مراد وجوہ لہجات ہیں جیسے ادغام واظہار،تفخیم وترقیق، امالہ واشباع، مد اور قصر،تشدید وتخفیف وتسہیل وغیرہ،لیکن یہ رائے بھی قابل اعتناء اس لیے نہیں ہے کہ یہ ساری چیزیں سبعہ احرف کی ایک وجہ میں آسکتی ہیں اور اس کو اختلاف لہجات کا نام دیا جاسکتا ہے اس لیے کہ یہ ایک وجہ تو ہوسکتی ہے سات نہیں ہوسکتی۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


آگے جو اَقوال آرہے ہیں ان میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے بلکہ ان کو ایک دوسرے کی تشریح قرار دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے ان میں سے

## پہلا قول:

ابوحاتم السجستانی رحمہ اللہ کا ہے جن کی رائے میں سبعہ اَحرف سے مراد لغات عرب کی سات وجہیں ہیں۔

**پہلی:** ایک کلمے کے بدلے میں دوسرا کلمہ پڑھنا جیسے کَالْعِھْنِ الْمَنْفُوْش [القارعۃ:۵] کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کالصوف المنفوش پڑھتے تھے اور قراءات متواترہ میں فتبینوا کو حمزہ وکسائی فتثبتوا پڑھتے ہیں۔

[سورۃ النساء:۹۴، سورۃ الحجرات:۶]

**دوسری:** ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا جیسے لغت دوس میں لام تعریف کو میم سے بدل کر پڑھتے ہیں اس کی تائید حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے جس میں انہوں نے ایک قبیلے کی آمد اور حضور کے ساتھ اس کی گفتگو کا ذکر کیا انہوں نے کہا امن امبر امصیام فی امسفر تو جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لیس من امبر الصیام فی امسفر جبکہ دوسرے اہل لغت اس کو امن البر الصیام فی السفر اور لیس من البر الصیام فی السفر پڑھتے ہیں۔ [البدور الزاھرۃ:۱۸۱، ۲۹۹، پہلا بیان سے جبکہ دوسرا ثبت سے ہے] اس طرح بنو ہذیل حتی حین کو عتی حین پڑھتے ہیں۔ [اور قراءت متواترہ میں حمزہ کسائی اور خلف تبلوا کو تتلوا پڑھتے ہیں۔ [البدور الزاھرۃ:۱۴۲]

**تیسری:** تقدیم وتاخیر کر کے پڑھنا۔ چنانچہ اہل عرب کے ہاں عرضت الناقۃ علی الحوض اور عرضت الحوض علی الناقۃ یکساں معنی میں مستعمل ہیں اور قراءت متواترہ میں فیقتلون مضارع معروف اور ویقتلون مضارع مجہول جبکہ حمزہ وکسائی پہلے کو مجہول اور دوسرے کو معلوم پڑھتے ہیں۔

[التوبۃ:۱۱۱، البدور الزاھرۃ:۱۳۸]

**چوتھی:** کسی کلمے یا حرف میں زیادتی یا نقصان کرنا جیسے ﴿فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ﴾ [سورۃ المنافقون:۱۰] کو ابوعمرو البصری رحمہ اللہ نے فاصدق واکون من الصالحین اسی طرح وَقَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ [البقرۃ:۱۱۶] کو ابن عامر الشامی بغیر واؤ کے قالوا اتخذ اللہ پڑھتے ہیں۔

**پانچویں:** بنی کی حرکات کا اختلاف جیسے ﴿وَالَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾ [النساء:۳۷، الحدید:۲۴] باء کے ضمہ اور خاء کے سکون کے ساتھ عام قراء کی قراءت ہے اور حمزہ وکسائی بالبخل باء اور خاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ [البدور الزاھرۃ:۷۷، ۳۱۳]

**چھٹی:** اِعراب کا اختلاف: جیسے حارث بن کعب رضی اللہ عنہ تثنیہ میں رفع، نصب، جر الف کے ساتھ ہی پڑھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں جاء نی رجلان رأیت رجلان مررت برجلان جبکہ باقی اہل لغت رفع الف کے ساتھ اور نصب وجر یائے لین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ [کتاب المبانی:۲۲۱، اور اس کے بعد کو دیکھ لیا جائے] اور قرآن حکیم میں ﴿قَالُوْا اِنَّ ھٰذَیْنِ لَسَاحِرَانِ﴾ [طہٰ:۶۳] کو مکی بصری اور حفص کے علاوہ باقی قراء ھذان پڑھتے ہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


[البدور الزاهرة:۲۵۹]

ساتویں: اختلاف لہجات واداء: جیسے بعض اہل لغت امالہ کرتے تھے جبکہ دوسروں کے ہاں امالہ نہ تھا اسی طرح کچھ ادغام کر کے پڑھتے تھے اور بعض اظہار کرتے تھے۔

## دوسرا قول:

ابن قتیبہ رحمہ اللہ اور الباقلانی رحمہ اللہ کا قول بھی اس سے ملتا جلتا ہے ان کے نزدیک وہ 'اوجہ سبعہ' یہ ہیں:

پہلی: تقدیم وتاخیر کا اختلاف اس کا ذکر سجستانی کی رائے میں گذر چکا ہے۔

دوسری: زیادتی اور نقصان کا اختلاف اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔

تیسری: ایسا اختلاف جس کی بنا پر لفظ کی صورت رسمی اور معنی دونوں بدلتے ہوں جیسے وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ [سورۃ الواقعہ:۲۹] اور طَلْعٍ مَّنْضُوْدٍ بعض اہل لغت کے ہاں دونوں جدا چیزیں ہیں اوران کے معانی میں اختلاف ہے یہ مثال ان کی بن سکتی ہے البتہ جن کے نزدیک دونوں لفظ ہم معنی ہیں ان کے نزدیک یہ مثال نہیں بن سکتی۔

چوتھی: ایسا اختلاف جو معنی کی تبدیلی کا سبب بنتا ہو لیکن صورت دونوں قراءتوں کی ایک ہی ہو جیسے ﴿وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا﴾ [البقرة:۲۵۹] 'ز' کے ساتھ جو موت کے بعد دوبارہ اٹھانے کے معنی میں مستعمل ہے جبکہ نافع، مکی اور بصری رحمہم اللہ کے ہاں اس کو نُنْشِرُهَا کے ساتھ پڑھا گیا ہے جس کے معنی پھیلا دینے کے ہیں۔

پانچویں: ایسا اختلاف جو کلمہ کی اصل وحقیقت میں ہو ظاہری لفظ اور معنی میں کوئی اختلاف نہ ہو جیسے ﴿وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ﴾ افتعال سے اور لَا يَاتَلِ اُولُو الْفَضْلِ تفعل سے۔[النور:۲۲، پہلا باب افتعال اور دوسرا تفعل سے ہے]

چھٹی: ایسا اختلاف جس میں ظاہری اختلاف ہو البتہ معنی نہ بدلتا ہو جیسے کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ اور اَلصُّوْفِ الْمَنْفُوْشِ

ساتویں: ایسا اختلاف جو اعراب اور بنا کا ہو جیسا ﴿رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا﴾ بصیغۂ امر اور مکی، بصری اور ہشام رحمہم اللہ اس کو بَعِّدْ بصیغۂ ماضی پڑھتے ہیں۔

## تیسرا قول:

ابو الفضل عبد الرحمان بن احمد بن الحسن الرازی رحمہ اللہ کا ہے۔ ان کے نزدیک بھی 'احرف' سے مراد وجوہ تغیر ہیں جن میں اختلاف واقع ہوا ہے اور وہ اوجہ یہ ہیں:

① اسماء کا اختلاف یعنی ایک قراءت وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ جبکہ ابن کثیر مکی رحمہ اللہ لِاَمَانَتِهِمْ مفرد کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

② افعال کا اختلاف جیسا فَقَالُوْا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَنَا اَسْفَارِنَا ماضی اور امر کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

③ وجوہ اعراب کا اختلاف جیسے ﴿وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ﴾ جمہور کے ہاں بفتح الراء ہے اور امام حمزہ رحمہ اللہ اس کو بضم الراء پڑھتے ہیں۔

④ زیادتی ونقصان کا اختلاف جیسے ﴿وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ﴾ کو ابن کثیر مکی رحمہ اللہ 'مِنْ' کے اضافہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

⑤ تقدیم وتاخیر کا اختلاف جیسے وقاتلوا وقتلوا کو حمزہ اور کسائی رحمہما اللہ وقتلوا وقاتلوا پڑھتے ہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



⑥ ایک کلمے کی دوسرے کلمے کے ساتھ تبدیلی کا اختلاف جیسے ﴿وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُھَا﴾ کو قراءسبعہ میں سے نافع، مکی اور بصری ﷭ نُنْشِرُھَا بالراء پڑھتے ہیں۔

⑦ مختلف لہجات کا اختلاف: جیسے امالہ اور عدم امالہ اسی طرح تفخیم وترقیق ادغام اور اظہار کا اختلاف وغیرہ جیسے ﴿وَھَلْ اَتَاكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی﴾ میں اتاك اور موسی کو حمزہ اور کسائی ﷾ امالہ کبری اور ورش امالہ صغری سے پڑھتے ہیں اسی طرح بصری دوسرے میں بھی تقلیل کرتے ہیں۔

## چوتھا قول

خاتمہ المحققین امام محمد بن محمد الجزری ﷫ کا ہے جنہوں نے ۳۰ سال سے زائد عرصہ اس حدیث میں غور وخوض کے بعد فرمایا کہ میں نے تمام قراءات صحیحہ، شاذہ، ضعیفہ اور منکرہ کا تجزیہ کیا تو وہ اختلاف کی سات وجوہ سے باہر نہیں ہیں۔

**پہلی:** حرکات کا اختلاف جس کی بنیاد پر نہ صورتِ لفظ بدلتی ہے نہ معنی بدلتا ہے۔ جیسے البخل بضم الباء وسکون الخاء اور البخل بالفتحتین

**دوسری:** حرکات کا اختلاف اس طرح ہو کہ اس میں تغیر معنی تو ہو لیکن صورت رسمیہ تبدیل نہ ہو جیسے فتلقی آدم، ضمہ کے ساتھ، من ربہ کلمات، منصوب بالجر، جو کہ جمہور قراء سبعہ کی قراءت ہے جبکہ ابن کثیر مکی ﷫ کے ہاں آدم منصوب برمفعولیت اور کلمات مرفوع برفاعلیت ہے۔

**تیسری:** حروف کا اختلاف جس کی بنیاد پر معنی تبدیل ہو لیکن صورت رسمیہ تبدیل نہ ہو جیسے تبلوا اور تتلوا سورۃ یونس کی آیت ھُنَالِكَ تَبْلُوْا کُلُّ نَفْسٍ مَّا اَسْلَفَتْ میں حمزہ وکسائی ﷾ اس کو دو تاء سے پڑھتے ہیں جس کے معنی پیچھے آنے کے ہیں جبکہ باقی حضرات باء کے ساتھ پڑھتے ہیں جو امتحان کے معنی میں آتا ہے۔

**چوتھی:** وجہ بالا کا عکس یعنی حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ تبدیل ہو لیکن معنی میں کوئی اختلاف نہ ہو بلکہ یکساں ہو جیسے ﴿وَزَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً﴾ میں خلاد کی ایک روایت نافع، بزی، ابن ذکوان، شعبہ اور کسائی ﷭ کے ہاں صاد کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ جبکہ خلاد ﷫ کی دوسری روایت اور باقی قراء سبعہ کے ہاں سین کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

**پانچویں:** حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ اور معنی دونوں تبدیل ہو رہے ہیں جیسے فَامْضُوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہ

**چھٹی:** تقدیم وتاخیر کا اختلاف۔ اس میں علامہ جزری ﷫ اور ابوالفضل الرازی ﷫ دونوں کا اتفاق ہے۔

**ساتویں:** کمی اور زیادتی کا اختلاف۔ اس رائے میں بھی ہر دو حضرات کا اشتراک ہے۔

یہ وہ چار اقوال ہیں جو ایک دوسرے کے بالکل متقارب ہیں بلکہ بقول حافظ ابن حجر العسقلانی ﷫ ہر ایک نے اپنے پیشرو کے قول کی وضاحت کی اور اس کی تنقیح کی ہے۔ اور یہ بات چند دلائل کی بنیاد پر صحیح بھی ہے۔

**پہلی دلیل:** عہد کے اعتبار سے بھی یہ تمام حضرات یہی ترتیب رکھتے ہیں چنانچہ ابو حاتم سجستانی ﷫ سب سے اقدم ہیں جن کی وفات ۲۵۵ھ میں ہے اور اس کے بعد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ ﷫ ہوئے ہیں جو ۲۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے بعد قاضی ابوبکر محمد بن الطیب الباقلانی ﷫ ہوئے ہیں جو ۴۰۳ھ میں فوت ہوئے ہیں جبکہ



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


ابوالفضل الرازی رحمہ اللہ کی وفات ۴۵۰ھ اورامام المحققین محمد بن الجزری الدمشقی رحمہ اللہ کی وفات ۸۳۳ھ میں ہے اور سجستانی سے ابن قتیبۃ کا شرف تلمذ بھی ثابت ہے۔

دوسری دلیل: ان اَقوال اربعہ میں بہت حد تک اشتراک اور یکسانیت پائی جاتی ہے زیادہ سے زیادہ یہی فرق سامنے آتا ہے کہ ابوحاتم سجستانی رحمہ اللہ وجوہِ اختلاف لغاتِ سبعہ میں مانتے ہیں جبکہ ابن قتیبہ رحمہ اللہ وجوہِ اختلاف قراءتِ قرآنیہ میں مانتے ہیں اورابوالفضل الرازی رحمہ اللہ نے ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی اوجہ سبعہ کی تصدیق کرتے ہوئے اختلاف لہجات کا اضافہ کر دیا جو سجستانی کے قول میں نمایاں ہے اس طرح علامہ جزری رحمہ اللہ نے ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی مکمل موافقت کر دی ہے اور الباقلانی رحمہ اللہ نے تو ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی ہی بات نقل کر دی ہے۔ تو یہ سب کچھ نزاع لفظی اور پہلے قول کی تصدیق ہی ہے۔

لیکن اس تمام تر بحث کو قبول کر لینے کے بعد یہ بھی سوال باقی رہ جاتا ہے کہ احرف سبعہ سے مراد کیا ہے؟اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ائمہ عظام میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ احرف سبعہ کی تفصیل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک استناجِ عقلی ہوتا ہے اور ایک استنباط فقہی نصی ہوتا ہے۔ یہ تمام اقوال استنتاج عقلی تو ہیں یعنی قراءات متواترہ پرغور کیا جائے تو کل یہی اوجہ سامنے آتی ہیں اور یہی تصریح امام ابن الجزری رحمہ اللہ کی بھی ہے کہ میں نے ۳۰ سال سے زیادہ عرصہ اس پرغور کیا تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی دی کہ قراءات کا اختلاف ان سات اوجہ سے باہر نہیں ہے اور یہ بات تو تمام کے نزدیک درجہ تسلیم تک پہنچ چکی ہے، لیکن استنباط فقہی نصی کا مسئلہ ابھی تک باقی ہے کہ نص حدیث سے کیا مراد ہے؟

اسی طرح حدیث بالا کی روشنی میں احرف سبعہ کے نزول کو تخفیف اور تیسیر علی الامۃ قرار دیا گیا ہے تو ان مذکورہ بالا اوجہ کی تخفیف اور تیسیر کے ساتھ کیا مناسبت بنتی ہے؟ مثلاً تقدیم وتاخیر کے اختلاف کا ایک اعرابی بدو کے ساتھ کیا واسطہ؟ اسی طرح زیادتی ونقصان اوراختلاف اعراب یا اختلاف حروف جس میں تغیر معنی وصورت ہو یا نہ ہو ان تمام چیزوں کا تعلق تسہیل وتیسیر کے ساتھ کمزورترین نظر آتا ہے۔

البتہ ایک قول اس بارے میں خاصا اقرب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ 'حروف سبعہ' سے مراد لغاتِ سبعہ ہیں اور یہ اہل عرب کے افصح ترین لغات ہیں خواہ وہ لغاتِ سبعہ ایک کلمہ میں مکمل اتفاق رکھتے ہوں یا ان میں باہم اختلاف ہواور وہ اختلاف دو وجھوں میں یا تین وجوہ میں یا چار میں یا اس سے زیادہ میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک کلمہ تمام لغات میں ایک ہی وضع اور کیفیت کا ہوتا ہے تو اس میں ایک ہی قراءۃ ہوگی اور کبھی ایک لغت کے لوگ کیفیت نطق میں اختلاف کررہے ہوتے ہیں تو ایک لغت میں دوقراءتیں ہو جاتی ہیں۔

یہ قول جمہور اہل علم اور محققین فن کا ہے۔ جن میں مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ ابوعبید القاسم بن سلام ابو حاتم السجستانی رحمہ اللہ امام طبری رحمہ اللہ، ابوجعفر الطحاوی رحمہ اللہ اورعصر حدیث کے ادب اورفن بلاغت کے امام مصطفی صادق الرافعی رحمہ اللہ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

البتہ اس قول پر دواعتراض ہوسکتے ہیں لیکن دونوں اعتراض مضبوط دلائل کے سامنے کمزور ہیں۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## پہلا اعتراض

اگر احرف سبعہ سے مراد لغات سبعہ ہیں تو پھر ہر کلمہ میں سات وجوہ قراء ات ہونی چاہئیں جبکہ عملاً کم یا زیادہ ہوتی ہیں؟

اس کا جواب یہی ہے کہ کبھی مختلف لغات ایک کلمہ پر متفق ہو جاتے ہیں تو ان میں ایک ہی قراءۃ ہو گی اور کبھی سات لغات میں دو وجھوں پر اختلاف ہوتا ہے تو ان میں دو ہی قراء تیں ہوں گی۔ لہٰذا یہ اعتراض ختم ہوا۔

## دوسرا اعتراض

اگر لغات کا اختلاف مراد ہے تو پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیوں کر رہے ہیں جبکہ دونوں کا لغت قریش کا لغت ہے؟ اور ایک لغت میں باہم مختلف ہونا اس قول کی تردید کرتا ہے۔

## جواب

قرآن کریم کی تلاوت کا دارومدار لغت پر نہیں رہا بلکہ اعتماد سماع پر ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو جیسے لغت میں پڑھایا وہ اسی کا پابند ٹھہرا۔ اس کی مضبوط دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جس میں فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کا ایک سورۃ میں قراءت کا اختلاف ہوا دونوں کا دعویٰ یہی تھا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پڑھایا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ویسے ہی پڑھو جیسے تمہیں پڑھایا گیا ہے۔

اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی پر دال ہے جب انہوں نے حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا تو دونوں نے یہی کہا کہ ھٰکذا أقرأنیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی یہی جملہ دہرایا کہ یہ سورۃ الفرقان اس طریقے پر نہیں پڑھتے جس طرح آپ نے مجھے پڑھایا ہے تو ان میں سے کسی نے بھی اپنے لغت کی طرف نسبت نہیں کی کہ تیری قراءت لغت قریش کے خلاف ہے بلکہ نسبت سماع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اس سے صراحت ہو گئی کہ اعتماد سماع عن النبی رضی اللہ عنہ پر ہے نہ کہ لغت پر تو یہ اعتراض بھی مندفع ہو جاتا ہے۔

پھر اعتماد سماع پر ہونے کی وجہ سے لغات کا اختلاط ہوا اور عرضۂ اخیرہ سے پہلے ان لغات سبعہ کے وہ ابعاض جن کا تعلق تخفیف اور تیسیر کے ساتھ تھا وہ منسوخ ہو گئے اور باقی ابعاضِ سبعہ آج تک موجود ہیں۔ اور جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے باجماع صحابہ رسم المصحف کا التزام کیا تو وہ اوجہ جن کو رسم عثمانی کا شمول نہ ہو سکا تو وہ شاذہ ٹھہریں اور اس پر اجماع صحابہ ثابت ہو چکا ہے اب ان قراءات کو تفسیر وفقہ اور نحو وادب کے احکام میں استنباط کے طور پر تو لیا جاتا ہے، لیکن قرآن سمجھ کر ان کی تلاوت ناجائز ہے اس لیے کہ قرآن مکمل طور پر متواتر ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علامہ علی محمد الضبّاع *
مترجم: عمران حیدر **

# حدیث سبعة أحرف ......ایک جائزہ

شیخ القراء علامہ علی محمد الضباع رحمہ اللہ کا زیرنظر مضمون ان کے مجلّہ 'کنوز الفرقان' سے منتخب کرکے شائع کیا جارہا ہے۔ یہ مجلّہ موصوف نے اپنی زندگی میں تجوید وقراءات کی ترویج کے لئے خود جاری فرمایا تھا، جس کے رئیس التحریر بھی آپ خود تھے۔ مجلّہ ہذا نومبر ۱۹۴۸ء سے مئی ۱۹۵۳ء تک باقاعدہ نکلتا رہا۔ ہمارے محترم کویتی دوست الشیخ ڈاکٹر یاسر ابراہیم مزروعی حفظہ اللہ نے ان مضامین کو تنوير البصر في جمع مقالات وكتابات شيخ القراء بمصر کے عنوان سے تہذیب وترتیب کے بعد وزارۃ الاوقاف، کویت کی طرف سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اس سلسلہ کی تاحال پہلی جلد شائع کی گئی ہے۔ اس شمارے میں ہم علامہ الضباع رحمہ اللہ کی دو علمی تحریریں ترجمہ کرکے شائع کررہے ہیں، جن میں سے دوسری تحریر 'رسم عثمانی کی شرعی حیثیت' کے عنوان سے شامل اشاعت ہے۔ اسی طرح سیر وسوانح کے تحت علامہ موصوف کے تفصیلی حالات زندگی بھی اس شمارے کے صفحات کی زینت ہیں۔

زیرنظر مضمون میں علامہ موصوف نے جہاں حدیث 'سبعہ اَحرف' سے متعلق دیگر مسائل پر بحث کی ہے، وہیں اس کے مفہوم کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ فن قراءات کی معروف نمائندہ شخصیات امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ، امام ابومحمد مکی القیسی رحمہ اللہ اور امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ وغیرہ کی اس رائے سے بھرپور اتفاق رکھتے ہیں کہ 'سبعہ اَحرف' سے مراد 'اَوجہ سبعہ' کے بجائے 'سات لغات' کا اختلاف ہے۔ اس مضمون کو ہم اس احساس سے پیش کر رہے ہیں کہ بعض اہل علم جو کہ اس رائے کو غیر وقیع خیال کرتے ہیں، انہیں معلوم ہوجائے کہ فن قراءات کے ماہرین میں سے کئی ممتاز شخصیات اس رائے کی حامل ہیں۔ عام طور پر متاخرین قراء کرام میں محقق ابن جزری رحمہ اللہ کی رائے کی وجہ سے 'سبعہ اَوجہ' کی تعبیر کی طرف میلان پایا جاتا ہے، جبکہ اس سلسلہ میں موجود 'سبعہ لغات' کی تشریح کو وقعت نہیں دی جاتی، حالانکہ 'سبعہ احرف' بمراد 'سبعہ لغات' کے قائلین متقدمین ومتاخرین اہل علم میں سے جمہور ہیں اور اکثر متقدمین قراء بھی اسی رائے کے قائل تھے۔ پاکستان میں علم تجوید وقراءات کی خدمات کے سلسلہ میں پیش پیش پانی پتی سلسلۂ قراءات کے تمام بانی اَساتذہ بھی اسی رائے کے قائل تھے اور اسی کے حق میں پرزور دلائل اپنی کتب میں پیش کرتے آئے ہیں۔ مزید برآں 'سبعہ احرف' کے مفہوم کے ضمن میں جمہور علماء اور امام ابن جریر رحمہ اللہ کی رائے میں کیا وزن پایا جاتا ہے؟ اس حوالے سے گذشتہ اور حالیہ قراءات نمبر میں 'تعارف علم قراءات' از ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ [ادارہ]

* جمہوریہ مصر میں اکثر قراء اور مقرئین کے اُستاد گرامی...... مصنف کتب کثیرہ
** فاضل كلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے متواتر صحیح طرق سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «إنَّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ما تيسّر منه» ’’قرآن مجید سات اَحرف پر نازل کیا گیا ہے ان میں سے جو آسان لگے اس کے مطابق پڑھ لو۔‘‘

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا:

”سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان في حياة رسول الله ﷺ فاستمعت لقراء ته فإذا هو يقرأ على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسول الله ﷺ فكدت أساوره في الصلاة فتصبرت حتى سلم فلببته بروائه فقلت، من أقرأك هذه السورة التى سمعتك تقرأها؟ فقال: أقرأنيها رسول الله ﷺ فقلت: كذبت فإن رسول الله ﷺ أقرأنيها على غير ما قرأت فانطلقت به أقوده إلى رسول الله ﷺ فقلت إن هٰذا يقرأ سورة الفرقان على حروف لم تقرئنيها، فقال رسول الله ﷺ أرسله اقرأ ياهشام! فقرأعليه القراء ة التي سمعته يقرأها، فقال: كذلك أنزلت۔ إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء واما تيسر منه“[صحيح بخارى:٤٦٠٨]

’’میں نے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہشام بن حکیم کو سورۃ الفرقان پڑھتے سنا۔ میں نے ان کی قراء ت میں غور کیا کہ وہ بہت سے حروف پر پڑھ رہے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے۔ میں نے چاہا کہ میں انہیں نماز میں ہی دبوچ لوں پھر میں نے صبر کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سلام پھیر دیا۔ میں نے چادر کے ساتھ انہیں دبوچ لیا اور کہا: میں نے تمہیں جو پڑھتے ہوئے سنا ہے تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی ہے؟ کہا: رسول اللہ ﷺ نے، میں نے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا۔ پھر میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور عرض کی۔ یہ سورۂ فرقان ان حروف پر پڑھتے ہیں جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ اے ہشام پڑھو! تو جس طرح میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا اسی طرح پڑھا۔ آپؐ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی یقیناً قرآن مجید سات اَحرف پر نازل ہوا ان میں سے جو آسان لگے اس کے مطابق پڑھ لو۔‘‘

صحیح مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ حدیث مروی ہے:

أن النبی ﷺ كان عند أضاة بنى غفار فأتاه جبريل فقال: إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرف، فقال: سل الله معافاته ومعونته فإن أمتى لا تطيق ذلك ثم أتاه الثانية على حرفين فقال له مثل ذلك، ثم أتاه الثالثة بثلاثة فقال له مثل ذلك، ثم أتاه الرابعة فقال، إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على سبعة أحرف فأيما حرف قرء وا عليه فقد أصابوا

[صحيح مسلم ، باب أن القرآن على سبعة احرف]

’’نبی کریم ﷺ بنی غفار کے أضاۃ کے پاس تھے کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور فرمایا: اللہ آپ ﷺ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو ایک حرف پر قرآن مجید پڑھائیں تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور مدد مانگو، میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر جبریل علیہ السلام دو حروف لے کر آئے، تو آپ نے وہی بات کہی، پھر جبریل علیہ السلام تیسری مرتبہ تین حروف لے کر آئے تو آپ ﷺ نے پھر وہی بات کہی، پھر جبریل علیہ السلام چوتھی مرتبہ آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو سات حروف پر قرآن مجید پڑھائیں۔ وہ جو بھی حرف پڑھیں گے وہ صحیح ہوگا۔‘‘

جامع ترمذی کی روایت میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ